

جیمس ہیڈ لے چیز کے شہکار

تجربہ آب

نہا آپ

اشرف عثمانی

ہو جس جہاں تہ ندر ہی دوڑ میں انسان پر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ جب اُسے کسی پر اعتبار نہیں رہتا۔ وہ اپنے سامنے سے بھی خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ یہ بھی اپنے ہی مجرموں کی کھائی ہے جہاں خون کے رشتے بھی اہمیت کھو بیٹھے تھے۔

فیڈرل کاسٹرو کے دور میں جب کیوبا میں سگاریوں پر پابندی لگی تو ان کی غیر قانونی تجارت بڑھ گئی۔ مجرموں کے شاطر دماغوں نے نئے نئے منصوبے بنائے۔ ایسے میں ویت نام کی جنگ سے لوٹنے والا لیک فوجی ان کا ہدف بن گیا۔ وہ نادانستہی میں ایک قتل میں ملوث ہو بیٹھا تھا اور اب اُسے اپنی بقا کی نگہ و دو کرنا تھی۔

اس فوجی کا ختمہ جسے ریٹائر ہونے کے بعد ایک نئے محاذ پر لڑنا پڑ گیا تھا

مجبوری تھی اور وہ اس خیال سے خوفزدہ رہتا تھا کہ سفر کے دوران خصوصاً رات کے وقت.... اگر کہیں اس کا ٹرک خراب ہو گیا تو یہ غول بیابانی خدا جانے اس کا کیا حال کریں۔ ایسے کئی واقعات ہو چکے تھے جن میں ان بپتیس نے کسی ٹرک ڈرائیور کو لوٹ کر بہت مارا دیا تھا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ٹرک کے کئی پارٹس جو وہ آسانی سے نکال سکتے تھے نکال کر لے گئے تھے۔ بلاشبہ ہائی وے پر پولیس ٹھٹ کرتی تھی۔ مگر وہ کسی کو پیدل چلنے کے جرم میں تو گرفتار نہیں کر سکتی تھی۔ بپتیس کے غول اسے دیکھ کر ادھر ادھر چھپ جاتے اور جب پولیس آگے نکل جاتی تو پھر پائی وے پر آ جاتے۔

بہری جیل چو فٹ سے زیادہ قامت، صحت مند کرتی جسم کا خوبصورت تیس سالہ نوجوان تھا۔ اس کے بال سرخ آنکھیں نیلی رنگ گورا چٹا تھا۔ بہترین نشانہ باز تھا۔ باکسر بھی رہ چکا تھا۔ جوشیوت اس کی قدر سے ایک جانب کو جھکی ہوئی تاکہ جوشی جو گزشتہ مقابلے کا ختمہ جوشی سام بیئر کو وہ بہت پسند آیا۔ اس بھی اندازہ لگایا کہ بہری فوج میں رہ چکا ہے چنانچہ اس نے خوب بہری کو لفٹ کی پیشکش کی۔ مگر وہ صرف آج رات تک جا رہا تھا اور پورا ڈائریکشن وہاں سے کم و بیش سو میل کے فاصلے پر واقع بہری نے سام کی پیشکش قبول کر لی۔ دونوں آج رات کی جانب جا رہے راستے میں سام نے بہری کو ہر چند باتوں میں الجھایا مگر بہ زیادہ تر خاموش رہا۔ اس نے صرف اتنا ہی بتایا کہ اس کی م

بہری جیل تین سالہ لازمی فوجی خدمت سے دس دن قبل ڈسچارج ہوا تھا اور اب نیوارک سے پورا ڈائریکشن جا رہا تھا۔ یہ سفر وہ پیدل چلنے اور لفٹ لیتے ہوئے طے کر رہا تھا۔ ڈینس بیچ کے قصبے میں وہ ایک اسٹیک بار میں کھانا کھا رہا تھا کہ اس کی ملاقات ایک ٹرک ڈرائیور سام بیئر سے ہوئی جو خود بھی آری میں رہ چکا تھا اس موسم میں ہائی وے پر پستی لڑکوں اور لڑکیوں کے غول کے خوف سفر کر رہے تھے۔ گندے کپڑوں، بدبودار جسموں، سراور داڑھی کے بڑے بڑے الجھے ہوئے بالوں والے یہ نوعمر لڑکے اور لڑکیاں جن کی عمریں چندہ سولہ سال سے تیس بائیس سال کے درمیان ہوتی تھیں بیشتر وقت تاج باز منشیات کے نشے میں سرشار ہوتے تھے۔ ہر چیز پر اپنا حق سمجھتے تھے اور جو شے مانگتے سے نہیں ملتی تھی اسے زبردستی جبر و تشدد سے جمین لیتے تھے۔ ہائی وے پر وہ ہر کار یا ٹرک ڈرائیور سے لفٹ لینے کے لئے انگوٹھ دکھاتے تھے مگر کوئی انھیں لفٹ دے کر انستہ مصیبت مول لینے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ عموماً لفٹ لینے کے بعد یہ لفٹ دینے والے کو مار پیٹ کر اور لوٹ کر فرار ہو جاتے تھے۔ سام بیئر ان بپتیس سے بہت جلا اور چڑا ہوا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اگر ہماری نوجوان لسل کا یہ حال ہے تو ہم اپنے مستقبل سے کوئی اچھی توقع وابستہ نہیں کر سکتے۔ وہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک پھل لانے لے جانے کا دان، دنوں، ہفتوں کا موسم تھا) کام کرتا تھا۔ ہائی وے پر سفر کرنا اس کی

حکم کی باز پرس پسند نہیں کرتا۔
پولیس سارجنٹ نے کہا کہ انہیں عوام کے مفاد میں ایسا کرنا پڑتا ہے۔ یہ علاقہ جس میں وہ سرکار کا ہے اعادی خطرناک ہے جتنا وقت نام جہاں سے وہ آیا ہے۔ پھر بتایا کہ اسی دن گھنٹے قبل پانچ بیسیوں نے جن میں... ایک لڑکی ہے ایک چھوٹے فارم ہاؤس پر دھاوا مارا۔ فارم ہاؤس میں اس وقت چار آدمی موجود تھے۔ مگر وہ کچھ نہ کر سکے۔ ان بیسیوں نے توڑ پھوڑ کی۔ تین مرغیاں اور ایک ریڈیو فریج سرخ لایا اور اطمینان سے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد فارم ہاؤس والوں نے پولیس کو رپورٹ کی۔ اور انہوں نے اچھا ہی کیا کہ کوئی مزاحمت نہیں کی۔ ان بیسیوں کے شرے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ وہ جو کچھ کریں کہنے دیا جائے ورنہ کس زیادہ جانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ملک میں منشیات کا ایک سلاب اٹھ آیا ہے۔ یہ بستی زیادہ تر نشے میں ہوتے ہیں اور اس کیفیت میں انہیں نہ اپنی جان کی پروا ہوتی ہے نہ دوسروں کی۔ سارجنٹ نے ہیری کو بھی یہی مشورہ دیا کہ اگر اس کا واسطہ بیسیوں سے پڑ جائے تو ہیرہ روہنے کی کوشش نہ کرے۔

○●○

ہیری چلی شام کے بعد یو ایٹرک پہنچ گیا۔ میں اسٹریٹ پر اسے گڈ اش ریسٹورنٹ کی ٹیون سانس چکیتی نظر آئی۔ یہ ریسٹورنٹ یو ایٹرک کا واحد ریسٹورنٹ تھا جس کا مالک ایک سونا خوش طبع اٹالین ٹونی مورٹی تھا۔ مورٹی بیس سال قبل اس قصبے میں آیا تھا اور قصبے کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے یہ ریسٹورنٹ کھول لیا تھا۔ مورٹی بہترین کھانا پکاتا جاتا تھا اس لیے ریسٹورنٹ جلد ہی چل نکلا۔ ریسٹورنٹ چلانے میں اس کی بیوی اس کا ہاتھ بٹاتی تھی۔ پھر جب بیٹے کی بیماری سے اس کی بیوی کا انتقال ہوا تو تقریباً پورا قصبہ اس کی بیوی کی تدفین میں شریک ہوا تھا۔ اس سے مورٹی کو اندازہ ہوا کہ قصبے کے لوگ اس سے سختی محبت و احترام رکھتے ہیں۔ اس بات نے اسے اپنی بیوی کی موت کا غم بھلانے میں بڑی مدد کی۔ بیوی کے بعد اس کی نوجوان بیٹی ماریا نے اس کی جگہ لے لی۔ دونوں باپ جی مل کر ریسٹورنٹ اور بار کا کام چلانے لگے۔ ریسٹورنٹ میں زیادہ گاہکی گیارہ بجے سے تین بجے کے درمیان میں ہوتی تھی۔ کچھوں میں آتے جاتے گھنٹوں میں رک کر کھانا یا شراب کھاتے چیتے تھے۔ شام کے آٹھ بجے بجے گاہکوں کی آمد تقریباً ختم ہو جاتی تھی۔ یو ایٹرک کے لوگ رات کا کھانا اپنے گھروں میں کھانا پسند کرتے تھے۔ لیکن مورٹی کسی بھولے بھگے گاہک کے لیے ریسٹورنٹ آٹھ بجے بلکہ اس کے کچھ دیر بعد تک کھلا رکھتا تھا۔ ہیری ساڑھے آٹھ بجے یو ایٹرک پہنچا تھا۔ وہ کچھ تھکا ہوا تھا۔ بھوک بھی لگ رہی تھی اور ایک گلاس ٹھنڈی بیئر کی تو شدید خواہش تھی۔ اسی نے ریسٹورنٹ میں داخل ہو کر پازنہ لیا۔ تقریباً بیس بیس پڑی تھیں۔ ہر میز کے ساتھ چار چار کرسیاں بھی تھیں۔ داہنے ہاتھ کی طرف بار

اگرچہ بیئر ڈانٹر ٹی ہے جہاں ایک ملازمت اس کی مختصر سے مگر وہ وہ ڈیڑھ ماہ کسی ساحلی مقام (مثال کے طور پر آئس لینڈ) پر گھر کرکے آرام کرنا چاہتا ہے۔ سام نے اسے مشورہ دیا کہ وہ سرگرتے ہوئے ہائی وے سے دور رہے۔ اندرونی جی سڑکیں استعمال کرے۔ اس نے ہیری کو علاقے کا ایک نقشہ بھی دے دیا۔ ہائی وے پر بیسیوں کے ہاتھوں پریشان ہونے کا اندیشہ ہے۔ چنگ وہ اپنے طور پر بہت بہادر اور طاقتور ہو سکتا ہے مگر ایک طاقتور آدمی بھی آٹھ دس بیسیوں کے مقابلے میں کیا کر سکتا ہے۔ اس نے ہیری کو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی ایک چھوٹا سا ڈیڑھ گھنٹہ دیا کہ اگر ضرورت پڑی جائے تو یہ ڈیڑھ گھنٹہ ثابت ہو سکتا ہے۔ سام نے یہ بھی کہا کہ وہ ہیری اور بھرات کو آئس لینڈ سے گزرتا ہے۔ پورے بیسز اس کا یہی معمول رہے گا اس لئے ہیری چاہے تو کبھی اس سے ملاقات کر سکتا ہے۔ آئس لینڈ میں کسی سے بھی اس کے بارے میں پوچھ لیا جائے۔ ہیری خود بھی سام سے مل کر خوش ہوا تھا اس نے دوبارہ ملنے کا وعدہ کر لیا۔

سام بخترے ہیری کو آئس لینڈ کے باہر اتار دیا۔ ایک نیم پختہ سڑک کی جانب اشارہ کیا کہ یہ سڑک اسے پہلے سیائی اور پھر بیئر ڈانٹر ٹی لے جا سکتی ہے۔ سام سے رخصتی معافی کر کے ہیری نے اپنے پیدل سفر کا آغاز کیا۔ وہ دھیرا دھیرا آگے بڑھنے لگا۔ میں دیکھا کہ دس میل آگے جا کر سڑک دو شاخوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ بائیں سڑک واپس ہائی وے سے مل جاتی ہے اور دائیں سڑک ایک چھوٹے قصبے سے گزرتی ہوئی یو ایٹرک کے قصبے پر جاتی ہے۔ بائیں سڑک تک جاتی ہے۔ جو تقریباً بیس میل کے فاصلے پر تھا۔ ہیری نے رات اس قصبے میں گزارنے کا فیصلہ کیا۔ ایک گھنٹے تک چلنے کے بعد دن کے ایک بجے وہ دو ٹنوں کے سامنے میں آرام کرنے بیٹھ گیا۔ اپنے تیلے سے سینڈ وچز نکال کر کھائے۔ نیم گرم کوک پیلا اور سگریٹ سٹاک کرکھا ہونے لگا تھا کہ اس نے ایک کار کی آواز سنی۔ نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ ایک پولیس کار اس کی جانب آ رہی ہے۔ جس میں دو قوی بیکل پولیس آفیسر نظر آ رہے تھے۔ کار ہیری کے پاس آ کر رک گئی۔ دونوں آفیسر کار سے اترے۔ ان میں سے ایک جو قد و قامت میں بھی بڑا تھا اور عمر میں بھی اس کے کندھے اور آستین پر سارجنٹ کی پٹی تھی۔ اس نے ہیری سے بات پوچھا اور یہ کہ وہ کہاں سے آیا ہے۔ پھر اس کے کانفہات دیکھنے کا مطالبہ کیا۔ ہیری نے اپنا پاسپورٹ، ڈرائیونگ لائسنس اور آدمی سے ڈسپانچ کے کانفہات دکھائے۔ کانفہات کے مطابق ہیری کا تعلق بیئر ڈانٹر ٹی سے تھا اور اس کا عہدہ سارجنٹ تھا۔ کانفہات دیکھنے کے بعد کچھ پولیس آفیسر کا دیتے بدلا ضرور مگر اس کے سوالات سے ہیری چڑ گیا۔ کہاں جا رہے ہو، کبیں جا رہے ہو۔ پیدل کیوں جا رہے ہو۔ تمہارے پاس کچھ رقم یا بیئر ڈانٹر ٹی وغیرہ وغیرہ ہیری نے کچھ سوالات کا جواب دیا پھر غصے سے کہا کہ وہ اس

کاؤنٹر تھا۔ جہت میں ایک بڑا سا پنکھا اوسط رفتار سے گھوم رہا تھا۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان حسین لڑکی اخبار پڑھ رہی تھی۔ بھیری اندر آیا تو لڑکی نے مسکراتے ہوئے اسے خوش آمدید کہا۔ بھیری نے غصہ کی بیڑی کی قربانی کی لڑکی نے آنکس بکس سے ایک بوش نکالی اور گلاس میں بیڑہ کر بھیری کو دیا۔ بھیری نے گلاس اٹھایا۔ لڑکی کی طرف دیکھا اور بولا۔

”اس روشنی کے نام جو تمہاری آنکھوں میں چمک رہی ہے اور اس چاندنی کے لیے جو تمہاری مسکراہٹ سے جھلک رہی ہے۔“

کسی نے بھی مارا کی تعریف ایسے الفاظ میں نہیں کی تھی۔ وہ شہر بگئی۔ ایک شرمیلی مسکراہٹ سے بھیری کا شکریہ ادا کیا۔ بھیری نے کھانے کے بارے میں پوچھا۔ مارا نے پلٹ کر کاؤنٹر کے عقب میں گلی ہوئی چھوٹی کھڑکی کھولی اور اپنے ڈبیے کو آواز دی کہ ایک گاہک آیا ہے آج کا اجیش کھانا جلدی تیار کیا جائے۔ ایک سوٹا مسکراتا چوکھڑی میں ظاہر ہوا۔ سوریلی نے فوراً سے بھیری کو دکھا۔ پندہ گی کے طور پر سر ہلایا۔ کھانا اسپینچا تھی ابھی آرہی ہے دوسری چیزیں بھی دس منٹ میں تیار ہو جائیں گی۔ مارا نے ایک بیڑی کی طرف اشارہ کر کے بھیری سے بیٹھے کہ کما۔ بھیری بیڑہ کا گلاس ہاتھ میں لئے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اپنا تھیلہ بھی قریب ہی رکھ لیا۔ اس وقت کوئی اور گاہک موجود نہیں تھا۔ بھیری نے پوچھا کہ آیا یہ معمول ہے یا آج کی رات گاہک کم آتے ہیں۔ مارا نے بتایا کہ ہماری گاڑی زیادہ تر بج کے اوقات میں ہوتی ہے۔ شام میں کوئی بھولا بھٹکا گاہک ہی آتا ہے۔ پھر بھیری سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آتا ہے۔ بھیری نے جواب دیا کہ نیو مارک سے اور سوال کیا کہ یہاں کبیں رات کو گھر نہ کیے جکھل جائے گی۔ مارا بھیری کی وجاہت سے متاثر ہو گئی تھی اس نے مسکراتے ہوئے بتایا کہ ایک کمران کے پاس بھی ہوتا ہے جس کا کرایہ ناشتے کے ساتھ تین ڈالر ہے۔ بھیری نے فوراً قیام کا ارادہ ظاہر کر دیا۔ اسی وقت اچھٹنگا بھی کی پلٹ آگئی۔ مارا نے پلٹ بھیری کی میز پر رکھی اور پھر زلی روٹی کے توس کاٹنے لگی۔ بھیری نے کھانا شروع کر دیا۔ اسپینچا بھی اسے اچھی لگی۔ اس نے تعریف کی۔ مارا نے بتایا کہ وہ لوگ یہاں بیس سال سے ہیں اور وہ تو پیدائشی یہاں ہوئی تھی۔ کچھ دوسری باتیں ہوتی رہیں۔ بھیری نے اسپینچا بھی ختم کی۔ کچھ ہی دیر میں مارا نے باقی کھانا بھی پیش کر دیا۔ بھیری کو یہ اٹالین لڑکی پسند آئی تھی۔ وہ ایسی سیدھی سادی لڑکیوں کو پسند کرتا تھا۔ یہ گاؤں سے واپسی میں وہ ایک مینے کے لئے نچلے اور کبیری میں گھبرا تھا اور اسے اٹالین لڑکیاں بہت اچھی لگی تھیں۔ وہ مزاجاً بہادر اور مہمان ٹاہت ہوئیں اور مزید یہ کہ ان کے ساتھ کوئی الجھن اور براہم نہیں تھی۔ نیو مارک کے مختصر قیام کے دوران جو لڑکیاں اسے ملی تھیں ان کی کوئی نہ کوئی براہم ضرور تھی۔ جس کی براہم جس کی نہیں تو دولت کی۔

دولت کی نہیں تو دہلا ہونے کی یا اپنے مستقبل کی۔ وہ ابھار کے موضوعات پر یوں بات کرتی تھیں جیسے وہ ان کا ذاتی مسئلہ ہو۔ وہ دوسری چانپ ختم کر رہا تھا کہ اس نے ریمونٹ کے باہر بھاگتے قدموں کی آوازیں سنیں۔ کچھ ہی دیر میں ایک ہاتھ ہوا آدمی اندر داخل ہوا۔ باہر سے کچھ اور بھاگتے قدموں کی آوازیں بھی آرہی تھیں جو غالباً اس آدمی کا تعاقب کر رہے تھے۔ جو آدمی اندر آیا تھا اس کی عمر چھبیس سال کے لگ بھگ تھی۔ قد نامول سے کچھ کم تھا۔ اس کے کالے بال کندھوں تک آ رہے تھے۔ دہلا پتلا چوہا بھاگنے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ دائیں آنکھ کے قریب ایک زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ جڑے پر بھی ایک گہری خراش تھی۔ سانس پھرتی ہوئی تھی۔ قیص جبکہ جبکہ سے پھرتی تھی۔ اس نے دائیں ہاتھ میں کیٹوس کے خلاف میں لپٹا ہوا ہتھار پکڑ رکھا تھا۔ کندھے پر ایک چھوٹا سا تھیلہ لٹک رہا تھا۔ اس نے دوسرا دھڑکائی پھینکے کی جگہ تلاش کرنا چاہی۔ بھیری کو بتایا کہ وہ لوگ میرے پیچھے ہیں مجھے چھپا دو۔ بھیری کھڑا ہو گیا اور بولا بار کاؤنٹر کے پیچھے جا کر چھپ جاؤ۔ آدمی نے ایسا ہی کیا۔ بھیری دوبارہ بیٹھ گیا۔ اسی وقت مارا جو کچن میں چلی گئی تھی آئی اور آدمی کو دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ بھیری نے اسے تسلی دی۔ واپس کچن میں جانے کو کہا کہ یہاں ممکن ہے کوئی گز ہو ہو مگر وہ اس سے نبٹ لے گا۔ مارا بھاگ کر کچن میں چلی گئی۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ریمونٹ کا دروازہ ایک زوردار آواز کے ساتھ کھلا اور وہ ایک ایک کر کے ریمونٹ میں داخل ہوئے۔ چار نوجوان اور ایک لڑکی جس کے ہاتھ میں ٹرانزسٹریٹ ہو تھا۔ بھیری نے اندازہ کر لیا کہ یہ وہی پانچ بہنیں ہیں جن کے بارے میں پولیس ساد جٹ نے بتایا تھا۔ اس نے فیصلے سے ٹکڑی کا ڈنڈا نکال کر اپنے گھٹنوں میں دھپالیا اور دونوں ہاتھ میز پر رکھ دئے ان سب کا حلیہ ایک جیسا تھا۔ عمریں ستو سے تیس سال کے درمیان تھیں۔ ان کے جسموں سے سینے اور کند کی کی بو آرہی تھی۔

”وہ ہمیں آیا تھا چک۔“ ان میں سے ایک بولا ”میں نے دیکھا تھا۔“
 بظاہر چک اس گروہ کا لیڈر تھا۔ وہ ان سب سے مرادور قد و قامت میں بڑا تھا۔ ریمونٹ کا بازوہ لپٹے ہوئے اس کی نظریں بھیری پر جم گئیں۔ اس نے بھیری کو گھور دیکھا۔ بھیری بھی غامضی سے اسے دیکھتا رہا۔ باقی سب بھی بھیری کی موجودگی کا احساس کر کے خاموش ہو گئے۔ بھیری کی تیز نظروں سے چک کو قدرے سنبھلتی ہوئے لگی۔ بھیری کے چہرے پر خوف کا کوئی تاثر نہیں تھا اور یہ ایسی بات تھی جس کا چک کو ابھی تک کوئی تجربہ نہیں ہوا تھا۔
 ”تم نے کسی آدمی کو گھنار کے ساتھ دیکھا ہے“ چک نے پوچھا۔ بھیری نے کوئی جواب نہیں دیا۔
 ”کیا تم بھرے ہو۔“ چک نے غصے سے کہا۔
 ”میں سن بھی سکتا ہوں اور تمہاری بو بھی سونگھ سکتا ہوں۔“

ہیری نے جواب دیا "ان بچوں کو یہاں سے لے جاؤ" تم سب یہاں کی فضا خراب کر رہے ہو۔"

چک پیچھے ہٹا۔ راستہ کھپانے لگا۔ دہلا پتلا چروغے سے سفید پڑ گیا۔

”کوئی مجھ سے اس طرح بات نہیں کر سکتا۔ میں۔۔۔۔۔“
 ”اودھ دفع ہو جاؤ۔“ ہمیری نے بات کاٹی۔ ”پہلی ماں سے کہنا کہ وہ
 جوہیں شلہا، حلا کر مھرے لنگے کی اجازت دیا کرے۔“

”اُدھ۔ کے۔ تم نے خود اپنی شامت بلائی ہے۔“ چک کی مٹھیاں بھینچ نکلیں ”اس کی سزا میں ہم تمہیں اور اس جگہ کو تباہ کر دوں گے۔“

”تمہاری جگہ میں ہوتا تو ایسی لٹلی نہیں کرتا۔“ بیہری نے کرسی پیچھے کھٹکائی اور دایاں ہاتھ نیچے کر کے ٹکڑی کا ڈنڈا پکڑ لیا۔

”تمہاری حرمت ہو جائے گی۔ میں چھوٹے لڑکوں پر ہاتھ اٹھانا پسند نہیں کرتا.....“

وہ خاموش ہو گیا۔ چک نے ایک قریبی میز کو الٹ دیا۔ میز پر رکھے گلاس نیچے گر کر ٹوٹ گئے۔ "ریسٹورنٹ تباہ کر دو۔" چک نے اپنے ساتھیوں سے کہا "ہر چیز توڑ دو۔"

ہیری اتنی پھرتی سے اٹھ کر چپکے چپکے پاس پہنچ گیا کہ چپکے کو یہ اندازہ ہی نہیں ہو سکا کہ وہ میز سے کب اٹھا تھا۔ ہیری نے ڈنڈا چلایا۔ چپک نے اس سے بچنے کے لئے اپنا اٹا ہاتھ سامنے کر دیا۔ ڈنڈا اپری قوت سے چپک کی کلائی پر پڑا۔ اتنی زور سے کہ بڑی ٹوٹ گئی۔ چپک ٹھٹھوں کے بل فرش پر گر گیا اور تکلیف سے بُری طرح چیخنے لگا۔ ہیری نے پھرتی سے محکوم کر باقی بیٹیتوں کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے کا تاثر اتنا خوفناک تھا کہ وہ سب کھیر کر چیخنے پھنے۔

”بھاگ جاؤ۔“ ہیری چلایا ”باہر..... باہر.....“

وہ سب ہچکا رہے تھے۔ ہیری نے دُعا ہو ا میں لہرایا قدم اُٹھے۔ قریب ترین کھڑا پتی زور سے چپ کر بیچھے ہٹا اور محسوس کر دیا اُسے کی جانب بھاگ نکلا۔ پانی سب نے بھی اس کی پیروی کی۔ کسی کو اپنے لیڈر کی ٹھکر نہیں تھی۔ چک خودی دانیس تھ سے اپنی کلائی پکڑے لڑکھڑاتے ہوئے اٹھا اور پانی ساتھیوں کے ساتھ دس نورنٹ سے نکل کر رات کی تاریکی میں نظروں سے مٹ جاتا تھا۔ ان کے جانے کے بعد ہیری نے پیروی دروازہ بند کر دیا۔ پھر کلاؤنٹر رما کر جیسے آوی کر بتایا کہ وہ لوگ بھاگ جیسے ہیں۔

وہ آدمی اٹھ کر کاؤنٹر سے باہر آیا۔ وہ اب بھی خوف سے کانپ رہا تھا۔ اس نے ہیری کو شکریہ ادا کیا کہ اس کی وجہ سے جان بچ گئی تھی۔ وہ درندہ بدچلتی اسے مار ڈالتے۔ ہیری نے اسے قتل دی۔ گرمی ہوئی گئے۔ ماریا نے تفریق نظروں سے ہیری کو دیکھا۔ "تم نے بڑی دلیری سے ان کا سامنا کیا۔" وہ بولی "اگر تم نہ ہوتے تو ہماری کوئی چیز بچتا نہ ہوتا۔"

”اس آدمی کی فکر کرو۔“ ہیری نے کہا ”مجھے مرہم پنی کر دو۔“
ماریا نے زخم دیکھا اور وہاں پہن کچن میں چلی گئی۔

”عشقریہ مسٹر۔“ مورلی نے بڑی گرم جوشی سے بہری سے ہاتھ ملایا ”میں تو ہر شخص ان بیٹیوں سے خوف کھاتا ہے۔ ہمیں تم جیسے آدمیوں کی ضرورت ہے۔“

مایا نے اس آدمی کی سرزم پٹی گہری جس نے بتایا کہ اس کا نام ریڈی ووش ہے۔ یہی نے اپنا متاوف کرایا۔ ریڈی نے ایک بار پھر غصہ ادا کیا۔ بتایا کہ جی اس کا شمار چینیٹا چاہتے تھے۔ ڈر گھر چھین جاتا تا کہ اس کی روزی کا ڈوبہ جاتا رہتا۔ وہ بچہ ادا خوشی کے ایک کلب میں بیٹن نے میان کنارہ بنانے کی ملازمت کرتا ہے۔ یہی نے اپنا باقی کمانا پر رانیا۔ ریڈی کو بھی کمانا کھلایا۔ کالج وہ بھی کئی پٹی کی۔ مایا نے کہا۔ اس نے ڈیڈی نے کہا ہے کہ یہ ساری خدمت باکل فری ہے اور میاں دی ہوتا ہے جو اس کے ڈیڈی کہتے ہیں۔ یہ معلوم کر کے کہ یہی بھی میرا ادا خوشی جا رہا ہے۔ ریڈی نے ایک ساتھ سفر کرنے کی تجویز پیش کی۔ یہی آقاہہ ہو گیا۔ اس نے بتایا کہ اسے کام کی تلاش ہے اور اس کی بھی فکر نہیں کہ کام کی نوعیت کیا ہے۔ ریڈی نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ غیر ملکتا ہے۔ یہی کا تیرہائی اس کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ فری اسٹاک میں اولیہ گیمز میں کالسی کا تھناہیت۔ کاہ۔

”تب تو میں تمہاری ملازمت کی گارنٹی دے سکتا ہوں۔“

بیلزلی نے خوش ہو کر کہا ”کلب کے مالک کا بیٹا آج کل دیت نام
س ہے۔ تو کلب کا مالک سولو ایک طرف تو تم تے میدان جنگ کے
مالات دلچسپی سے سنے گا دوسری جانب اسے اپنے ساحل کے لیے
ایک لائف گارڈ کی ضرورت ہوتی ہے۔ قانون کے تحت ضروری
ہے کہ جو کلب ساحل کے کنارے واقع ہوں وہ ایک مستند تجربہ کار
لائف گارڈ ملازم رکھیں۔ سولو کو یو ایچ ایک ایجنسی لائف گارڈ کی
فائش دیتی ہے۔۔۔ کیونکہ لائف گارڈ کی ڈیوٹی میں ساحل پر
وجود گاؤں کی خدمت بھی شامل ہے۔ جو لوگ خدمت کر سکتے
ہو ایجنسی لائف گارڈ نہیں ہوتے اور جو ایجنسی لائف گارڈ ہوتے
وہ گاؤں کی خدمت کرنا پسند نہیں کرتے۔ کیا تم ایسی ملازمت
دے کر گے۔ تنخواہ کچھ زیادہ نہیں ہے مگر کمانا چاہتا اور رہائش فری
ہے۔“

”میں بالکل آمادہ ہوں۔“ ہیری نے جواب دیا ”مگر ممکن ہے
میں نے کوئی گامز رکھ لیا ہو۔“

”میں شرط لگا سکتا ہوں کہ سولو نے ابھی تک کسی کو نہیں دکھا گا۔“ رینڈی نے کہا ”میں ان ایک ہفتے بعد شروع ہو گا۔ اور سولو کا کفایت شمار ہے کہ جب تک مجبور دی نہ ہو کہم کھج نہیں کرتا۔ یہ کہ میں اسے فون کر کے تمہارے بارے میں بتا دوں گا۔“

دونوں میں طے ہوا کہ وہ کل شام روانہ ہوں گے رات کے
ران سڑ کریں گے کوئی لفٹ مل جینی تو ٹھیک ورنہ پیدل ہی سفر

کریں گے۔ مورلی انا شکر گزار تھا کہ اس نے دونوں کو کھانا بخشے کے علاوہ رات کا قیام بھی فری فراہم کر دیا۔ ریڈی نے سولو کو فون کر کے اپنی آمد کے علاوہ ہیری کے بارے میں بھی بتا دیا کہ وہ لائف گارڈ کی جگہ کے لیے ایک اولمپک چیمپئن کو اپنے ساتھ لا رہا ہے۔

○●○

وہ دونوں یلو ایکر سے دوسرے دن شام کے سات بجے روانہ ہوئے۔ مورلی نے دونوں کو الگ الگ راستے میں کھانے پینے کے لیے کچھ مناسب کھانا بھی دے دیا۔ بڑی گرم جوشی سے انہیں اس وعدے کے ساتھ رخصت کیا کہ وہ واپسی میں بھی ضرور اس سے ملنے ہوئے جائیں گے۔ سفر شروع ہو گیا۔ دونوں اپنے اپنے خیالات میں گم خاموشی سے چل رہے تھے۔ ہیری نیویارک میں ملنے والی لڑکی کا موازنہ مارا سے کر رہا تھا جو اسے بہت پسند آئی تھی۔ ہر فرد کی کچھ نہ کچھ پراہم ہوتی ہیں، ممکن ہے مارا کی بھی ہوں لیکن غالباً وہ انہیں کنٹرول کر سکتی ہے یا کم سے کم ان کا اظہار نہیں کرتی۔ ہیری کی اپنی مشکلات بھی تھیں مگر یہ وقت ان کے بارے میں غور کرنے کا نہیں تھا۔ اس نے اپنے خیالات کو کنٹرول کرنا سیکھ لیا تھا۔ مثلاً ریت نام میں گزارے ہوئے تین سالوں کے بارے میں نہیں سوچنا تھا اور نہ اپنی برباد شدہ گھریلو اور ازدواجی زندگی کے بارے میں۔ بلکہ وہ اس قمار بازی کے سلسلے میں بھی کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا جس میں اس نے آری سے ملی ہوئی تقریباً ساری رقم گنوا دی تھی۔ سروسٹ تو وہ مطمئن تھا کہ اسے ایک کلب ریسٹورنٹ میں ملازمت مل جائے گی۔ چلتے چلتے ساڑھے دس بج گئے۔ ریڈی نے بتایا کہ دو میل کے بعد وہ ہائی وے پر آجائیں گے۔ ممکن ہے وہاں سے انہیں کوئی لفٹ مل جائے۔ اسے ٹھوڑی سی فکر یہ بھی تھی کہ ہیری نے پک کی کھائی تو ذکر ضرورت سے زیادہ سختی کی تھی۔ اس نے ہیری کو بتایا کہ اسے فوری زندگی بائیکل پسند نہیں۔ اس کے نام بھی ڈرافٹ کارڈ تیار تھا مگر وہ اس نے ہار دیا اور گھر سے بھاگ نکلا۔ بلاشبہ پکڑا لیا تو سزا ملے گی مگر پک بکڑا تو جانتا ہے وہ ان کے ہاتھ ہی نہیں آئے گا۔ ہیری نے کہا کہ چاہتا تو وہ بھی اپنا ڈرافٹ کارڈ جلا دیتا مگر اس وقت جو حالات تھے ان میں اسے یہ ایک فرار کی راہ محسوس ہوئی اور اس نے آری جو امن کر لیا۔ پھر اسی سلسلے میں اس نے بتایا کہ آری میں دو سری باتوں کے علاوہ یہ بھی سکھایا جاتا ہے لڑائی میں کبھی کوئی غلطی یا کوتاہی نہیں کرنا چاہیے۔ اگر وہ پک کو معمولی سی مار لگاتا تو باقی بقی اس پر فوٹ پڑتے۔ ممکن تھا کہ مارا، مورلی اور ریسٹورنٹ کو بھی نقصان پہنچاتے۔ مگر ایک ضرب کاری دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے کہ میں ان کا بھی یہ حال کر سکتا ہوں اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ ریڈی نے اعتراف کیا کہ ہیری ٹھیک کہہ رہا ہے میں نے اس پہلو سے غور نہیں کیا تھا۔

دس منٹ بعد وہ ہائی وے پر آگئے۔ ایک ٹرک گزر رہی

زیر سالانہ میں زبردست کمی

زیر مبادلہ کی شرح میں نمایاں تبدیلی کی وجہ سے جاسوسی ڈائجسٹ، سپنس ڈائجسٹ ہائمنڈ ہاؤس پبلیشرز اور ماہنامہ سرگزشت کے غیر ملکی مستقل حشریداروں کے لیے زیر سالانہ کی رقم میں نمایاں کمی کر دی گئی ہے

کینیڈا، امریکا، جنوبی امریکا، آسٹریلیا اور نواحی ممالک کے لیے 50 امریکی ڈالرسالانہ

دنیا کے دیگر ممالک کے لیے زیر سالانہ صرف 140 امریکی ڈالریا 25 پاؤنڈ اسٹرلنگ

ذاتی بچت اور قومی خدمت کے لیے اب اپنا زیر سالانہ صرف زیر مبادلہ میں ارسال کریں۔ دو تین سالوں کے لیے ڈرافٹ یا منی آرڈر بنا کر غیر ضروری خرچ اور زحمت سے بچیں۔ اس طرح آپ آئندہ ہونے والے قیمت یا ڈاک خرچ کے اضافے سے محفوظ رہیں گے۔ اگلے برسوں میں آج کے زیر سالانہ پر بے کمزی اور باقاعده گی سے پرے حاصل کرتے رہیں گے۔

ڈرافٹ اور ڈالرسنی آرڈر بھیجے کا پتا

Jasoot
Digest
Publishers

31- RAMZAN CHAMBERS, Dr. BILLIMORIA STREET,
OFF I. I. CHUNDRIGAR ROAD,
KARACHI- 74200 PAKISTAN
PH: (92) (21) 2634444 FAX: (92) (21) 2637960

ہیری سے کہا "دو دن پہل جانے گا۔"

اتنا کہ لڑکی کاروان کی طرف چلی گئی۔ کاروان کا دواخانہ کھولے اور پھر بند ہونے کی آواز آئی۔ ہیری اور ریڈی کار میں بیٹھ گئے۔ ہیری کار چلانے لگا۔ ریڈی اس طرح لفٹ لٹنے کو خوش قسمتی سمجھ رہا تھا۔ ہیری قدرے فکر مند تھا۔ اس نے کہا کہ یہ خوش قسمتی کے علاوہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔ کیا آج کل لڑکیاں بغیر رکے اٹھانے اٹھانے گئے کار چلا کر رہی ہیں۔ ریڈی بولا اور اصل مصیبت یہی ہے کہ لڑکیاں اب سب کچھ مردوں کی طرح کرنے لگی ہیں۔

نیچے میں مردوں کی اہمیت روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے۔ ہیری اس بات سے بھی مطمئن نہیں تھا کہ کوئی لڑکی یوں رات کو اکیلے سفر کرتی ہوئی دو مردوں کو لفٹ دینے کے لئے نہ صرف کار روک لیتی ہے بلکہ بڑی بے تحاشی سے اپنی کار ان کے حوالے کر دیتی ہے۔ اس نے ریڈی سے کہا کہ وہ کار کے گھو کپار لفٹ کا جائزہ لے۔ ریڈی نے کپار لفٹ کھولا۔ اس میں ایک بلاسک فولڈر تھا جس میں کچھ کاغذات تھے۔ ان سے معلوم ہوا کہ یہ کار ہرگز کبھی سے دیو نیچ کے قصبے میں کرائے پر لی گئی ہے۔ لینے والے کا نام جو نیل بلیک ہے جس کا پتا 1244-1 پرنگ فیلڈ روڈ کلیو لینڈ ہے۔ جب کار دی گئی تھی تو اپریل میٹرز میں 650 میل تھے۔ ہیری نے ڈیش جوڑ میں لگے میٹرز میں موجود ریڈنگ دیکھی۔ کچھ حساب لگایا اور بتایا کہ جب سے یہ کار کرائے پر لی گئی ہے صرف 240 میل چلی ہے۔ اگر لڑکی اٹھانے گئے سے کار ڈرائیو کر رہی تھی تب تو بہت زیادہ میل طے ہو جانا چاہیے تھے۔ نہ اس کا نام جو نیل بلیک معلوم ہوتا ہے نہ وہ یہ کار اٹھانے گئے چلائی رہی ہے۔ یہ سب کچھ ٹھیک نہیں لگتا۔ ممکن ہے اس نے یہ کار کبھی سے چرائی ہو۔

ریڈی کو ایسی باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کا خیال تھا کہ صبح سات بجے تک کی بات ہے تب تک وہ لوگ میاں بیچ جائیں گے پھر وہاں سے بس کے ذریعے بھی جیڑاؤ اڑائی جالیا جاسکتا ہے تو اب چند گھنٹوں کے لیے ذہن کیوں پریشان کیا جائے۔ ہیری نے کہا۔ کار چوری کی ہوئی۔ پولیس اس کی تلاش میں ہوئی اور انہیں روک کر باز پرس کی گئی جب پریشانی کا حال معلوم ہو گا۔ ریڈی نے جواب دیا کہ پولیس اس وقت سڑکوں پر نہیں ہوئی اپنے گھروں میں بستر پر محو خواب ہوئی ہے۔ ہیری کا ذہن مطمئن نہیں تھا مگر اس نے سوچا کہ یہ اس لڑکی کی درد سہی ہے اگر پولیس نے راستے میں کہیں روک دیا تو وہ لڑکی کو آگے کر دے گا۔ وہ خود بٹ لے گی۔ اس کا اور ریڈی کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں پھر پولیس ان پر کیوں شبہ کرے گی۔ ریڈی کو بھوک لگنے لگی تھی۔ وہ اپنا تھیلہ کھول کر کھانا نکالے گا۔ ہیری سے پوچھا تو اس نے کہا وہ بعد میں کھائے گا۔ ریڈی کھاتے ہوئے وہی لڑکیوں کے بارے میں پوچھنے لگا۔ ہیری بولا "تم وہاں لڑنے گئے بھی نہیں اور جانا بھی نہیں چاہتے تو وہاں کی لڑکیوں کی فکر کیوں کرتے ہو وہ جیسی بھی

لے اگھو گھلا ہوا مکرڑک نہیں رکا۔ اگلے چند دن منٹ میں چار اور ٹرک گزرے۔ مگر کوئی لفٹ دینے پر آمادہ نہیں ہوا۔ ہیری نے کہا کہ ممکن ہے ڈرائیو ریڈی کو پہنچی کچھ کر ٹھہرا نہیں چاہتے ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد ہیری نے ایک کار کی ہیڈلائٹس چکیتے دیکھیں۔ چاند کی روشنی میں ہیری نے دیکھا کہ وہ ایک مستحکم کار ہے جس کے پیچھے دو برہمن والا کاروان بھی بڑا ہوا تھا۔ ہیری سڑک کے قریب اور میدان میں گیا اور اگھو شے سے لفٹ مانگنے کا اشارہ کیا۔ اسے کچھ حیرت ہوئی کہ کار کی رفتار کم ہونے لگی اور اس کے پاس آکر بالکل رک گئی۔ ریڈی نے یہ دیکھ کر اپنا تھیلہ اور سٹار اٹھایا اور کار کی طرف لپکا۔ ہیری نے دیکھا کہ کار کی ڈرائیو روکئی تو جوان لڑکی ہے جس نے زرد شیشوں کا پادسا پیشہ لگا رکھا ہے۔ سر پر سفید دھال بندھا ہوا ہے۔ دھال کے دونوں سرے سیاہ اسکرٹ کے اندر دبائے گئے تھے۔ دھال اور چشمے نے لڑکی کے سر کے بال اور تقریباً تمام چوہ چھپایا تھا۔

"اگر تم میاں کی جارہی ہو تو کیا ہمیں لفٹ دے سکتی ہو۔" ہیری نے پوچھا۔

"تم کار ڈرائیو کر سکتے ہو۔" لڑکی نے پوچھا۔ اس کی آواز آہستہ اور ایک خاص لب و لہجہ رکھتی تھی جسے ہیری پہچان نہیں سکا۔

"ہاں۔ ضرور۔" اس نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس ڈرائیونگ لائسنس بھی ہے۔"

"ہاں ہے۔" ہیری نے بتایا۔ لڑکی نے ایک کمری سانس لی۔

"یہ بہت اچھی بات ہے۔" وہ بولی "تمہیں لفٹ مل سکتی ہے

بشرطیکہ کار تم چلاؤ۔"

"مجھے منظور ہے۔ مگر میرے ساتھ میرا ایک دوست بھی

ہے۔" ہیری نے ریڈی کی جانب اشارہ کیا۔

"کوئی بات نہیں۔" لڑکی نے ریڈی کی طرف دیکھا "تمہیں

راتے کا پتا ہے۔"

"پاکل سیدھا جانا ہے۔"

"درست ہے۔ میں اٹھانے گھنٹوں سے کار ڈرائیو کر رہی ہوں

اور بہت تھک گئی ہوں۔" لڑکی کار سے اتر آئی "مجھے یہ کاروان

میاں کی پہنچانا ہے۔ جس شخص نے آرڈر دیا تھا یہ بھی کہا تھا کہ اگر یہ

کل صبح تک اسے نہیں ملا تو وہ آرڈر کنسل کر دے گا۔"

"کیا تم کاروانوں کی تجارت کرتی ہو۔"

"نہیں" میں وہ بد بخت ہوں جس کے ذمے مال ڈیور کرنا ہوتا

ہے۔" لڑکی نے جواب دیا "میں کاروان میں سونے جا رہی ہوں اور

خدا کے لیے مجھے میاں بیچنے سے پہلے مت اٹھانا۔"

"اگر کاروان میں دو برتھ ہیں تو کیا میں بھی آرام

کر سکتا ہوں۔" ریڈی نے پوچھا۔ لڑکی نے اسے گھور کر دیکھا۔

"تم اس پہنچی کو قابو میں رکھ سکتے ہو تو یہ بیٹھے گا۔" لڑکی نے

مقابلہ کیا اور اتنی بری طرح ٹھکانی کی کہ وہ ہفتوں تک اسپتال میں پڑے رہے۔ ریڈی نے کہا کہ وہ یہ ساری باتیں اس لیے کہہ رہا ہے کہ بھیری سولو کی طرف سے ہوشیار رہے اور کسی بلاوجہ کی معصیت میں نہ پڑے۔ خاص طور سے چننا سے دور رہے۔ بھیری نے جواب دیا کہ ریڈی ٹھکر منڈن ہو وہ کسی ایسی لڑکی کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ساتھ کوئی پرالہم لے کر آئے۔ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ مطلوبہ اسٹیک ہار تک پہنچ گئے۔ بھیری نے کار اور کاڈان ایک جانب کھڑا کیا۔ بھیری نے مستانگ کار سے اتر کر ہائی وے کی طرف دیکھا۔ ان کا ہتھیار کرنے والی کار تیزی سے قریب آئی جاری تھی۔ ریڈی نے جو اتر کر اسٹیک ہار کے دروازے پر پہنچ گیا تھا۔ پلٹ کر بھیری کو آواز دی اور بھیری آگے بڑھ گیا۔ ریسٹورنٹ میں داخل ہوئے ہوئے اس نے ایک کار کے رکنے کی آواز سنی۔ کھڑکی سے ہٹا کر دیکھا تو ایک سفید مسٹرینز نظر آئی۔ اس نے سوچا کہ کیا یہ وہی کار ہے جو ان کے پیچھے آ رہی تھی۔ وہ کار کو ابھی طرح دیکھنے کے لیے کھڑکی کی طرف بڑھا ہی تھا کہ مسٹرینز حرکت میں آئی اور آگے چل دی۔ بھیری صرف اتنا ہی دیکھ سکا کہ جو آدی کار چلا رہا تھا اس نے بڑا سا ہیٹ پہن رکھا تھا۔ کار میں اندر اسی تھا اس لیے وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا۔

پانچ منٹ بعد وہ اسٹیک ہار سے کافی ہائی کروڈ پکنٹ کیمبل سگرنٹ اور ایک ہنٹ کافی کا کارڈن خرید کر... مستانگ کار میں واپس آگئے۔ بھیری اب بھی لڑکی کی طرف سے ٹھکر منڈن تھا۔ اس نے گھوڑا کھارٹمنٹ کھول کر دو باہ کاندات دیکھے۔ کار جو ٹیل بلیک نامی آدی کو کرائے پر دی گئی تھی۔ کرائے کا معاوضہ دو روپے میں ہوا تھا۔ دو دن قبل۔ اس نے اسپینڈیلز بھی دیکھا۔ حساب لگائے پر وہی 240 میل آئے۔ پھر اس لڑکی نے یہ کیوں کہا کہ وہ اٹھانے گئے سے کار ڈرائیو کر رہی ہے۔ شاید اس لیے کہ خود کو تھا کہ ہوا ظاہر کر کے بھیری کو کار چلانے کے لیے کہہ سکے۔ مگر وہ یہ کیوں چاہتی تھی کہ بھیری ڈرائیو کرے۔ ریڈی نے بھیری کو سوچنے دیکھا تو پوچھا کہ کیا اب بھی وہ لڑکی کے بارے میں سوچ رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو جب سیای میں لڑکی کو جگائے تو خود اس سے ہی پوچھ لے بلاوجہ فکھن الجھانے سے کیا فائدہ۔ بھیری نے اس بات سے اتفاق کیا۔ کاندات واپس گھوڑا کھارٹمنٹ میں رکھ دئے اور خیلے سے کھانا نکال کر کھانے لگا۔ ذرا تھک ریڈی نے سنبھال لی۔

○☆☆○

ریڈی نے بھیری کو دنگا جو کھ دیر کے لیے سو گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ ابھی فورٹ لاڈ سے گزرے ہیں اور جین منٹ بعد سیای پہنچ جائیں گے۔ بھیری نے کہا کہ اب جو پسلانے نظر آتے ریڈی وہاں کار روک لے۔ وہ کافی چننا چاہتا ہے۔ لڑکی کو بھی اٹھا دیں گے اور پچیس گے کہ وہ سیای میں کہاں اترنا چاہتی ہے۔ جلدی انہیں ایک چھوٹا سا کینے مل گیا۔ ریڈی نے کار روک لی۔ بھیری نے اپنی

پس ہمارا اٹن سے کیا واسطہ۔ ریڈی خاموش ہو گیا۔ مگر بھیری کو وہ دنت نامی لڑکی یاد آئے تھی جس کی یادیں وہ وہیں چھوڑ آیا تھا۔ یہ لڑکی اسے تین سال پہلے بیگانہ میں مل گئی تھی۔ وہ ایک گلی کے سوڈ پر بیٹھ کر کھانا فروخت کرتی تھی۔ رفتہ رفتہ وہ اس کی زندگی کا ایک قیمتی اثاثہ بن گئی۔ ایک ایسا روح پرور خیال جو میدان جنگ کی خوف ناک راتوں میں اسے سارا دیتا تھا۔ وہ جب بھی نماز سے لوٹتا اسے ہونٹوں پر ایک دلی غریب مسکراہٹ لے لیا ہوا ہتھ پاتا تھا۔ وہ بہت ہمدرد تھی۔ نیک نفس تھی۔ حساس اور سمجھ دار تھی۔ اس نے ان زخموں پر جو وہ اپنے گھر سے لے کر چلا تھا اپنی پڑ تلوس، بے غرض محبت کا مرہم رکھ دیا تھا۔ پھر جب وہ دنت کا ٹانگ کے چھینکے ہوئے ایک ہم سے ہلاک ہو کر کھولوں میں اڑ گئی تو جیسے بھیری کی زندگی سے چھینے کی آرزو نکل گئی۔ اس کے بعد بھیری نے کسی دوسری لڑکی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور نہ ہی اس کے اندر دنت نامی لڑکیوں کے بارے میں باتیں کرنے لیا باتیں سننے کا واسطہ پائی رہا۔

اچانک بھیری کی نظر قحطی آئینے پر پڑی۔ اس نے تقریباً نصف میل پیچھے ایک کار کی بیڈ لائٹس چمکتے دیکھیں۔ اس نے فوراً کار کی رفتار کم کر کے ساتھ میل بی ٹھکنا کر دی۔ جو کہ ہائی وے پر اسپینڈ کی حد تھی۔ وہ کوئی خطرہ مول لیتا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے ریڈی کو بھی کار کے بارے میں بتا دیا۔ پھر قحطی شیشہ دیکھا۔ پچھل کار اب بھی اتنی ہی فاصلے پر تھی۔ اس نے بھی اپنی رفتار کم کر دی تھی۔ کھانے کے بعد ریڈی کو کافی کی خواہش ہو رہی تھی۔ بھیری نے بھی خواہش کا اظہار کیا۔ ریڈی نے بتایا کہ چندہ میل آگے ایک شینے اسٹیک ہار ہے۔ وہاں ابھی کافی ملتی ہے۔ وہاں باج منٹ روک کر کافی پی لیں گے بلکہ لڑکی کو بھی پلا دیں گے۔ بھیری نے جواب دیا کہ لڑکی نے جگہ سے منع کیا ہے اس لیے اسے چلانے کی ضرورت نہیں۔ ریڈی نے بتایا کہ سولو کی ایک بہت سی حسین لڑکی ہے جس کا نام چننا ہے۔ وہ اتنی خوب صورت ہے کہ اس کے حسن کو صرف دیکھ کر ہی سمجھا جاسکتا ہے۔ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اسی سلسلے میں اس نے سولو کے خصلت بھی بتایا کہ بیس سال قبل سولو بہترین سیف اور قتل شکن تھا۔ کوئی تالا یا کوئی سیف ایسا نہیں تھا جسے وہ کھول نہ سکے مگر بالآخر پولیس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے چندہ سال کی سزا ہو گئی۔ وہ جیل میں تھا کہ چننا پیدا ہوئی اور اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ سولو جیل سے نکلا تو اس نے اپنا پیشہ ترک کر دیا اور پیراڈائز نامی میں یہ ریسٹورنٹ کھول لیا۔ یوں وہ اب بھی بہترین سیف شکن ہے۔ گاہے گاہے اسے کام دو باہ شروع کرنے کا لالچ دیا جاتا ہے مگر سولو موجودہ زندگی اور بڑے سے خوش اور مطمئن ہے۔ اپنی بیٹی کو بہت چاہتا ہے اور اگرچہ اس کی عمر پچاس سال سے زیادہ ہے مگر وہ بہت طاقت ور اور پھر پڑا ہے۔ ریسٹورنٹ میں ہونے والی ہرگز بڑے فوڈی چننا ہے۔ ایک مرتبہ تین شراب کے نشے میں مدوش گھر والے نے چننا پر دراز دستی کرنا چاہی تو سولو نے اکیلے ان تینوں کا

گھڑی دیکھی پانچ بج کر چندہ منٹ ہوئے تھے۔ وہ نیچے اترا۔ ریڈی سے کہا "وہ کافی کے دو کارن پلنے جا رہا ہے اتنی دیر میں وہ لڑکی کو جگا دے۔ کہنے سے بیری نے کافی اور لڑکی کے خیال سے چار ڈفٹس خرید لئے۔ جست ادا کی اور مستانگ کاری کی طرف واپس چلا۔ ریڈی کار میں بیٹھا تھا کراس کا چہرہ سفید پڑا ہوا تھا۔ بیری کے کار میں بیٹھتی ہی اس نے کار چلا دی اور رفتار تیز کرنے لگا۔ اس کی گھبراہٹ دیکھ کر بیری نے کہا۔

"رفتار کم کر دو ورنہ کوئی ایکسیڈنٹ کر بیٹھو گے۔"

"وہ مر چکی ہے۔" ریڈی نے بے تابی سے کہا "کابل پر خون کے دھبے ہیں اور لاش اگر مٹی ہے۔"

بیری کو ایک جھٹکا سا لگا۔ ریڈی کی حالت دیکھ کر اس نے سوچا تھا کہ کوئی گزربڑ ہے مگر وہ گزربڑ اتنی بڑی ہوگی اس کا اسے گمان بھی نہیں تھا۔

"کار روکو۔ میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم یہاں ہائی وے پر نہیں رک سکتے۔" ریڈی نے جواب دیا "جسٹ پولیس سڑکوں پر آگئی ہوگی۔ میں کسی لاش کے ساتھ پکڑا جانا پسند نہیں کرتا۔ پولیس سوچے گی اسے ہم نے قتل کیا ہے۔" بیری نے اس خیال سے اتفاق کیا۔ واقعی پولیس انہیں روک لے تو ان کی پوزیشن بہت نازک ہوگی "تھیں نہیں ہے کہ وہ مر چکی ہے۔" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔ مجھے یقین ہے۔" ریڈی نے جواب دیا "میں نے کاروان کے دروازے پر دستک دی۔ کوئی جواب نہیں ملا تو ہینڈل چھایا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں اندر چلا گیا۔ وہ چلی برتھ پر کھینچی تھی۔ کھمبل اوڑھا ہوا تھا۔ اندر ایسی بو تھی کہ میرا دل گھبرا گیا۔ پھر میں نے کابل پر خون کا دھبہ دیکھا۔ میں اور گھبرا گیا۔ اسے آواز دی اور جنگ کر اس کا بازو چھوا۔ وہ لکڑی کی طرح اکڑا ہوا تھا۔ میں مزید برداشت نہیں کر سکا۔ تیزی سے کاروان سے باہر آیا۔"

بیری نے کچھ فاصلے پر سڑک کے کنارے ایک بڑا سا بورڈ لگے دیکھا۔ اس پر لکھا تھا۔ "سمنر کا ساحل تیرنے کے لیے بالکل محفوظ۔ اس نے ریڈی سے کہا کہ کار اسی جانب موڑ لے۔ ہائی وے پر اس وقت کوئی ٹریفک نہیں تھی۔ ریڈی نے کار ہائی وے سے نیچے اتاری۔ ایک کچی سڑک ساحل تک چلی گئی تھی۔ نصف میل آگے جا کر درختوں کا ایک بڑا سا جھنڈ تھا اور اس سے کوئی دو سو گز آگے کھلا سمنر۔ بیری نے کار روکنے کو کہا۔ ریڈی نے روک دی۔

بیری کار سے اتر کر کاروان کی طرف گیا۔ ساحل پر دور دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے جیب سے رد مال نکال کر ہاتھ میں لیتا اور کاروان کا دروازہ کھولا۔ موت کی بو جس سے وہ ہچکچاہٹیں تین سال جنگ کے میدانوں میں گزار کر بخوبی واقف ہو چکا تھا اس

کی ناک سے نکرائی۔ غلی برتھ پر کوئی کھل اوڑھے لینا ہوا تھا۔ کاروان میں داخل ہو کر بیری نے کھل کا ایک کونا پکڑ کر اٹھایا۔ برتھ پر ایک آدمی پڑا تھا۔ جس کی عمر پچاس پچھن سال لگتی تھی۔ بال گہرے براؤن تھے۔ چہرہ دھوپ کی تھامت سے تانبے جیسی رنگت کا ہو گیا تھا۔ ناک چوڑی کی طرح تھکی ہوئی تھی۔ ہونٹ نیلے تھے۔ آنکھیں کھلی تھیں جن سے سختی کے ساتھ ہی خوف بھی جھانک رہا تھا۔ چہرے کے دائیں جانب ایک تازہ زخم کا نشان نظر آ رہا تھا۔ پیلے دانت ہو نڈوں سے جھانک رہے تھے۔ بیری نے کاروان کے اندر چاروں طرف دیکھا۔ اوپر کی برتھ دیکھی۔ وہاں اور کوئی نہیں تھا۔ ریڈی بھی آیا تھا اور کاروان سے باہر کھڑا بیری کو دیکھ رہا تھا۔

"وہ مر چکی ہے نا؟" اس نے پوچھا۔

"لڑکی باجنگی ہے۔" بیری نے جواب دیا "وہ کوئی آدمی ہے۔"

جس وقت سے لڑکی نے اغواہ کھینے کا چلانے کے بارے میں جھوٹ بولا تھا وہ فکر مند تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے اسی وقت لڑکی سے بات کر لی ہوئی تو اچھا تھا۔

"لڑکی باجنگی ہے۔" ریڈی نے حیرت سے دہرایا۔

"تم نے درمیان میں کہیں کار روکی تو نہیں تھی۔"

"بالکل نہیں۔"

"لڑکی کاروان میں نہیں ہے اور وہ آدمی بھی کم سے کم اڑتالیس کھینے قبل مر چکا تھا۔" بیری نے کہا "مجھے یقین ہے کہ جب لڑکی نے ہمیں لفٹ دی تب بھی آدمی کی لاش اندر موجود تھی۔ میرا خیال ہے کہ ہم نے جب اسٹیک پار پر کار روکی تھی وہ تب ہی اگر مٹی ہوگی۔ وہ مریدیز کار جو ہمارے پیچھے آ رہی تھی، وہ چند لمحوں کے لیے رکی تھی اور لڑکی کاروان سے اتر کر کار میں بیٹھ گئی۔ وہ ہمارے پیچھے اسی لیے آ رہی تھی کہ ہم کہیں ٹھہریں اور لڑکی اتر کر اس میں بیٹھ جائے۔ ممکن ہے یہی آدمی جو تیل بلیک ہو جس نے ہرگز کپنی سے کار کرائے پر لی تھی۔"

"آؤ سب کچھ یہاں چھوڑ کر بھاگ چلیں۔" ریڈی نے جلدی سے کہا۔

"تھیں اس مصیبت کا اندازہ نہیں ہے جس میں ہم پھنس چکے ہیں۔" بیری نے کہا "سب پولیس کو کاروان اور اس کی لاش ملے گی تو وہ تحقیقات شروع کر دے گی۔ کسی نہ کسی نے ہمیں مستانگ کار کے ساتھ ضرور دیکھ لیا ہوگا۔ جیسے ہی پولیس کو ہمارا حلیہ معلوم ہو گا تو اسے ہم تک پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی اور جب ہم اسے اپنی گمانی سنائیں گے تو ہم پولیس کے رد عمل کا اندازہ لگاتے ہو۔ وہ سوچے گی کہ اس آدمی نے ہمیں لفٹ دی اور ہم نے کار اور رقم کے لالچ میں اسے ہلاک کر دیا۔ پولیس بیٹھ اسی انداز میں سوچتی ہے اور وہ لڑکی بھی جانتی تھی کہ پولیس یہی سمجھے۔"

ہمیں اس جال میں دانستہ پھانسا گیا ہے۔ وہ اس لاش کو کہیں ٹھکانے سے لگائے جا رہی تھی۔ ہم نے اس سے لٹل لی تو اسے لاش ہمارے سر ڈالنے کا موقع مل گیا۔
"تو چھرا ب ہم کیا کریں۔" رینڈی نے پوچھا۔

"میں اس آدمی کے بارے میں کچھ زیادہ جانتا چاہتا ہوں۔" ہیری نے جواب دیا۔

وہ دوبارہ کاروان میں گیا۔ لاش پر سے کپل پوری طرح ہٹا دیا۔ اس نے دیکھا کہ اس آدمی کے اگلے پیر کو انگ سے جلا یا گیا ہے۔ دل کڑا کر کے وہ لاش کو کھینچ کر کاروان سے باہر لایا۔ اس کی جیبوں کی تلاشی لی۔ مگر تمام جیبیں خالی تھیں۔ جینک پر لگا ہوا ٹیڈر کا ٹیبل بھی نکال لیا گیا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ آدمی کا پیر جلا کر اس سے کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ جسم پر کسی اور چوٹ یا زخم کا نشان نہیں تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ پیر جینک کی ناقابل برداشت اذیت سے آدمی کو دل کا دورہ پڑا اور وہ مر گیا۔ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ پیر جلا کر جو کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ وہ اذیت دینے والے کو معلوم ہو گئی یا نہیں۔ مگر یہ سب کچھ سوچنا بعد کی بات تھی۔ ابھی تو اس لاش سے چھٹکارا حاصل کرنا تھا۔ ہیری نے رینڈی کی مدد سے ساحل کی ریت میں ایک گہرا گڑھا کھود کر لاش اس میں دبا دی مگر جب لاش گڑھے میں ڈالی جا رہی تھی تو لاش کے سر پر چمچی مصنوعی بالوں کی دوپٹہ گئی۔ ہیری نے وگ کے اندر پائینک شپ کے ڈرپے پینکالی ہوئی ایک چالی دیکھی۔ چالی پر پیراڈارنٹی انٹرپورٹ کنڈھ تھا۔ ساتھ ہی لاکر نمبر 388 بھی کھد ہوا تھا۔ ہیری نے رینڈی کی نظر ہچا کر چالی اپنی جیب میں رکھ لی۔ گڑھے کو ریت سے بھر دیا۔ اندازہ وہ تھا کہ اس آدمی سے جو بات معلوم کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی اس کا تعلق اس چالی سے تھا۔

○●○

ڈوی نیگوریشنورٹ محل وقوع کے اعتبار سے بڑی میانہ دی جگہ واقع تھا۔ ایک جانب کھلا سمندر اور دونوں اطراف میں پام اور سام گھرس کے اونچے اونچے درخت جنہوں نے گویا ریشورٹ کو اپنی حفاظت میں لے رکھا تھا۔ ہیری اور رینڈی ریشورٹ پہنچے تو ایک قوی پیکل کسرتی جسم کا آدمی ریشورٹ کے دروازے سے نکل کر برآمدے میں آیا۔ اس نے ہیری اور رینڈی کو غور سے دیکھا۔ رینڈی کو پہچان کر اس کے ہونٹوں پر استہیاب مسکراہٹ ابھری۔ اس نے رینڈی سے ہاتھ ملایا "اس کی پشت پر تھکی دی۔ رینڈی گرتے گرتے بچا۔ ہیری کا اندازہ تھا کہ یہ آدمی ضرور سولو ڈوی ٹیکو ہوگا۔ ریشورٹ کا مالک۔ اور اس کا اندازہ درست تھا۔ رینڈی نے اس سے ہیری کا تعارف کرایا کہ یہ ہے وہ آدمی جس کے بارے میں اس نے فون کیا تھا۔ سولو نے ہیری کو غور سے دیکھا۔ چہرے پر ہنسور مسکراہٹ تھی۔

"ریت نام سے آ رہے ہو۔" اس نے کہا "وہاں تم میرے بٹا سے بھی ملے۔ وہ میری کی ٹھڑکینی میں ہوتا ہے۔"
"میں اس سے تو نہیں ملا مگر ٹھڑکینی کے بارے میں جاننا ہوں بہت اچھی گئی ہے۔"

"بے شک ہے۔" سولو نے کہا "تو ہمیں ملازمت چاہیے۔ مجھے ایک لائف گاڑ کی ضرورت ہے، تیرا کی میں اولنگ کے چیمپئن ہو۔ ملازمت ضرور مل جائے گی بشرطیکہ ساتھ ہی کچھ دوسرے کام بھی کر سکو۔"

"مجھے کوئی کام کرنے سے کوئی عار نہیں ہے۔"
"تو سمجھ لو ہمیں ملازمت مل گئی۔ ابھی میں مارکیٹ جا رہا ہوں۔ جنگ کے بارے میں تم سے بعد میں گفتگو رہے گی۔ رینڈی اپنے دوست کو اپنے کہیں کے ساتھ والے کہیں میں لے جاؤ۔ یہ وہیں رہے گا۔ ابھی سیزن شروع نہیں ہوا اس لیے دو چار دن آرام کر سکتے ہو۔"

سولو ہیری کو عجیب نظروں سے محو رہا تھا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر ہیری کے پاؤں ٹوٹے۔

"باکنگ کر سکتے ہو۔" اس نے پوچھا۔

"میں ہی تو ڈوی سی۔" ہیری نے جواب دیا۔

"لڑنے والے آدمی ہو۔"

"اگر ضرورت پڑ جائے تو۔"

"مجھے بھی لڑنے کا شوق ہے۔" سولو نے کہا۔

اچانک ہیری نے ایک بیچ آتے دیکھا۔ غیر ارادی طور پر وہ ڈرا سا ایک باب ہٹا۔ وہ کھنسا اس کے سینے کے لیے تھا۔ ٹیلوں کے اوپر سے پھسلتا چلایا اور پھر اسی طرح غیر انتہائی طور پر اس کا ہاتھ چلا اور سولو کے پلو پر لگا۔ اسے یوں لگا جیسے اس کا کھنسا کسی دیوار سے ٹکرا گیا ہو۔ سولو لڑکھڑا کر بیچے ہٹا۔ چلیں جھپکا نہیں۔ مگر کی سانس لی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ سولو مسکرائے لگا۔

"بہت پھرتیلے ہو اور اساتر بھی۔" اس نے کہا "کھنسا کھانا نہیں چاہے مگر ماہر کہتے ہیں۔ بہت خوب، کیا کوئی بیچ برداشت بھی کر سکتے ہو۔"

"اگر کمر ٹائی پڑ جائے تو۔"

"لگتا ہے میں تمہیں پسند کرنے لگوں گا۔" سولو نے ہیری کی پشت چیتسیائی۔

اور پھر اچانک ایک دوسرا بیچ چلا۔ ہیری اس کا متوقع تھا۔ اس نے سر ایک طرف بنایا اور سولو کا کھنسا اس کے کان کو چھوٹا ہوا نکل گیا۔ یہ ایسا بیچ تھا کہ لگ جاتا تو خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ ایک بار پھر ہیری کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ سولو کے سینے پر پڑا۔ سولو کی سانس اوپر کی اوپر نیچے کی نیچے ہو گئی۔ اس نے جلدی جلدی چلیں جھپکا کر۔

ساتھ چلے اور اپنا کیمن دیکھ لے مگر میری نے قدم بڑھایا ہی تھا کہ
بچے سے ایک آواز آئی۔
"نہیں۔ اسے باہر نکال دو۔"

ایک لڑکی جو میری کے خیال میں بیٹا ہو سکتی تھی برآمدے میں
کھڑی تھی۔ اسے دیکھ کر میری کو ایسا ہی شاک لگا جیسے اس نے بجلی
کا ٹکڑا چھو لیا ہو۔ بلاشبہ وہ بہت حسین اور دلکش تھی۔ اس کی عمر
پانچ تیس سال معلوم ہوئی تھی۔ تو اوسطا درجے کا تھا مگر چھڑا
جسم ہونے کی وجہ سے لمبی محسوس ہوتی تھی۔ اس کے بال سیاہ
شانوں تک تراشیدہ تھے جنہیں درمیان سے مانگ نکال کر دو حصوں
میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ وہ اس وقت بہت غصے میں نظر آ رہی تھی۔
اس کی سیاہ بڑی بڑی آنکھیں گویا شعلے بر ساری تھیں۔
"مجھے تمہارا دوست پسند نہیں آیا مرہٹو۔" وہ کہہ رہی تھی۔
"اسے دفع کرو۔ اسے دیکھ کر میری طبیعت غراب ہونے لگی
ہے۔"

"بات کیا ہے جس سولو۔" میری نے سخت لمبے میں پوچھا۔
"تم جنگلی اور وحشی ہو۔ بددل آدمی۔ تم اپنے ہم عمر اور برابر
کے آدمی سے مقابلہ کیوں نہیں کرتے۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ تمہارا باپ اپنی حفاظت نہیں
کر سکتا۔" میری نے جواب دیا "جب کسی آدمی کو تمہارے باپ کی
طرح معیت کی تلاش رہتی ہے تو جلد یا بدیر وہ اسے ضرور مل جاتی
ہے۔ مجھے انفس ہے کہ میں سے تمہیں پریشان کر دیا۔ لیکن اس
سے زیادہ انفس مجھے تب ہو تا جب میں کسی ڈی کی طرح تمہارے
باپ سے مار کا لیتا۔"

"تم یہاں ملازمت نہیں کر سکتے۔" جیتانے غصے سے کہا "میں
نہیں کہنے دوں گی۔ اس لیے بہتر ہو گا کہ دفع ہو جاؤ۔"
"میں چھوٹی لڑکیوں سے احکامات لینے کا عادی نہیں ہوں۔"
میری نے جواب دیا "مجھے تمہارے باپ نے ملازم رکھا ہے۔ اگر وہ
مجھ سے جانے کو کہے گا تو چلا جاؤں گا۔"

جیتانے میری کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ لیکن میری کو اس کی
زد سے نیچے میں کوئی شکل نہیں ہوئی۔ وار خالی جانے کی جھونک
میں جھٹکا لڑائی اور میری کے سینے سے ٹھٹھکی مگر فوری اچھل کر
بہت گئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔" ایک آواز آئی۔ ساتھ ہی ایک چھوٹے
سے قد کا آدمی نکل کر برآمدے میں آیا۔ اسے دیکھتے ہی میری کے
دل میں ناہنہ بگی کا تاثر ابھرا۔

"مینوکل" جیتانے اس آدمی سے کہا "اس آدمی کو باہر نکال
دو۔" اتنا کہ کروہ لپٹ کر تیزی سے ریسٹورنٹ میں چلی گئی۔

مینوکل نے میری کو کھور کر دیکھا مگر ریڈی سے اس کے
بارے میں پوچھا۔ ریڈی نے بتایا اس کا نام میری ہے اور مسٹر سولو
نے اسے لائف گارڈ کی حیثیت سے ملازم رکھا ہے۔ جیتانے اس لیے

"بہت خوب۔" جب وہ لوٹے کے قابل ہوا تو اس نے کہا
"میں دونوں بہترین دوست نہیں کہے۔ بہت اچھا بیچ تھا۔ کیا تم نے
کبھی پیشہ ور دیکھنے کے بارے میں سوچا۔"

"مسٹر سولو۔" میری نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا "میں
تمہاری ملازمت کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے تمہیں مارنا نہیں چاہیے
تھا۔ مگر جب کوئی مجھ پر گھوٹا اٹھاتا ہے تو فطری طور پر میرا ہاتھ بھی
چل جاتا ہے۔ مجھے انفس ہے۔"

"انفس کی ضرورت نہیں۔" سولو نے جواب دیا "میں ایک
اچھا بیچ ہوا شت کر سکتا ہوں۔ اس سے میرے جگر اور پیٹ کے
اصحاب مضبوط ہوتے ہیں۔ لیکن اگر تم اتنے پھرتیل نہ ہوتے تو
میرا بیچ تمہیں ایک پہننے کے لیے بہتر لگتا رہتا۔"

"کیا واقعی۔" میری نے کہا "مجھے تمہارا دوست بن کر خوشی
ہو گی مسٹر سولو۔ لیکن اب کوئی اور بیچ مجھ پر مت آزمائو۔ میں نفوس
ہو جاتا ہوں اور ممکن ہے کہ میں اپنا اٹکا بیچ بکاتا دیکھ سکوں۔" سولو
کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

"گھوٹا تم نے دانستہ اپنا بیچ بک رکھا تھا۔" اس نے پوچھا۔
"میں تمہیں چوٹ پہنچانا نہیں چاہتا تھا۔" میری نے جواب
دیا۔

اس مرتبہ سولو کا بیچ میری کے لگ ہی گیا ہوتا۔ سر ہٹاتے
ہٹاتے بھی وہ ٹھوڑی سے رگڑتا ہوا نکل گیا لیکن اس کا جوابی بیچ
سولو کے جڑے پر اتنی قوت سے پڑا کہ وہ ایک میز سے ٹکرا کر پشت
کے بل فرش پر گر گیا۔ اس کی آنکھیں اوپر چڑھ گئیں۔ بازو بے
جان سے ہو کر اس کے پیلوں میں گر پڑے اور وہ کسی دھکیل چھلی کی
طرح فرش پر بے سدھ پڑا رہ گیا۔

"میرے خدا۔" ریڈی چلایا "کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔" وہ
آگے سولو کی طرف بڑھنے لگا تھا کہ میری نے اسے روک لیا۔
"اس کی فکر مت کرو۔" میری نے کہا "تم نے بھی بنا ہو گا۔
وہ خود کہہ رہا تھا کہ وہ اچھے بیچ پسند کرتا ہے۔"

کئی لمحوں کے بعد سولو کی آنکھوں میں حرکت ہوئی۔ اس نے
آنکھیں کھول کر میری کو گھورا۔ پھر مسکانے لگا۔ اگرچہ وہ
مسکراہٹ جیسے تھی مگر بحال مسکراہٹ تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ
آگے بڑھایا اور میری نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے منہ میں دھردی۔
"میں نے اس سے بہتر چھاپی زندگی میں کبھی نہیں کھایا۔"

اس نے کہا "او۔" کے میری۔ اب یہ کھیل مزید نہیں ہو گا۔ میں اور
تم بہترین دوست بننے والے ہیں۔ میرا ارادہ تمہیں میں ڈال رہی
ہے دینے کا تھا مگر اب تمہیں چاہیے ڈال رہی ہیں گے باقی دوسری
چیزیں بھی بہترین ہوں گی۔ ریڈی اس کا خیال رکھنا۔"

اور وہ قدرے لڑکھڑاتے قدموں سے مارکٹ جانے کے لیے
اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار چلی گئی تو ریڈی اور میری کافی دیر
خاموش کھڑے رہے۔ بالآخر ریڈی نے میری سے کہا کہ وہ اس کے

ناراض ہو رہی تھی کہ بہری اور سولو میں پاکستان کا دوستانہ مقابلہ ہو گیا تھا جو سولو کے لیے کچھ ناموافق ثابت ہوا۔ میٹونک نے بہری سے کہا کہ اگر اسے یہاں ملازمت کرنا ہے تو بلاوجہ کی پریشانی پیدا کرنے سے بچنا ہوگا۔ بہری نے جواب دیا کہ ہمیں پریشانی پسند نہیں تو سولو سے ہاتھ کھینچ کر وہاں کی باتیں پسند کرتا ہے۔ بات زیادہ نہ بڑھے اس لیے ریڈیو بہری کو اپنے ساتھ لے کر آگے چل دیا۔ ریڈیو سٹ کی قمارت کے عقب میں گھڑی کے چار کیبن بنے ہوئے تھے۔ ریڈیو نے دوسرے کیبن کا دواڑہ کھولتے ہوئے بہری کو بتایا کہ یہ اس کا کیبن ہے اور خود اس کا کیبن برابر والا ہے اور میٹونک کا کیبن بہری کے کیبن کے سامنے والا ہے۔ پملا کیبن سردست خالی ہے۔ بہری اپنا تھیلہ اٹھائے اندر داخل ہوا۔ کیبن چھوٹا مگر آرام دہ تھا۔ ضرورت کی ہر چیز سے آراستہ۔ جب سے بہری نے سولو کو چھ ماہ کر فز پر گرایا تھا ریڈیو کچھ فکر مند نظر آ رہا تھا۔ آخر بہری کے اصرار پر اس نے بتایا کہ بہری نے کچھ اچھا نہیں کیا۔ اس نے سولو کے غور کو نہیں پہچانی ہے۔ سولو خود کو مطلع کا بہترین باکس خیال کرتا ہے۔ اس نے انہی تک کسی سے ہار نہیں مانی۔ مگر بہری نے اسے اساسی شکست سے دوچار کر دیا۔ بہری نے جواب دیا کہ یہ تو ہوتا ہی تھا، اگر کوئی سولو کی طرح دوسروں پر اپنے گھونٹنے آزانے کا عادی ہوتا ہے تو جلد یا بدیر اسے اس کا خیر باد پروا داشت کرنا ہی پڑتا ہے۔ اگر وہ اتنا سونا اور پختہ عمر کا نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ ایک دو بچہ بہری کے بھی لگ جاتے۔ وہ جہاں سے آ رہا ہے وہاں ایک آدمی موقع ملنے پر دوسرے کو مار ڈالتا ہے۔ وہاں بھداشت، اخلاق اور موت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ آدمی کسی کو مارا ہے تو مرنے کا خطرہ بھی کوارا کرتا ہے۔ اگر یہاں کے لوگ پیچھے چھاڑ نہیں کریں گے تو وہ بھی خاموش رہے گا لیکن اگر انہوں نے اسے گھیرے اور تنگ کرنے کی کوشش کی تو وہ جیسا بھی جواب دے سکتا ہے دینے سے باز نہیں آئے گا۔

○●○

دس بجے کے بعد بہری نے سولو کو مارکیٹ سے واپس آئے دیکھا، اس وقت وہ اپنے کیبن سے دس باہر مگر کے فاصلے پر ایک پام کے درخت کے سامنے بیٹھا سولو کی راہیسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کا ذہن سولو اس کی فضیلت بنی سے زیادہ اس آدمی کی لاش میں الجھا ہوا تھا جو انہیں کاہوان میں ملی تھی۔ لاش کو دفن کرنے کے بعد وہ اور ریڈیو کاہوان کو سیامی سے باہر لے گئے۔ جہاں انہیں کاہوان کھڑے کرنے کا ایک بہت بڑا پلاٹ نظر آیا۔ جہاں اس وقت بھی کم سے کم دو سو کاہوان پارک تھے۔ کاہوان کو چھوڑنے کی یہ بہترین جگہ تھی۔ صبح کے اس حصے میں وہاں کوئی نظر بھی نہیں آ رہا تھا۔ انہوں نے دوسرے کاہوانوں کے درمیان کاہوان کھڑا کر دیا۔ کار کو اس سے الگ کیا اور روانہ ہو گئے۔ سیامی سے کافی دور انہیں ایک کار پارکنگ پلاٹ ملا جہاں بے شمار کاریں کھڑی

تھیں۔ بہری نے ان ہی کے درمیان مستانگ کار کو بھی کھڑا کر دیا۔ اسے چھوڑ کر جانے سے پہلے بہری نے اسے اچھی طرح اندر پار سے صاف کر دیا تاکہ ان کی انگلیوں کے نشانات نہ باقی رہ جائیں۔ مستانگ کار وہاں چھوڑ کر وہ پیدل چلتے ہوئے پانی دے تک آئے۔ وہاں سے ایک بس پکڑی جس نے انہیں سولو کے ریڈیو سٹ پر اتار دیا۔ بہری مطمئن تھا کہ انہوں نے کوئی ایسا سراغ نہیں چھوڑا جس سے پولیس ان تک پہنچ سکتے کم سے کم جب تک لاش دریافت نہیں کی جاتی ان کے لیے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ مستانگ کار وہاں ہتھوں تک کھڑی رہ سکتی تھی اور پھر کوئی اس کی موجودگی محسوس کر ہی لے جب بھی گاڑی کے مالک کی تلاش شروع ہوگی کسی قاتل کی نہیں۔ وہ چالی جولاش کی روگ کے اندر چھپی ملی تھی بہری کی جیب میں رکھی تھی۔ اس نے ریڈیو کو چالی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا اور اب بھی فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ بتانا چاہیے یا نہیں۔ اس کا خیال تھا کہ جس طرح لاش کا پیر چلایا گیا تھا اس سے ظاہر ہوا تھا کہ جس کسی کو بھی اس کی تلاش تھی وہ اسے قربت پر پانا چاہتا تھا اور یقیناً یہ کسی قیمتی راز کی کنجی تھی۔ ریڈیو سے پوچھنے پر معلوم ہوا تھا کہ شرکا ان پورٹ مشین کی جانب پندرہ میل کے فاصلے پر واقع تھا اور بہری سوچ رہا تھا کہ وہاں کیسے پہنچے گا۔ اگر سولو اپنی کار استعمال کرے گی اجازت دے دے تو کام بن سکتا ہے، ابھی ایک دو دن انتظار کرنا مناسب ہوگا۔ مگر یہ کام یقیناً شروع ہونے سے پہلے کرنا چاہیے۔

بہری نے سولو کو ریڈیو سٹ کی طرف جاتے دیکھا۔ ابھی وہ اندر نہیں گیا تھا کہ نینا آگئی اور غصیلے انداز میں اپنے باپ سے باتیں کرنے لگی۔ ظاہر تھا کہ وہ بہری کے بارے میں ہی کہہ رہی ہوگی۔ اپنے مخالفانہ طرز عمل کے باوجود اس لڑکی نے بہری پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ نہاں کی موت کے بعد سے بہری کے تعلقات دوسری لڑکیوں سے بڑے رسمی رہے تھے۔ وہ ان سے ملتا تھا اور بھول جاتا تھا۔ لیکن نینا کے بارے میں اسے اندیشہ ہوا تھا کہ یہ لڑکی اس کے لیے الجھن اور پریشانی کا سبب بن سکتی ہے۔ اس نے دیکھا کہ سولو چند لمبے نینا کی باتیں سن رہا تھا پھر ہاتھ بڑھا کر اسے بولنے سے روک دیا۔ تیزی سے کچھ کہا اور نینا کو جانے کا اشارہ کیا۔ نینا چند لمبے اسے گھورتی رہی پھر کدھے جھٹک کر ایک طرف چل دی۔ اس کے جانے کے بعد سولو نے پلٹ کر اس طرف دیکھا جہاں بہری بیٹھا تھا اور پھر سرکراتے ہوئے اس کے پاس آیا۔ کہہ گا کہ نینا کے بارے میں فکر مند نہ ہو۔ نینا کو اس کے لاڈلپارے ہندی اور خود سر نہا دیا ہے۔ مگر اس نے نینا کو سمجھا دیا ہے کہ بہری یہیں رہے گا اور کام کرے گا۔ امید ہے وہ آئندہ بہری سے نہیں الجھے گی۔ بہری نے کہا کہ ابھی اسے نہیں اور بھی کام مل سکتا ہے۔ اس لیے وہ چلا جائے تو اچھا ہے مگر سولو نے اسے جانے کی اجازت نہیں دی۔ آخر بہری نے ٹھمرے کا وعدہ کر لیا۔ پھر سولو نے ایک ہٹ کی طرف

وہ اس وقت بہت ہی زیادہ دھوکش نظر آ رہی تھی۔ وہ اسے دیر تک گھورتا رہا اور پھر ایک کمری سانس لے کر ساحل کی طرف چل دیا۔

○●○

دوسرے دن مارکیٹ میں سولو کو اپنی خریداری مکمل کرتے ہوئے دس بج گئے۔ اس سے فارغ ہو کر وہ ایک کینے باور میں گئے۔ وہاں جیسے ہر شخص سولو کو جانتا تھا۔ سولے نے کئی افراد سے بھیری کو متعارف کرایا۔ سولو کے ریٹورنٹ سے مارکیٹ تک پندرہ میل کا راستہ تھا اور سولو تمام راستے بھیری سے اپنے بیٹے سام اور ویت نام کی جنگ کے بارے میں باتیں کرتا رہا۔ وہ کینے باور میں سناج کھاتے ہوئے کافی پارے تھے کہ ایک طویل قامت چھوٹے جسم اور نیلی آنکھوں والا آدمی ان کے پاس آیا۔ سولے نے مسکرا کر اس کا استقبال کیا۔

”تم یہاں کیا کر رہے ہو گارنر۔“ وہ بولا ”جرائم پیشہ لوگ مارکیٹ میں نہیں ہوتے۔“

”کے بھلانے کی کوشش کر رہے ہو سولو۔“ گارنر نے جواب دیا ”تم بھی جانتے ہو اور میں بھی کہ یہاں جو لوگ ہوتے ہیں وہ ایک ذمی کے لیے اپنی ماں کا گلا کاٹنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔“ یہ کہتے ہوئے اس نے بھیری کو غور سے دیکھا۔ بھیری نے فوراً اندازہ کر لیا کہ یہ آدمی ایک پولیس آفیسر ہے۔ سولے نے ان دونوں کو متعارف کرایا۔

”کیا تم تیرا جانتے ہو۔“ گارنر نے پوچھا ”سولے نے پچھلے سال جولائی تک گارنر کا قہارہ تو کشی بھی نہیں چلا سکتا تھا۔“

”مگر تم میرے ساتھ ہو گے تو محفوظ رہو گے۔“ بھیری نے جواب دیا ”جب بھی تمہیں بچانے کی ضرورت پیش آئی میں تمہیں بچاؤں گا۔“

سولے نے قہارہ لگاتے ہوئے گارنر کو اپنے ریٹورنٹ آنے کی دعوت دی۔ گارنر نے قبول کر لی کہ جب بھی موقع ملا وہ ضرور آئے گا اور پھر اچانک سوال کیا۔

”تم نے بالڈی ریکرڈ کو آخری بار کب دیکھا تھا؟“ سولو کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں پھیل گئیں۔

”ریکرڈ۔“ اس نے دہرایا ”اس سے تو برسوں سے ملاقات نہیں ہوئی۔ تمہیں اس سے کیا دلچسپی ہے۔“

”مگر میں نے سنا ہے کہ بالڈی مشکل کو یہاں آیا تھا اور وہ تم سے بھی مل گیا تھا۔“ گارنر نے کہا۔

”تم نے غلط سنا ہے۔ مجھے اس سے آخری بار ملے دو برس ہو گئے۔“ سولو نے نفی میں سر ہلایا۔

”ممکن ہے وہ تم سے ملے ہو مگر وہ یہاں آیا تھا اور تین دن تک رہا تھا۔“ گارنر نے کہا ”حیرت ہے وہ تم سے ملنے نہیں گیا۔“

”تاکتے ہو ایسا کیوں نہیں ہوا۔“

اشامہ کیا کہ وہاں پینڈل سے چلنے والی کشتیاں، بڑی چھتیاں، جوت کی چٹائیاں وغیرہ رکھی ہیں۔ اب چونکہ بھیری ساحل کے جملہ کاموں کا اچھا نصاب ہے اس لیے وہاں جا کر دیکھے کہ سب چیزیں درست ہیں یا نہیں۔ جو درست نہ ہوں انہیں کام کے قابل بنائے۔ دوسرا یہ بچے کھانا کھایا جاتا ہے اس وقت وہ بچن میں آکر سب کے ساتھ کھانا کھاتے۔

بھیری نے فہرے کا وعدہ تو کر لیا تھا مگر اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ فہرے کو فکلی کر رہا ہے۔ لیکن بینا کی کشش اتنی غالب آچکی تھی کہ وہ خوش بھی تھا کہ سولے نے اسے جانے سے روک لیا۔ بھیری مہم میں جا کر دو ٹیکو ملازموں کی مدد سے چیزوں کو درست کرتا رہا۔ بارہ بجے اپنے کینے میں گیا، غسل کیا، کپڑے تبدیل کئے اور بچن کی طرف چل دیا۔ سولو، ”نینا“ رینڈی اور مینوئل وہاں پہلے سے موجود تھے۔ نینا نے بھیری کو نگاہ افشا کر بھی نہیں دیکھا اور جلدی کھانے سے فارغ ہو کر چلی گئی۔ سولے نے بتایا کہ وہ کل بھی مارکیٹ جانے گا۔ وہاں کچھ زیادہ کام ہے اس لیے وہ چاہتا ہے کہ بھیری بھی ساتھ چلے۔ بھیری نے آمادگی کا اظہار کیا مگر پھر اس کی سرسری نظر سے کما کد اگر کسی رات وہ شہر کی سیر کے لیے جانا چاہے تو اس کے لیے ٹرانسپورٹ کا کیا انتظام ہے۔ سولے نے بتایا کہ ہر نصف گھنٹے کے بعد ایک بس شہر جاتی اور آتی ہے، وہ جب چاہے بس سے جا سکتا ہے۔ آخری بس شہر سے رات کے دو بجے آتی ہے۔ بھیری نے محسوس کر لیا کہ سولو اپنی کار استعمال کرنے کی اجازت نہیں دینا چاہتا۔

سہ پہر سے شام تک اس وقت بھیری نے ساحل پر کام کرتے ہوئے گزارا۔ کرنے کے لیے بہت کام تھا۔ دونوں ٹیکو ملازموں چارلی اور مانک سے اس کا تعلق دوستانہ ہو گیا۔ سات بجے وہ تھیرے چلا گیا اور تھیرے ہوئے اس نے سوچا کہ ساحل پر ایک ڈائو بورڈ چھلانگ لگانے کا تخیل ہو تو تھیرے والوں کے لیے ایک دلچسپ مشغلہ ہو سکتا ہے۔ اس نے سوچا کہ وہ اس بارے میں سولو سے ضرور بات کرے گا۔ اس سے فارغ ہو کر وہ بچن میں گیا۔ قدرے دیر ہو گئی تھی۔ نینا کھانا کھا کر واپس جا رہی تھی۔ وہ بھیری کی طرف دیکھے بغیر چلی گئی۔ مینوئل بھی چلا گیا تھا۔ سولو ایک پارٹی کے لیے کھانا تیار کر رہا تھا۔ بھیری نے سولو کو ڈائو بورڈ کے بارے میں بتایا۔ سولو نے پوچھا کہ بھیری ایسا بورڈ تیار کر سکتا ہے۔ بھیری نے انہاں میں جواب دیا کہ ضروری ٹکڑی اور دوسری چیزیں موجود ہوں تو وہ ڈائو بورڈ بنا سکتا ہے۔ مزید یہ کہ بورڈ ہو تو وہ چھلانگ لگانے کے مختلف مظاہرے بھی کر سکتا ہے۔ سولو کو یہ آئیڈیا بہت پسند آیا۔ اس نے کہا کہ کل بھیری اس کے ساتھ جانی رہا ہے تو وہ وہاں سے اپنی ضرورت کے تمام سامان کا آڈر دے سکتا ہے۔

بھیری کچھ دیر اور تھیرے کے خیال سے ساحل کی طرف چلا۔ ریٹورنٹ کے سامنے سے گزرا تو اس نے اندر جھانک کر دیکھا اس کی توجہ نہ رینڈی پر تھی نہ مینوئل پر بلکہ وہ نینا کو دیکھ رہا تھا۔

ایک آدمی نے جس کا طبع بالذی سے ملتا جلتا تھا ایک مستحکم کار جو مکمل بلیک کے نام سے کرائے پر لی۔ اس نے کلی لینڈ کا پتا دیا تھا۔ ہم نے کلی لینڈ میں تحقیقات کی۔ مگر وہاں دئے ہوئے پتے پر جو مکمل بلیک نام کا کوئی آدمی نہیں تھا۔ چنانچہ میں بالذی کا فونوٹ لے کر ہرنز انجینیئر گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ ہی آدمی تھا جس نے جو مکمل بلیک کے نام سے کار کرائے پر لی تھی۔ مگر اب بالذی اور مستحکم کار دونوں غائب ہیں۔

"مجھے افسوس ہے سسر گارنر۔" سولو نے جواب دیا "میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ مجھے بالذی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہاں تپا چکا ہوں۔ وہ مجھ سے ملنے نہیں آیا تھا۔"

"اور۔۔۔ کے مگر خیال رکھنا۔ پانچ سال سے تم نے اپنے ہاتھ صاف رکھے ہیں۔ انہیں صاف سی رکھنا۔" گارنر نے کہا اور اٹھ کر کینے بارے سے باہر نکل گیا۔

سولو اور ہیری بھی سناج اور کافی ختم کر کے کیفے بار سے چل دئے۔ راستے میں سولو نے ہیری کو بتایا کہ گارنر بہت ہوشیار اور کچھ نہ کچھ دکھانے کا خواہش مند پولیس آفیسر ہے۔ اس نے کہا کہ وہ خود ایک زمانے میں قتل حکم رہ چکا ہے مگر اب اس نے اپنی اصلاح کرنی ہے اور وہ کام چھوڑ دیا ہے۔ ہیری نے بالذی و ریکڑ کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون ہے۔ سولو نے بتایا کہ بالذی بھی قتل کھولنے میں ماہر ہے۔ وہ دونوں مل کر کام کرتے تھے لیکن سولو نے گرفتاری کے بعد یہ کام چھوڑ دیا اور اس کا تجربہ ہے کہ اگر کوئی غیر قانونی کام کرنا ہے تو کسی کو سناجی نہ ہاؤ۔

بالذی اب بوڑھا ہو گیا ہے، اسے بھی اس کام کو چھوڑ دینا چاہیے۔ ہیری نے سرسری لہجے میں پوچھا کہ بالذی اس سے کیا چاہتا تھا۔ سولو نے جواب دیا کہ وہ بہت جوش میں تھا بہت پراسرار بن رہا تھا۔ سولو جواب دیتے دیتے رک گیا۔ اسے احساس ہوا کہ وہ ضرورت سے زیادہ بول رہا ہے۔ اس نے پوچھا کہ ہیری کیوں جانتا چاہتا ہے۔ ہیری نے بتایا کہ سولو نے گارنر سے جو گفتگو کی تھی اس سے ہیری کو اندازہ ہوا کہ بالذی مکمل کو سولو سے ملے ضرور آیا تھا۔ سولو مسکراتے لگے۔ کہا کہ بے شک بالذی آیا تھا۔ مگر یہ بات گارنر کو بتانے کی ضرورت نہیں تھی۔ بالذی اس کی بوٹ عارضاً لیتا چاہتا تھا۔ مگر سولو نے کہہ دیا کہ بالذی کو بوٹ چاہیے تو کرائے پر حاصل کر لے، اسے سولو کی بوٹ نہیں مل سکتی۔ لیکن بالذی کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ وہ بوٹ خرید سکے یا کرائے پر لے سکے۔ اس نے کہا کہ سولو اسے اپنی بوٹ دے دے۔۔۔ تو وہ مینے کے آخر میں اسے پانچ ہزار ڈالر دے سکتا ہے۔ مگر ابھی اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ لیکن سولو نے پھر بھی انکار کر دیا۔ اب بالذی غائب ہو گیا ہے۔ اگر سولو اپنی بوٹ دے دیتا تو وہ بھی غائب ہو جاتی۔ یہ سب کچھ بتانے کے بعد سولو نے ہیری کو تاکید کی کہ وہ اس بارے میں اپنی زبان بند رکھے۔ ہیری نے وعدہ کر لیا۔ سولو نے کہا کہ اس کے

"میں کیا تاسک ہوں۔ میں اور ریکڑ کبھی قریبی دوست نہیں تھے۔" سولو نے کہا "اسے تو یہ بھی نہیں معلوم ہو گا کہ میں حیران و حیرت کی میں ہوں۔"

"لیکن میں نے کچھ اور سنا ہے۔" گارنر نے کہا "میں نے سنا ہے کہ تم اور وہ گمراہ دوست تھے۔ ملک کا ہرید معاش جانتا ہے کہ تم کہاں رہتے ہو۔ یہ بات بالذی کو کیوں معلوم نہیں ہو سکتی۔"

"تم میری توقع سے زیادہ عقل مند ہو۔ یہ بات درست ہے کہ میں اور بالذی ایک زمانے میں دوست تھے۔ لیکن میں نے اسے دو سال سے نہیں دیکھا۔" سولو نے جواب دیا۔ گارنر نے کندھے اچکائے۔

"او۔۔۔ کے مان لیا تم نے اُسے نہیں دیکھا۔" وہ بولا "لیکن کیا تم نے اس کے بارے میں کوئی بات سنی ہے۔"

"سسر گارنر کا گے کا گے میرے کانوں میں کچھ باتیں پڑتی رہتی ہیں۔" سولو نے کہا "متم یہ بھی جانتے ہو کہ لوگ چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے میرے پاس آتے رہتے ہیں مگر اب میں چھوٹے کام نہیں کرتا۔ میں نے سنا تھا کہ بالذی نے ویرجین میں کوئی بڑا ہاتھ مارا تھا۔ مجھے اس کی تفصیل نہیں معلوم۔ نہ ہی میں جانتا چاہتا ہوں۔ اب ایسے کاموں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"ویرجین میں کوئی بڑا ہاتھ۔" گارنر نے دہرایا "کیسا بڑا ہاتھ۔"

"مجھے معلوم نہیں۔ مجھے اس افواہ پر یقین بھی نہیں ہے۔ ویرجین میں بھلا کوئی کیا ہاتھ مار سکتا ہے۔"

"سوائے اسٹیکنگ کے۔" گارنر نے جواب دیا "اس کام کے لیے وہ بہت اچھی جگہ ہے۔"

"یہ بات تو ہے۔ لیکن بالذی قتل حکم چور ہے۔ اسٹیکر نہیں۔"

"اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اسٹیکر بن بھی نہیں سکتا۔ اچھا افواہ کے مطابق اس نے وہ بڑا ہاتھ کب مارا تھا۔"

"دو ماہ قبل۔" کہے کہ میں نے یہ ہی سنا ہے۔"

ہیری یہ تمام باتیں بڑبڑاتی ہوئی دلچسپی سے سن رہا تھا۔ بظاہر اس نے گارنر کی جانب سے بیچہ موڑ لی تھی "دیکھو سولو۔ مجھے تعاون کی ضرورت ہے۔" گارنر نے کہا "مجھے ترقی چاہیے۔ ہیری بیوی نے کھانا بند کرنے کی دھمکی دی ہے۔ یہ کیس میری ترقی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ افواہ ہے کہ بالذی کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میرے علم کے مطابق وہ غائب ہو چکا ہے۔ پچھلے مشکل کو اسے شرمیں دیکھا گیا تھا۔ میرے ایک آدمی نے اسے انرپورٹ سے جاتے دیکھا تھا۔ اس کے برعکس میرے دوسرے آدمیوں نے اسے انرپورٹ پر دیکھنے کی کوئی رپورٹ نہیں کی۔ جس آدمی نے اسے دیکھا تھا اس نے اسے نکل جانے دیا۔ تعاقب بھی نہیں کیا۔ مجھے بتایا بھی تو دوسرے دن۔ میں نے ان تمام شخصوں پر پوچھا کچھ کی جہاں کاریں کرائے پر دی جاتی ہیں۔ ویرجین کی ہرنز انجینیئر سے معلوم ہوا کہ

لیال میں ہانڈی مرچکا ہے۔ جب وہ ملے آیا تھا تو بہت خوف زدہ لگ رہا تھا۔ شاید کوئی مصیبت اس کے پیچھے پڑی ہوئی تھی۔ بہری کو وہ جرحی لاش یاد آئی۔ بلاشبہ اس کی آنکھوں سے شدید خوف جھانک رہا تھا۔

سولو بہری کو اپنے دوست ہرن کے پاس لے گیا جو کلزی فروخت کرتا تھا اور اس سے کہہ دیا کہ بہری کو جتنی اور جس قسم کی کلزی چاہے اسے دے دی جائے اس نے بہری سے کہا کہ وہ کلزی پسند کر کے آؤر دے دے۔ نصف گھنٹے بعد اسے بس مل جائے گی جو ریسٹورنٹ تک پہنچا دی۔



قبولہ کا وقت تھا۔ دوسرے بجے کے بعد ڈوڈی ٹیکو ریسٹورنٹ کے باہر ساحل پر قریباً تیس مرد اور عورتیں بڑی چمڑوں کے نیچے آرام کر رہے تھے۔ سولو بھی سوتا تھا۔ بہری اس وقت رینڈی کے ساتھ ایک آرچ پر درخت کے نیچے بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ اس نے گارنر اور سولو کی باتیں سننے کے بعد فیصلہ کیا تھا کہ ان باتوں سے رینڈی کو بھی آگاہ کر دیا جائے کیوں کہ اس بات کا اندیشہ تھا کہ پولیس ان دونوں کو بالائی کے قتل میں ملوث کر سکتی ہے اور یہ فیصلہ کر کے اس نے رینڈی کو ساری باتیں بتا دیں۔

”جس نے بھی بالائی کو قتل کیا ہے وہ اس چالی کی تلاش میں تھا۔ مگر چالی اسے نہیں مل سکے میرے پاس ہے۔“
”ان باتوں کو بھول جاؤ۔“ رینڈی نے جواب دیا ”جو ہونا تھا ہو چکا۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“

”یہ اتنی آسان بات نہیں ہے۔“ بہری نے کہا ”لاش ہمارے سر ڈال دی گئی تھی۔ اگر وہ بھی سامنے آئی تو قاتل کی تلاش شروع ہو جائے گی۔ ابھی پولیس کو صرف شبہ ہے کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ انہیں جتنی غور پر معلوم نہیں ہے۔ گارنر بہت ہوشیار آفیسر ہے۔ اگر اسے متنازعہ کار مل گئی تو وہ تحقیقات کرتے ہوئے ہم تک پہنچ سکتا ہے۔ ہم اس معاملے سے بے تعلق نہیں ہیں۔ میں جانا چاہتا ہوں کہ ان پورٹ کے بیچ لاکر میں کیا چیز رکھی گئی ہے۔“
”افواہ ہے کہ بالائی نے کوئی بڑی واردات کی تھی۔ وہ ایک بہترین قتل شکن تھا۔ میرا اندازہ ہے کہ کسی نے اس سے کوئی سیف کھولنے کو کہا“ اس نے کھول تو لیا مگر کھولنے والے کو ڈنٹ کر اس کے سیف کے مال پر خود قبضہ کر لیا اور اسے بیچ لاکر میں رکھ دیا۔ سیف کھولنے والوں کو یہ پتا چلا تو انہوں نے بالائی پر تشدد کر کے معلوم کرنا چاہا کہ اس نے مال کہاں چھپایا ہے۔ بالائی نے کچھ نہیں بتایا مگر تشدد کے نتیجے میں مر گیا۔ ممکن ہے اس لاکر میں بے اندازہ دولت ہو اور اگر ہے تو اسے ہم حاصل کر سکتے ہیں۔“
”وہ کیسے۔“ رینڈی نے چونک کر پوچھا۔

”میں پولیس صرف اتنا جانتی ہے کہ بالائی نے کوئی بڑا ہتھ مارا تھا۔ مگر انہیں تفصیل کا علم نہیں۔ اگر چوری ہوئے والی رقم جائز اور قانونی ہوئی تو پولیس میں اس کی چوری کی رپورٹ کی جاتی۔ مگر

کسی نے چوری کی رپورٹ نہیں کی اس کا مطلب ہے کہ وہ رقم ناجائز اور غیر قانونی تھی۔ چنانچہ وہ لوگ پولیس کے پاس جانے کی ہمت نہیں کر سکتے“ اس قسم کی دوپٹ پر کوئی بھی قبضہ کر سکتا ہے۔“
”ہمارا مطلب ہے کہ اگر بیچ لاکر میں کوئی دولت ہے تو وہ ہماری ہو سکتی ہے۔“

”کیوں نہیں۔ کیا تم اب بھی چاہتے ہو کہ میں چالی پیسک دوں۔“

”اگر اس کے ذریعے دولت مل سکتی ہے تو ہرگز مت پیچنا۔“
رینڈی نے کہا ”لیکن اگر معاملہ دولت کا ہے تو تم مجھے کیوں بتا رہے ہو۔“
”بغیر تباہی خود مالک بن جاتے۔“

”اگر کبھی پولیس ہم تک پہنچ گئی تو ہم دونوں کو سزا بھی ہو سکتی ہے۔“ بہری نے جواب دیا ”میں نے سوچا کہ اگر ہم نقصان میں برابر کے حصے دار ہیں تو قاتل سے میں بھی شریک ہونا چاہیے۔“

اسی وقت نینتا ریسٹورنٹ سے باہر نکلی۔ وہ حمل کا کچھ سوٹ پہنے سمندر کی طرف جا رہی تھی۔ اسے دیکھ کر بہری کے دل میں پھر پھل سی گئی۔ وہ اسے کھولنے لگا۔ رینڈی نے یہ کیفیت دیکھی تو بہری سے کہا کہ نینتا سے پیچھا چھوڑ کر نے کا مطلب سولو کے فیسے کا سامنا کرنا ہے۔ بہری نے اس کی بات سن کر ہنسی کر دی۔ نینتا تو سمندر کی جانب دوڑ گئی۔ بہری اٹھا اور سولو کی بیوک کار کی طرف چل دیا۔ اس نے رینڈی سے کہا کہ اگر سولو کار کے بارے میں پوچھے تو کہہ دینا بہری نے کیا ہے۔ ڈانچہ پورا کے لیے ہنگے کا آؤر دینا ہے۔ بہری کار میں بیٹھ رہا تھا کہ رک گیا۔ کار پارکنگ پلاٹ پر ایک سفید مریڈز پر کار بھی کھڑی تھی۔ آدھ ترین ماڈل۔ ایسی کار جو ہر ایک کے پاس نہیں ہوتی۔ بہری کو اچانک وہ سفید مریڈز یاد آئی جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ ان کے عقاب میں آ رہی تھی اور بعد میں کاروائی میں سوار عورت کو بھالے گئی تھی۔ وہی عورت جو متنازعہ کار چلا رہی تھی۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ مریڈز کے پاس گیا۔ کوئی کھلی تھی۔ اس نے ہاتھ بوسا کر اسٹیرنگ وینل سے بندھا لائنس کارڈ دیکھا۔ اس پر لکھا تھا۔ امانوئل کارلوس۔ 1279 پائن ٹری۔ جواہر پور ڈائنر سٹی۔ مگر اس سے وہ کچھ اندازہ نہیں لگا سکا۔ اس کار نے اسے چونکا کر دیا تھا۔ بلاشبہ جواہر پور ڈائنر سٹی میں ایسی کئی کاریں ہو سکتی تھیں۔ قطعی ضروری نہیں تھا کہ یہ وہی کار ہو۔ وہ بارود میں گیا جہاں جو گھاس صاف کر رہا تھا۔ بہری نے جو سے امانوئل کارلوس کے بارے میں پوچھا کہ کون ہے۔ جو نے بتایا کہ کارلوس ان کا بہترین گاہک ہے۔ ہفتے میں تین چار مرتبہ آتا ہے۔ بہت دولت مند اور اہم آدمی ہے اور اس وقت بھی اپنی بیوی کے ساتھ آیا ہوا ہے۔ جہاں تک جو کو معلوم تھا کارلوس کوئی کام نہیں کرتا تھا بلکہ اپنے باپ کی چھوڑی ہوئی بے شمار دولت پر پیش کر رہا تھا۔ اس کا باپ ہونا کے سگار بناتا تھا۔ ہونا کے سگار بہت مشہور تھے۔ کیا یہ فیصلہ کارلوس کے قبضے کے بعد ان کی درآمد بند ہو چکی تھی۔ جو نے

قارئین متوجہ ہوں

قرآن حکیم کی مقدس آیات و احادیث نبویہ
آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے
شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے
لہذا جن صفحات پر آیات و احادیث درج ہیں
ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی
سے محفوظ رکھیں۔

بہری نے کہا تو پھر مقابلہ ہو جائے۔ سز کارلوس نے مسکراتے
ہوئے انکار کر دیا کہ اب اس کا خیال ہے کہ بہری ہی بستر تیراک
ہے۔ سز کارلوس نے جن اور ٹاک کا ڈرنک مانگا۔ بہری نے لا کر
دے دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں اس نے پہچان تو نہیں لیا۔ مگر سز
کارلوس کے انداز سے اس کا اٹھار نہیں ہوا تھا لیکن کارلوس جیسے
دولت مند آدمی کی بیوی کا ایک لاش سے کیا تعلق ہو سکتا تھا۔ یہ
بات سمجھ سے باہر تھی۔

○●○

بہری رات کو ذر کے وقت تک بے حد مصروف رہا۔ وہ اپنے
کہیں والیسی آیا تو دیکھا کہ جو کالا دھاکا وہ دروازے میں لگا گیا تھا
ٹوٹا ہوا ہے اس کا مطلب تھا کہ کوئی کہیں میں ضرور آیا تھا اگرچہ
بظاہر کہیں کی حالت سے ایسا نہیں لگتا تھا کہ کسی نے ہنچوں کی
مٹائی لی ہے۔ بہری نے کہیں کے پیچھے جا کر سوٹ کیس چیک کیا وہ
اسی طرح رکھا تھا جیسا وہ چھوڑ گیا تھا۔ اس نے فصل کیا اور کپڑے
تبدیل کر کے ڈرنک مین میں گیا۔ وہاں سولہ کے علاوہ کوئی اور
نہیں تھا۔ سولہ نے بہری کے سامنے کھانا لاکر رکھ دیا۔ سولہ نے بتایا
کہ سز کارلوس بہری کے بارے میں پوچھ رہی تھی کہ وہ کون ہے۔
کھانا سے آیا ہے۔ یہاں تک کہ اس طرح پہنچا اور اس نے بتایا کہ
ریڈی کے ساتھ لفٹ لے کر آیا ہے۔ بہری کو تعجب ہوا کہ سز
کارلوس نے یہ کیوں جانتا چاہا کہ وہ کس طرح آیا تھا۔ اس کے
پوچھنے پر سولہ نے بتایا کہ سز کارلوس کبھی ریٹورنٹ میں ڈرنک
کھاتا وہ اپنے گھر واپس جا چکی ہے۔ بہری سوچ رہا تھا کہ اب سز
کارلوس کو معلوم ہو گیا کہ وہ کون ہے اور آنے کے بارے میں اس
کے سوال سے مزید یقین ہو گیا کہ وہی مستحکم کار چارہری تھی۔ تو
اب آئندہ کیا ہونے والا ہے؟ بہری کھانا ختم کر کے بار دوم میں
ریڈی سے ملنے گیا۔ کھانے کے کمرے میں اس وقت چالیس کے
قریب لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ مینوکل اور نینا انہیں کھانا فراہم
کر رہے تھے۔ بار دوم اس وقت خالی تھا۔ ریڈی گلاس دھو رہا تھا۔
بہری نے اسے مختصر طور پر بتایا کہ وہ گلیج دوم سے سوٹ کیس لے
آیا ہے۔ اس نے گارنر سے اپنی ملاقات اور سز کارلوس کے
بارے میں بھی بتایا کہ اس کے خیال میں سز کارلوس ہی وہ عورت
ہے جو مستحکم کار ڈرائیو کر رہی تھی۔ ریڈی نے اس خیال سے
اتفاق نہیں کیا کہ وہ عورت سز کارلوس ہو سکتی ہے۔ ایک دولت

”میں سمجھ گیا۔ یہ کام تم ہی کرو گے“

”جیسی تمہاری خوشی۔“ بہری نے جواب دیا ”میں نے ہمیں
پلے بھی بتا دیا ہے کہ جو لوگ بلاوجہ سخت اور تنگ نظر بننے کی
کوشش کرتے ہیں میں ان کے مقابلے میں اپنے جذبات کنٹرول
نہیں کر سکتا۔ معذرت چاہتا ہوں۔“

”ٹھیک کہتے ہو۔“ سولہ نے مسکراتے ہوئے بہری کے کندھے
پر چھکی دی ”میں نے جو کچھ کہا اسے بھول جاؤ اور اس کینٹ کار
کو جب تمہارا پی پی پی جی چاہے جہاں جی چاہے لے جاؤ۔“

بہری جانے لگا تو سولہ نے پہلی مرتبہ اس کے سفید سوٹ کیس کو
دیکھا۔

”یہ تمہارا ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ اب مجھے یہاں رہنا ہے تو گلیج دوم سے لے آیا۔“

”چھپا کیا اور وہاں وہ ڈائیو ریڈر جلدی تیار کر دیتا۔“

بہری نے وعدہ کیا اور سوٹ کیس اٹھا کر اپنے کہیں میں آیا۔
یہ وقت سوٹ کیس کے اندر دیکھنے کا نہیں تھا۔ ابھی اسے چچا کر جا کر
اپنی زست داری سنہاں تھی۔ سوٹ کیس کو کہیں میں چھوڑنا بھی
مطلحت کے خلاف تھا۔ کہیں کے پیچھے بے شمار کرسیاں پڑی
تھیں۔ بہری نے سوٹ کیس ان کرسیوں کے نیچے مناسب آؤٹ میں
چھپا کر رکھ دیا۔ واپس کہیں میں آکر اس نے دروازے کے
درمیان سیاہ دھاکا باندھ دیا تاکہ کوئی اندر جائے تو اسے چا چل
جائے۔ اس کے بعد وہ ساحل سمندر کی طرف چل دیا۔ ٹیکسٹ فام
چارلی اور مالک چیمبروں کے نیچے بیٹھے ہوئے لوگوں کو ان کے آؤٹ
کے مطابق ڈرنک سرور کر رہے تھے۔ بہری نے چوتھی چیمبری کی
طرف دیکھا جہاں اس نے کارلوس اور اس کی بیوی کو دیکھا تھا۔
کارلوس چلا گیا تھا مگر اس کی بیوی موجود تھی اور کوئی میگزین پڑھ
رہی تھی۔ بہری کو اس کا چہرہ دیکھنے کا تجسس ہوا۔ وہ چیمبری کی
طرف بڑھا اور قریب آکر رک گیا۔

”کیا میں تمہارے لئے کوئی ڈرنک آؤٹ سز کارلوس۔“ اس
نے کہا۔

عورت نے میگزین ایک طرف رکھ کر بہری کو دیکھا۔ بڑے
سے چہرے کا کچھ حصہ چھپایا تھا۔ اس کی ٹانگ چھوٹی تھی
دلانہ تنگ تھا۔ ہونٹ پتلے تھے۔ بہری کے انداز سے اس کی عمر
چالیس سال کے قریب ہونا چاہیے تھی۔ انداز سے لگتا تھا کہ وہ
ایک ایسی عورت ہے جو اپنی حفاظت خود کر سکتی ہے۔ عورت بھی
اس غور سے دیکھ رہی تھی۔

”نہیں شکریہ۔“ سز کارلوس نے جواب دیا۔ بہری کو ایسا لگا
جیسے وہ اس لیے کو پہچانتا تھا۔ اسے تقریباً یقین ہو گیا کہ یہ وہی
عورت ہے جو اس رات مستحکم کار چارہری تھی۔ سز کارلوس نے
اپنی تہ پوچھا کہ وہ کون ہے۔ بہری نے اپنا تعارف کرایا۔ سز
کارلوس نے پوچھا کیا وہ تیرا جانتا ہے۔ جواب میں بہری نے پوچھا
کہ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو جواب ملا کہ تم سے بستر تیر سکتی ہوں۔

مندجورت کو اس پکر میں پرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بھیری نے خیال ظاہر کیا کہ شاید سوٹ کیس کی تلاش لینے کے بعد اس سوال کا جواب مل سکے۔ ریڈی کو رات کے ساڑھے گیارہ سے پہلے چھٹی نہیں مل سکتی تھی۔ بھیری نے کہا کہ وہ اس کا انتظار کرے گا پھر دونوں لے کر دیکھیں گے کہ سوٹ کیس سے کیا برآمد ہوا ہے۔ بھیری اپنے کہیں کی طرف چل دیا۔ کہیں کے قریب پہنچا تو اسے اپنے آگے کسی حرکت کا احساس ہوا۔ وہ رک گیا۔ اچانک آگے مچس وگرنے جانے کی آواز سنائی دی۔ ایک نخصاطیل چکا۔ اس دشمنی میں اسے نینا کا چہرہ نظر آیا۔ وہ سرگرتہ سلاہی تھی۔ بھیری اس کی طرف بڑھا۔ قریب آکر اسے اس خوشبو کا احساس ہوا جو نینا نے لگا رکھی تھی۔ اندھیرے میں وہ اسے پوری طرح نہیں دیکھ سکتا تھا۔ بھیری کے دل میں ایک بار پھر جذبات ابھرے گئے۔

”میں تم سے بات کرنا چاہتی ہوں۔“ نینا بولی۔
 ”ضرور کہو میں بہت اچھا سامع ہوں۔“ بھیری نے جواب دیا۔
 ”ہم یہاں تنگسو نہیں کر سکتے۔“ نینا نے کہا ”مجھے اپنا ہاتھ دو۔“ بھیری نے ہاتھ بڑھا دیا۔

نینا اس کا ہاتھ تمام کر اندھیرے میں آگے بڑھنے لگی یہاں تک کہ وہ پام کے درختوں کے ایک جھڈ کے پاس پہنچ گئی۔ آگے سمندر نظر آ رہا تھا۔ نینا نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور گھٹنوں کے بل ریت پر بیٹھ گئی۔ یہاں اتنا اچالا تھا کہ بھیری اسے واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔ نینا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھنے ہوئے اپنے سامنے بٹھالیا۔
 ”جب تم نے اس بوڑھے بد معاش کو گھونسا مار کر گرادیا تھا۔“ وہ بولی ”تو وہ میری زندگی کا حسین ترین لفظ تھا۔“
 بھیری کو حیرت کا جھکا سا لگا۔ اسے نینا سے یہ بات سننے کی ہیبت ترین توقع بھی نہیں تھی۔

”کاش تجھیں معلوم ہوتا کہ میں نے کتنی بار یہ دعا مانگی ہے کہ کوئی اس کے ساتھ ٹھیک وہی سلوک کرے جو تم نے کیا۔ کاش تم جان سکتے کہ مجھے کتنی شدت سے اس ثبوت کی ضرورت تھی کہ وہ کوئی خدا کا فرستادہ اور ناقابل شکست نہیں ہے جس کا وہ میری ماں میرے بھائی اور مجھے بار بار یقین دلاتا رہا یہاں تک کہ ہم اس کی بات کو کچھ سمجھتے تھے۔ میں نے تجھیں اس سے کہنے دیکھا۔ تین مرتبہ تم نے اسے خود پر حملہ کرنے کا موقع دیا اور پھر اپنا بیچ مارا کہ وہ ریت کی دیوار کی طرح گر گیا۔ میں نے اتنا اچھا لفظ اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔“ نینا کہہ رہی تھی اور بھیری خاموشی سے سن رہا تھا ”میں اس سے نفرت کرتی ہوں۔“ نینا کی بات جاری تھی۔
 ”وہ اسی طرح میری زندگی برباد کر رہا ہے جس طرح اس نے میری ماں اور میرے بھائی کی زندگی تباہ کی ہے۔ سام میں اتنی بہت تھی کہ وہ گھر سے بھاگ کر آری میں بھرتی ہو گیا اور اپنی زندگی بچائی۔ اب وہ مجھے اپنا زر خرید سمجھتا ہے جس طرح اس نے میری ماں کو اپنی لونڈی سمجھ لیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا کہ میں کسی سے محبت یا شادی کر

کے اس کی غلامی سے آزاد ہو جاؤں۔ اگر میں اسے یہ یقین نہ دلاتی کہ میں یہاں تمہارا وجود برداشت نہیں کر سکتی تو جب تک تم یہاں تھے وہ مجھے اپنی نظموں سے ایک ہل کے لیے بھی اونچل ہونے کی اجازت نہ دیتا۔ تمہیں اسے بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو گئی۔ اب وہ سمجھتا ہے کہ میں تم سے نفرت کرتی ہوں کیوں کہ تم نے اسے گھونسا مار کر گرادیا تھا۔ سام کے بعد تم حقیقی مرد ہو جو یہاں آئے دوسرے لوگ جو آئے اور چلے گئے وہ میرے باپ سے اتنے خوف زدہ تھے کہ میری طرف دیکھنے کا حوصلہ بھی نہ رکھتے تھے۔“

”تم مجھے یہ سب باتیں کیوں بتا رہی ہو۔“ بھیری نے پوچھا۔
 ”کیوں کہ تم مرد ہو اور مجھے ایک عروسی کی ضرورت ہے۔“ نینا نے آگے بڑھ کر بھیری کی گردن میں اپنی ہاتھیں مائل کر لیں۔
 بھیری نے اگے ہونے کی کوشش کی مگر پھر اس کے اسٹنڈے ہوئے پنجڈات اس کی احتیاط پر غائب آئے اور اس نے خود بھی نینا کو اپنے مغبوط بازوؤں کے حصار میں قید کر لیا۔

○●○

ریڈی نے بھیری کے کہیں کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ بھیری نے دروازہ کھول کر اسے اندر بلا لیا۔ ریڈی نے سرگوشی میں کہا کہ مینوئل بھی ابھی سوئے گیا ہے اس لیے وہ آہستہ آہستہ لیجے میں بات کرے تو مناسب ہوگا۔ پھر انہوں نے فیملہ کیا کہ سوٹ کیس ریڈی کے کہیں میں جا کر کھولنا بہتر ہوگا۔ اس پر عمل کیا گیا۔ سوٹ کیس کے کھلنے منتقل تھے جنہیں بھیری نے ایک چاقو کی مدد سے کھول دیا۔
 بھیری سوٹ کیس میں رکھی چیزیں باہر نکال کر رکھنے لگا۔ ان چیزوں میں ایک گرے کلر کا سوٹ تھا۔ تین قمیصیں۔ چار جوڑی سوزے۔ ایک پلاسٹک ہولڈال میں ریڈر ”نوتھ برش“ صابن ”نوتھ پیسٹ“ دو پاجامے، ایک جوڑی سلیر اور چھ رومال تھے۔ باقی چیزیں نیاہ دھوپ قمیص، ایک ہالے ٹی سینر کا لوگر خود کار پستول۔ ایک ڈبے میں سو گرولیاں۔ جیسٹر فیلڈ کے سو گرٹ ”ڈائنٹ ہارس“ وینکلی کی آدھی بوتل۔ پانچ ڈالر کے نوٹوں کی ایک دہلی پتلی گڈی اور کالے پڑے کا ڈوہ۔ نوٹ دو سو دس ڈالر کے تھے۔ ان کی رقم دیکھ کر ریڈی کو بہت ہاپسی ہوئی لیکن کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر تھا۔ رقم انہوں نے آپس میں تقسیم کر لی۔ بھیری نے ڈوہ کھولا۔ ڈوہ میں کئی ڈیڑنگ کاڑھ تھے۔ ایک امریکن ایکسپریس کا کریڈٹ کارڈ تھا جو تھامس لوری کے نام بنایا گیا تھا۔ سو ڈالر کا ایک نوٹ تھا۔ ڈرائیونگ لائسنس تھا جو کسی دھیم ویکڑے کے نام جاری کیا گیا تھا۔ پانچ لاس اینجلس کا رج تھا۔ بھیری نے لائسنس ریڈی کو دکھایا اور کہا کہ اب یہ بات یقینی طور پر معلوم ہو گئی کہ مرنے والا بالڈی ریکرڈ تھا (بالڈی اسے جسے پئی کی وجہ سے کہا جانے لگا تھا) ان چیزوں میں کوئی ایسی شے نہیں تھی جس کے لیے بالڈی پر اتنا تشدد کیا جاتا۔ لیکن اس کے باوجود یہ بھی ظاہر تھا کہ بالڈی نہیں چاہتا تھا کہ وہ لوگ سوٹ کیس حاصل کر لیں۔ اس لیے یقیناً کوئی اور چیز بھی ہونا

چاہیے۔ ہیری نے سوٹ کیس میں لگا کپڑا چاقو سے کاٹا۔ آخر اسے کپڑے کے اندر نیپ سے چپکا ہوا ایک پلاسٹک وزٹنگ کارڈ ملا۔ کارڈ پر باریک حروف میں کسی نے ہاتھ سے لکھا تھا ”دی فٹل۔ شیلڈن۔ ایل۔ این۔ سی۔ ۲۷۰۰۰“

”یقیناً یہی چیز ہوگی۔“ اس نے کہا ”مگر اس کا مطلب کیا ہے؟“ اس نے کارڈ ریڈی کو دے دیا۔

”شیلڈن سے مراد اگر شیلڈن آئی لینڈ ہے۔“ ریڈی نے کہا۔ ”تو وہ ایک جزیرہ ہے جو فلج میں دس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔“

”وہاں کیا ہوتا ہے۔“ ہیری نے پوچھا۔ ”کچھ نہیں۔ بس چٹانیں اور چھوٹی پہاڑیاں ہیں یا پھر آبی پرمے۔“ نینا کبھی بھی وہاں تیرنے جاتی ہے۔

”فٹل کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔“

”مجھے نہیں معلوم۔ ممکن ہے مینا جاتی ہو۔ کیا اس سے پوچھوں۔“

”نہیں۔“ ہیری نے ریڈی سے کارڈ لے کر اپنی جب میں رکھ لیا۔ ”ہمت رات ہو گئی ہے اب سو جانا چاہیے۔“

ہیری نے سوٹ کیس کی چیزیں واپس سوٹ کیس میں رکھ دیں کہ بعد میں انہیں کیس پیکنگ دیا جائے گا۔ ہیری کا خیال تھا کہ اگر سوٹ کیس میں کوئی قیمتی راز تھا تو وہ پلاسٹک کارڈ اس راز کی کھتی ہے اور اس سلسلے میں اس پر لکھی ہوئی عبارت کوئی خاص مفہوم رکھتی ہے۔

○●○

پیراڈائز سٹی پولیس ہیڈ کوارٹر کے ڈیٹیکٹو مدم میں ڈیٹیکٹو فریز گریڈ میکس جیمکولی جو کہ لمبے قد کا نوجوان تھا۔ فرانسیسی زبان سکھانے والی کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ کچھ رقم جمع کر کے آئندہ چھٹیاں چیزیں میں گزارے۔ فرانسیسی زبان آتی ہوئی تو لڑکیوں سے بات کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اس کے سامنے دوسری میز پر سارنٹ بیٹگر۔ بیٹھا کالی لی رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اگلی رات میں اسے کس گھوڑے پر رقم لگانا چاہیے۔ بیٹگر کیپٹن آف پولیس فرنیک نیل کا دایاں ہاتھ سمجھا بٹا تھا۔ خوش قسمتی سے اس دن جراثیم پیشہ افراد کی سرگرمیاں کچھ ٹھنڈی تھیں۔

کوئی قابل توجہ کام نہیں تھا اس لیے نیل بھی گھر چلا گیا تھا۔ اچانک دردانہ کھڑا اور ڈیٹیکٹو سینڈ گریڈ گارڈز اندر داخل ہوا۔ اس نے چیف نیل کے بارے میں پوچھا۔ بیٹگر نے کہا کہ وہ گھر چلا گیا ہے۔ گارڈز نے بتایا کہ اس نے بالڈی کی کار کا پتہ لگایا ہے اور اس کا نیل سے بات کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ دریافت کالی انہم ہو سکتی ہے۔ بیٹگر نے پوچھا کہ کار اسے کہاں ملی۔ گارڈز یہ بات ریکورڈ کرنا نہیں چاہتا اس کی خواہش تھی کہ خود نیل سے بات کرے۔ اس صورت میں نیل اس کی کار کو رسی سے خوش ہو کر ترقی بھی کروا سکتا تھا۔ بیٹگر نے اپنے سوال پر اصرار کیا تو گارڈز نے کہا کہ وہ رپورٹ

لکھ دے گا۔

”رپورٹ بعد میں لکھنا۔“ بیٹگر نے تیزی سے کہا ”پہلے یہ بتاؤ کہ وہ کار تمہیں کہاں ملی۔“

”سروس اسٹور کے عقب میں واقع کار پارک میں۔“ گارڈز کو مجبوراً بتانا پڑا۔

”کار وہاں پائی ہوئی کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ریسے تم نے نہیں کسی اور نے دیکھا ہے۔“

”ہاں۔ ایک تفتیشی پولیس میں نے۔“ گارڈز نے جواب دیا ”مگر میامی پولیس کو فون کرنے کا خیال مجھے آیا تھا اس لیے حقیقت میں وہ ہیری کو شش سے پائی گئی ہے۔“

”ٹھیک ہے جاؤ اپنی رپورٹ لکھو۔“ بیٹگر نے کہا اور خود میامی پولیس کو فون کیا اور ہدایت کی کہ اس بارے میں تفصیلی رپورٹ لکھی جائے۔ وہ ڈیٹیکٹو فریز کو میامی روانہ کر رہا ہے۔ اس کے بعد اس نے نیل کو اس کے گھر فون کر کے بالڈی کی کار کھانے کے بارے میں بتایا۔ یہ بھی کہہ دیا کہ اس نے میامی پولیس کو فون کر کے تفصیلی رپورٹ لکھنے کی تاکید کی ہے اور وہ ڈیٹیکٹو فریز کو وہاں بھیج رہا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے ریسورڈ رکھ دیا۔ گارڈز اپنی میز پر رپورٹ ٹائپ کر رہا تھا۔ اس نے تمام باتیں سنیں اور جب بیٹگر نے ریسورڈ رکھ دیا تو کہا۔

”تم نے چیف کو میرے بارے میں نہیں بتایا۔“

”ہاں نہیں بتایا۔“ ہیری مرضی ”بیٹگر نے جواب دیا ”تم اپنی رپورٹ ٹائپ کرو۔“ اس کے بعد اس نے جیمکولی کو علم دیا کہ وہ ڈیٹیکٹو فریز کے پاس جائے اور اسے ساتھ لے کر میامی کے سروس اسٹور لے جائے۔ فریز بھی جیمکولی کے ساتھ چلا گیا تھا۔

دس منٹ بعد گارڈز نے رپورٹ ٹائپ کر کے بیٹگر کی میز پر رکھ دی اور بولا۔

”بالڈی کے ساتھ ڈینی اور برین اور سولونے بھی پانچ سال کی سزا کاتی ہے۔ میں اگر ڈیٹیکٹو سے پوچھ کچھ کہوں تو ممکن ہے وہ بتائے کہ بالڈی تین دن کے لیے یہاں کیوں آیا تھا۔“

”تمہارے خیال میں سولو جھوٹ بول رہا ہے۔“ بیٹگر نے پوچھا۔

”بلاشبہ جھوٹ بول رہا ہے۔ مگر ہم اس پر دباؤ نہیں ڈال سکتے۔“ گارڈز نے جواب دیا ”لیجے یقین ہے کہ بالڈی اس سے ضرور ملتا تھا ورنہ یہ بات اگر کوئی بتا سکتا ہے تو وہ ڈینی ہے۔“

”ٹھیک ہے جاؤ اس سے بات کرو۔“ بیٹگر نے کہا۔

”مگر میں سارنٹ ہوتا۔“ گارڈز بولا ”اور یہ رپورٹ پڑھتا تو جانتے ہو میں کیا سوچتا۔“

”یقیناً۔“ بیٹگر نے فوراً کہا ”تم سوچتے کہ یہ رپورٹ کسی کد ذہن ڈیٹیکٹو نے لکھی ہے جسے سینڈ گریڈ اپنی قابلیت سے نہیں سفارش سے مل گیا ہے۔“

”کیا۔۔۔ کیا کا تم نے۔“ گارنر تیزی سے بولا۔

”سفارش سے مل گیا ہے۔“ بیگھرنے دہرایا۔ وہ جانتا تھا کہ گارنر مجز تو سکا ہے مگر کچھ گاڑ نہیں سکتا کیوں کہ یہ حقیقت تھی کہ گارنر کی بیوی کیپٹن ٹیلر کی بیوی کی رشتے کی بہن تھی یہ الگ بات تھی کہ اس نے ٹیلر سے گارنر کی سفارش کی ہو یا نہ کی ہو۔ مگر جنگل لینے میں کیا حرج تھا۔

”جب میں ہیرا ڈائز سنی کا چیف آف پولیس بنوں گا۔“ گارنر نے غصے سے کھولتے ہوئے کہا ”تو میں تمہیں رٹناڑ کر دوں گا۔ یہ بات یاد رکھنا۔“

”جب بنو گے“ جب جو چاہے کرنا ابھی تو میں کھڑے رہ کر وقت برباد نہ کرو۔ جاؤ جو کام کرنے کو کیا گیا ہے وہ کرو۔“

گارنر سنی کو مہر دانہ ہو گیا جو ہیرا ڈائز سنی کا ایک مضامنی علاقہ تھا۔ جہاں آبادی کی اکثریت محنت کش اور مزدور طبقے سے تعلق رکھتی تھی۔ ڈینی اور برین دو کپڑوں کے اپارٹمنٹ میں رہتا تھا۔ ایک زمانے میں وہ جعلی تاریخی بنے تھا اور سیاہوں یا کنگے جمع کرنے والے شوقینوں کے ہاتھ فروخت کرتا تھا۔ اپنے کام میں خاصا ہوشیار تھا۔ کم آمدنی پر قناعت کرتا رہتا تو کچھ نہ بگڑنا کراچی میں مارا گیا۔ اس نے قیصر دم کے زمانے کا ایک سونے کا جعلی سکے بنایا اور اسے واٹسٹن میوزیم کے ہاتھ فروخت کرنے کی کوشش کی۔ اتنی بڑی جعل سازی چل نہ سکی نتیجے میں پکڑا گیا اور سزا پاب ہوا۔ اس کے بعد وہ جست کے کھولنے بنا کر فروخت کرنے لگا۔

اس وقت اس کی عمر ۳۷ سال تھی۔ وہ گارنر کو اپنی دکان میں کام کرتے ہوئے مل گیا۔ اس نے مسکرا کر گارنر کا استقبال کیا۔ ”دیکھو ڈینی۔ بالڈی گارنر شنگل کو میاں آیا تھا۔“ گارنر نے کہا ”میں جانا چاہتا ہوں کہ وہ میاں کیوں آیا تھا اور تین دن جب تک وہ میاں رہا کیا کر رہا۔“

”بالڈی!“ ڈینی نے جرت سے کہا ”کیا وہ میاں آیا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ مجھ سے نہیں ملا اگرچہ ایک زمانے میں ہم اچھے دوست تھے۔“

”محکم ہے جسے اندازہ نہ ہو مگر تم پریشانی میں پڑنے والے ہو۔ اس لیے بہتر ہے کہ سیدھی طرح کچ بچاؤ۔“

”مسٹر گارنر! تم مجھے خوف زدہ نہیں کر سکتے تمہارے پاس میرے خلاف کچھ نہیں ہے۔“ ڈینی نے کہا ”میں کہہ چکا ہوں کہ بالڈی۔۔۔ میرے پاس نہیں آیا تھا۔“

”ٹھیک ہے۔ وہ دو آوارہ لڑکیاں جو ہر اتوار کی رات میاں آتی ہیں۔ میں انہیں ٹیل میں۔۔۔ بند کرنے والا ہوں۔ تمہارے قاتلین پر جسوں کی نمائش کرنے کے علاوہ وہ دکانوں سے چیزیں چراتی ہیں۔ انہیں کس سے کم دو سال کی سزا ہوگی اور میں انہیں تباہوں گا کہ تم نے ان کی بھڑکی کی تھی۔ تباہ کیا رہے گا۔“

ڈینی نے پلکیں جھپکائیں۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے

ظاہر تھا کہ اسے یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔

”میں نہیں جانتا کہ تم کیا باتیں کر رہے ہو۔“ اس نے انجان بننے کی کوشش کی۔

”میرا وقت مت ضائع کرو۔“ گارنر نے کہا ”ان دونوں سے سننے کے بعد میں تمہارے پیچھے آؤں گا۔ ایک بار پھر پانچ سال کے لیے اندر کرنا مشکل نہیں ہو گا۔“

”میں نے کچھ نہیں کیا جو تم۔۔۔۔۔۔“

”ٹھیک ہے تم نے نہیں کیا لیکن فرض کرو کہ میں یہاں سے ہیروئن کے دو پکٹ برآمد کرلوں تب کیا تم خود کو بے گناہ ثابت کر سکو گے۔“

”تم ایک بوڑھے آدمی کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کر سکتے۔“ ڈینی نے گہرا اگر کہا۔ گارنر مسکراتے لگا۔

”آخر تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔“ ڈینی سمجھ گیا کہ وہ پھنس چکا ہے۔

”بالڈی تم سے ملے آیا تھا یا نہیں۔“

”اگر میں تباہوں تو تم ان لڑکیوں کو تو پریشان نہیں کرو گے۔“ ”بالکل نہیں اور تمہارے بارے میں بھی کچھ نہیں کہوں گا۔“

”ہاں وہ میاں آیا تھا۔ پہلے وہ سولو کے پاس گیا تھا۔ مگر سولو نے اس کی مدد نہیں کی تب وہ میرے پاس آیا۔ وہ پانچ سو ڈالر قرض مانگ رہا تھا۔“

”اسے قرض لینے کی کیا ضرورت تھی؟“

”وہ بتا رہا تھا کہ اسے کیو جانا ہے۔“

”وہ کیو کیوں جانا چاہتا تھا؟“

”وہ اسے ساتھ کچھ سامان لے جا رہا تھا۔ وہ کاسٹرو کا بہت مداح ہے۔“ گیونٹ ہے اور اس کے خیال میں کاسٹرو سے بڑا لیڈر آج تک پیدا نہیں ہوا۔

”اس نے دیر وچ میں کیا بھارا تھا؟“

”مجھے نہیں معلوم سننے میں بھی آیا ہے کہ کوئی بڑی دامدات کی تھی۔“

”کیا یہ بھی سننے میں آیا کہ بالڈی مرہکا ہے۔“ گارنر نے پوچھا۔

”سنا تو ہے۔ مگر وہ زندہ بھی ہو سکتا ہے۔“

”میں“ میرے خیال سے وہ مرہکا ہے۔ اسے کس نے مارا ہو گا ڈینی۔“

”مجھے نہیں معلوم اور مجھے اس کا یقین بھی نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ زندہ ہے۔“

”بالڈی لڑکیوں کا شائق بھی تھا۔ بتا سکتے ہو اس کی حالیہ محبوبہ کون ہے۔“

”وہ میرا اتنا قریبی دوست نہیں تھا کہ اپنی محبوباؤں کے بارے

میں بتاتا۔ ”ڈینی نے جواب دیا۔ اس کے لیے سے گارنر نے سمجھ لیا کہ وہ محنت بول رہا ہے۔

”میں ایک بار اور پوچھوں گا۔“ گارنر نے کہا ”پھر بھی تم نے جج نہیں بولا تو آج سر پر کو وہ لڑکیاں نیل میں ہوں گی۔ بتاؤ اس کی نئی محبوبہ کون ہے۔“ ڈینی نے اپنے شک و ہمنوں پر زبان بھری۔

”میں نے سنا ہے اس کا نام ہے سیٹنگ ہے۔“ آخر اس نے جواب دیا۔

”کون ہے یہ اور کہاں رہتی ہے؟“

”میں نہیں جانتا۔“ ڈینی نے کہا اور گارنر کا خیال تھا کہ وہ جج بول رہا ہے۔ اس نے ڈینی سے ٹیلی فون ڈائریکٹری مانگی اور اسے سے سیٹنگ کا پتا جاننے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ اس کا پتا تھا 1556 B۔ سی دی بلیو اوڈی کو مسجد گارنر نے پتا نوٹ کر لیا۔ پھر ڈینی کو مشورہ دیا کہ وہ ان لڑکیوں کے ساتھ اپنی اتوار کی تفریح بند کر دے یہی اس کے حق میں اچھا ہو گا۔ گارنر کے جانے کے بعد ڈینی نے خود بھی سے سیٹنگ کا پتا اور فون نمبر دیکھا اور سوچا کہ بہتر ہو گا کہ وہ گارنر کی آمد کے بارے میں آگاہ کر دے۔ اس نے فہرہ داخل کی۔ دو سری طرف تھمتی بھی رہی مگر کسی نے ریسپور نہیں اٹھایا۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ سہ گھر نہیں ہے۔

○☆☆○

کینٹن پولیس نیل آفس آیا تو اس نے گارنر کے بارے میں پوچھا۔ بیٹنگر نے بتایا کہ وہ ڈینی سے پوچھ کچھ کے لیے گیا ہے آج ہی ہو گا۔ فریڈ ہیڈ نے اپنی رپورٹ پیش کی کہ جر کارٹی ہے اسے واقعی ہانڈی لے کر نہ کبھی سے گرا ہے پر آیا تھا اور اب پولیس لیبارٹری کے لوگ اسے الکیوں کے نشانات اور دوسرے سراغوں کے سلسلے میں چیک کر رہے ہیں۔ سیای کے پولیس چیف فریڈنگلین نے کہا ہے کہ وہ اپنی رپورٹ جلد ہی بھیج دے گا۔ اسی وقت گارنر بھی آیا۔ اس نے بڑے چہرہ جو انداز میں ڈینی سے اپنی دستگیری پر رپورٹ دی۔

یہ بھی بتایا کہ وہ ہانڈی کی گرل فریڈ سے سیٹنگ کے گھر بھی گیا تھا مگر وہ نہیں لی۔ اور پھر پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جمعرات کے دن سے ہانڈی کے ساتھ اپنی واکس وین کار میں کہیں گئی تھی اس کے بعد اسے نہیں دیکھا گیا۔ نیل کے پوچھنے پر بیٹنگر نے بتایا کہ سہ تین مرتبہ منشیات اپنے پاس رکھنے کے جرم میں سزا یاب ہو چکی ہے اور ان دنوں ایک ایجنسی ٹائٹ کلب میں ہوٹس کی حیثیت سے ملازم ہے۔ فون کا، تھمتی بچتے لگی۔ نیل نے ریسپور اٹھایا۔ فون ہائی کے چیف فریڈنگلین کا قہقہہ نیل کی بائیں سنتا رہا اور پھر اس نے قہقہہ دیا کہ ریسپور رکھ دیا پھر اپنے آرمیوں کو بتایا کہ یہ تھمتی کارٹی ہے، اس میں کسی قسم کے نشانات نہیں تھے، اس نے پڑا لے کر کار کو اندر پار سے خوب صاف کر دیا ہے مگر اسے لگاؤ میں جو ریت پائی گئی اس کے تجربے سے معلوم ہو گا کہ ایک کو کی ریت ہے جو سیای کے باہر ایک مٹی کا ساصل

ہے۔ بیٹنگر نے یہ سن کے کہا کہ اس نے وہ ساصل دیکھا ہے۔ کوئی لاش وغیرہ دفن کرنے کے لیے اچھی جگہ ہے۔ نیل نے بدابت کی کہ وہ فوراً درجن بھر آدمیوں کے ساتھ وہاں جائے اور معلوم کرے کہ وہاں کوئی لاش تو نہیں چھپائی گئی ہے۔ بیٹنگر نے یہ کام فریڈ کے سپرد کر دیا۔ نیل نے گارنر سے کہا کہ وہ سے سیٹنگ کو تلاش کرے۔ اس سے پراپا جیجے تک لاش برآمد گئی تھی جسے پولیس میڈیکل آفیسر ڈاکٹر لوئس کے حوالے کر دیا گیا۔ رات دس بجے تک نیل کو اس کی ہوسٹ مارٹم رپورٹ مل گئی جو یہی تھی کہ ہانڈی سے کوئی راز معلوم کرنے کے لیے اس کا پیر جلا دیا گیا۔ اس تکلیف سے اسے ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ مر گیا۔ جسم پر کئی زخم بھی تھے جن سے کافی خون بہا تھا مگر متانگ کار میں خون کے دھبے نہیں تھے اس لیے نیل نے خیال ظاہر کیا کہ اسے کسی اور چیز میں لے جایا گیا تھا۔ نیل کا اندازہ تھا کہ ہانڈی نے ضرورت کوئی لمبی واردات کی تھی اور کچھ لوگ اس سے اسی واردات کے مال غنیمت کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اس نے فریڈ کو بدابت کی کہ وہ معلوم کرے کہ ہائی دے پر کسی نے متانگ کار کو کسی ٹریلر یا کادوان کے ساتھ تو نہیں دیکھا۔ بیٹنگر نے کہا کہ کیو با بھی قابل غور ہے۔ ہانڈی کیوٹ خیالات کا مالک تھا۔ اسے بوٹ کی ضرورت تھی۔ مگر کیوں۔ اگر وہ کیو با جانا چاہتا تھا تو کوئی لیاہ ہائی بیک کر سکتا تھا۔ اسے بوٹ کی ضرورت کیوں تھی اس سے متعلق پیدا ہوا ہے کہ اس نے جو ہاتھ مارا تھا اس میں لٹے والا سامان اتنا بھاری تھا کہ وہ اسے ساتھ لے کر کسی لیاہ سے میں سوار نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے بوٹ لے لے جانا چاہتا تھا۔ پھر وہ کوئی ایسی جگہ بھی تھی جس سے کانسو کو دیکھی ہو سکتی ہے۔ گویا یہ بھی کہا با سکتا ہے کہ ہانڈی کانسو کے لیے کام کر رہا تھا۔ نیل نے کہا ٹھیک ہے دو تین دن دیکھتے ہیں کوئی واضح بات سامنے نہیں آئی تو پھر یہ کیس ہم ہی آئی اسے کے حوالے کر دیں گے۔

○☆☆○

دروچ ایک ایسا ساحلی شہر تھا جہاں سے سمندر کے راستے مال برآمد درآمد کیا جاتا تھا۔ گارنر وہاں پہنچا تو شام کے چھ بجے تھے۔ جب سے وہ پولیس میں ملازم ہوا تھا اس نے کوشش کی تھی کہ بیڑا ڈانڈوشی کے آپس پاس دو سو میل کے دائرے میں جو بھی قصبے اور شہر آتے ہیں ان سب میں ایک دو افراد اس کے لیے بھجی کرے اور معلومات فراہم کرنے والے ضرور ہوں۔ دروچ میں اس کا رابطہ ڈوڈو نامی ایک عورت سے تھا جو ایک ریسٹورنٹ کی مالکہ تھی۔ ریسٹورنٹ کا نام دی کرب تھا اور یہ چھوٹے بڑے جرائم پیشہ افراد کے ملنے کے لیے اچھی جگہ تھی۔ اس وقت ریسٹورنٹ گاہکوں سے بھرا ہوا تھا جو ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ گارنر ریسٹورنٹ میں داخل ہوا تو اسے دیکھتے ہی مکمل خاموشی چھا گئی۔ چار آدمی دو دو اڑے کے قریب ہی بیٹھے تھے

جلدی سے اٹھے اور بارہر نکل گئے۔ ڈوڈو نے غصیلی نفلوں سے گارنر کو دیکھا۔ گارنر بے پروائی سے آگے بڑھا اور بارہر کاؤنٹر کے سامنے ایک اسٹول پر بیٹھتے ہوئے ڈوڈو سے اسکاچ و ہنکی طلب کی۔ ڈوڈو نے وہ ہنکی اٹھا کر اس کے سامنے رکھا اور سرگوشی میں کہا۔
 ”کیا تمہیں اس طرح میاں آکر میرے گاہوں کو خوف زدہ کرنا ضروری تھا۔“
 ”جی ہاں دوواڑے سے میرے آفس میں نہیں آسکتے تھے۔“

”میں ابھی وہاں چلا جاؤں گا۔“ گارنر نے جواب دیا۔ ”نچو ضروری باتیں کرتا ہیں۔ میرے جاتے ہی آفس میں آجاتا۔“
 گارنر نے اطمینان سے وہ ہنکی ختم کی اور پھر ایک ڈالر کاؤنٹر پر ڈال کر ریسیونٹ سے بارہر چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی خاموشی ختم ہوگئی اور لوگ پھر آہستہ آوازوں میں ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔ باج منٹ بعد ڈوڈو کے آفس میں وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔

”مجھے بے پیکلگی کی تلاش ہے۔“ گارنر نے کہا۔ ڈوڈو نے ایک گہری سانس لی۔

”تم بہت چالاک آدمی ہو۔“ وہ بولی ”مجھے حیرت ہے تمہیں اب تک ترقی کیوں نہیں ملی۔“

”تمہارا مطلب ہے کہ میرے پیکلگی یہاں موجود ہے۔“

”ہاں۔ کیا اس نے کوئی جرم کیا ہے۔“ ڈوڈو نے کہا۔ ”اگر مجھے یہ معلوم ہو تا تو کبھی یہاں ٹھہرنے نہیں دیتی۔“

”کی لالال ایسی کوئی بات نہیں۔ مگر ہو سکتی ہے۔ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہاں کب آئی تھی۔“

”وہ دن پہلے۔“

”اس کی۔“

”ہاں۔“

”اس وقت ہے۔“

”اس وقت کیا وہ تو جب سے آئی ہے کمرے سے باہر نہیں نکل ہے۔ بہت خوف زدہ معلوم ہوتی ہے۔“

”کس کمرے میں ہے۔“ گارنر نے پوچھا۔ ڈوڈو نے جواب دینے کے بجائے ہاتھ پھیلا دیا۔ گارنر کو دس ڈالر قریان کرنا پڑے۔
 ”کمرہ نمبر ۳۳ میں۔“ ڈوڈو نے بتایا۔

”گارنر زینے سے بالائی منزل پر پہنچا۔ کمرہ نمبر ۳۳ کے دوواڑے سے کان لگا کر سنا۔ اندر سے ریڈیو بجنے کی آواز آ رہی تھی۔ گارنر نے دریاں ہاتھ دیو اور پر رکھا اور اگلے ہاتھ سے ہینڈل کھما کر دوواڑہ کھولنے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں جو لڑکی بستر لیٹی تھی اس کی عمر ۲۵ سال کے لگ بھگ معلوم ہوئی تھی۔ بال سرخ تھے۔ زیادہ حسین نہیں تھی۔ گارنر کو دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت و خوف سے پھیل گئیں مگر اس سے پہلے کہ وہ چیخنے لگے گارنر جلدی سے بولا۔

”ڈوڈو! میرا تعلق پولیس سے ہے، تو یہ دیکھو۔“ اس نے اپنا بیچ دکھایا اور پھر دوواڑہ بند کر دیا۔ لڑکی اب بھی ڈری ہوئی تھی مگر اس نے اپنے ہونٹ پیچھے لے لئے تھے۔ گارنر ایک کرسی کھینٹ کر بینے کے قریب بیٹھ گیا۔

”کیا چاہتے ہو؟“ نے کہا۔ ”تم اس طرح کسی کے کمرے میں نہیں ٹھہر سکتے۔“

”مجھے بالڈی کی تلاش ہے۔“ گارنر نے کہا۔ ”وہ اور تم تین دن پہلے ہیرا ڈانز سٹی سے روانہ ہوئے تھے۔ وہ کہاں ہے؟“
 ”میں نہیں جانتی۔“

”اگر تم جرح نہیں بتاؤ گی تو تمہیں میرے ساتھ پولیس ہیڈ کوارٹر چلنا پڑے گا اور وہاں تمہیں حالات میں بند کر دیا جائے گا جہاں تمہیں اپنا نشہ پورا کرنے کے لیے بیرونی نہیں ملے گی۔ تمہیں پتا ہی ہو گا کہ خوراک نہ ملنے پر تمہارا کیا حال ہو گا۔“

”میں بتا چکی ہوں کہ میں نہیں جانتی۔“ سے نے جواب دیا۔ ”تم مجھے حراست میں نہیں لے سکتے۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ دفع ہو جاؤ۔“

”جب میں تم جیسے نشے کے عادی افراد سے ملے جاتا ہوں تو میں کچھ بیرونی اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ اگر تم مجھ سے تعاون نہیں کرو گی تو میں اپنے چیف کو بتاؤں گا کہ وہ بیرونی میں نے تمہارے بیک سے برآمد کی ہے۔ چیف مجھ پر اعتبار کر لے گا اور تمہیں نشے بازوں کے ساتھ بند کر دے گا۔ یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے مگر کیا کریں ہمیں اپنی ذہنی توانی انجام دینا ہی پڑتی ہے۔ اب بتاؤ بالڈی کہاں ہے۔“

”میں..... میں نہیں جانتی۔ کوئی اس کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔“

سے جلدی سے بولی ”وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا میں اپنی وگین میں اسے یہاں پٹھا دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ وہ ایک بوٹ کرائے پر لینے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر پیچھے واقعے کی وجہ سے کسی نے اسے بوٹ نہیں دی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں ڈوڈو کے ساتھ ٹھہروں اور خود ایک کار کرائے پر لے کر ہیرا ڈانز سٹی واپس چلا گیا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اپنا سامان انر پورٹ گینج روم میں چھوڑ دے گا۔ اس نے کہا کہ ہیرا ڈانز سٹی میں اس کے کچھ دوست ہیں جو اسے کچھ رقم قرض دے دیں گے۔ بس اس کے بعد سے میں نے اسے نہیں دیکھا۔“

”پچھلا واقعہ سے تمہارا کیا مطلب ہے۔“

”وہ دو مہینے پہلے ہی یہاں آیا تھا۔ ایک موٹر بوٹ کرائے پر لی تھی۔ مگر مصیبت میں پھنس گیا۔ موٹر بوٹ ڈوب گئی۔“

”ڈوب گئی۔ وہ کیسے۔“ گارنر نے پوچھا۔

”میں نے اس پر گولیوں کی پوچھا ڈکری۔ کیوں کی یہ مت پوچھتا۔ میں نہیں جانتی۔ گولیوں نے بوٹ میں سوراخ کر دیے اور وہ ڈوب گئی۔ بالڈی نے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا۔“

”وہ سوزنٹ اُسے کس نے کرائے پر دی تھی؟“
”میں نہیں جانتی۔“

”ہزار ڈالر سنی میں اس کے دوست کون ہیں؟“
”سولہ ڈی سینکو اور ڈینی اورین۔“ سے نے ہچکچاتے ہوئے
تایا۔
”وہ اپنا سامان اتر پورٹ کے گلیج دوم میں کیوں رکھنا چاہتا
تھا۔“ گارنر نے کچھ سوچ کر سوال کیا۔
”کیوں کہ وہ چاہتا تھا کہ سامان محفوظ رہے۔“
”وہ کیوں؟“

”اس کے اندر کوئی ایسی چیز تھی جو اس کے لیے قیمتی تھی۔“
”کیا چیز تھی؟“
”میں نہیں جانتی اب تم تیرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔“
”سامان کیا تھا؟“ گارنر نے پوچھا۔
”ایک معمولی سا سوٹ کیس ہے۔ پلاننگ کا۔ سفید رنگ کا۔
جس کے کناروں پر سرخ حاشیہ بنا ہے۔“

گارنر چونک گیا۔ اسے یاد آگیا تھا کہ ایسا ہی سوٹ کیس۔ اتر
پورٹ پر ہی اس نے کس کے ہاتھ میں دیکھا تھا۔ اس نے مشکل
سے اپنا جوش ضبط کیا اور پوچھا۔
”اب مجھے یہ بتاؤ کہ بالڈی کس سے خوف زدہ تھا۔“
”میں نے بتایا کہ میں نہیں جانتی۔“ سے نے جواب دیا۔

گارنر نے سمجھ لیا کہ سے کو یہ بات لازمی طور پر معلوم ہے کہ
بالڈی کس سے خوف زدہ تھا لیکن یہاں اس سے یہ قبولانا مشکل
ہو گا کہ اسے ہیڈ کوارٹر لے جانا پڑے گا۔ اس نے سے سے کہا کہ
اسے ہیڈ کوارٹر چلا جائے گا۔ وہ اتنی باتیں بتا چکی ہے کہ ان کی بنیاد
پر وہ اسے گرفتار کر کے بھی لے جاسکتا ہے مگر اچھا ہو گا کہ وہ اپنی
مرضی سے ساتھ چلے۔ یہ بات کہنے ہی دو باتیں ایک ساتھ وقوع
پزیر ہوئیں۔ دواؤں ایک دھماکے سے کھلا۔ سے جی بار کہ بستر پر
بیٹھ چپک کر لیٹ گئی۔ گارنر دواؤں کی طرف تھکوا۔ ایک
پھوٹے قد کا چوڑا چٹا آدمی سفید رومال سے اپنا چہرہ چھائے کھڑا
تھا۔ اس نے فوراً ہی قاتلنگ شروع کر دی۔ گارنر نے گولیاں سے
لے کر سر میں لگتے اور خون سے بستر تر ہوتے دیکھا۔ وہ تیزی سے فرش
پر لیٹ گیا۔ تاکہ خود کو گولیوں سے بچا سکے اور ساتھ ہی اپنا ریوالور
اٹال لیا۔ حملہ آور کا کام پورا ہو چکا تھا اس سے پہلے کہ گارنر فائر
لے لے وہ دواؤں سے نکل گیا اور جاتے ہوئے دواؤں بھی بند
لگایا۔

گارنر اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگا۔ ڈیڑے پر اس نے ڈوڈو کی
بھٹی نہیں۔ ایک اور فائر کی آواز آئی۔ وہ ڈیڑے سے اتر کر کوئی دور
میں آتا ہوا وہاں ڈوڈو کا بھاری بھر کم جسم فرش پر گرا ہوا تھا۔ اسے
لگا کہ وہ دواؤں کے طرف لڑکا۔ اس وقت اس نے ایک کار
اٹال کرنے کی آواز سنی۔ وہ باہر نکلا تو کار قائب ہو چکی تھی اور

اس کے ساتھ سے اور ڈوڈو کا قاتل بھی۔

○☆☆○

اس رات ہیبری رات کے پانچ بجے اٹھا۔ سفید سوٹ ساتھ
لیا۔ تیرا کی کالاس پتا اور سمندر کی جانب چل دیا۔ رات کے اس
حصے میں اس کی نقل و حرکت دیکھنے کے لیے کوئی موجود نہیں تھا۔
ہیبری نے لوگر ریو اور گولیوں کے ڈبے کے علاوہ تمام چیزیں
سوٹ کیس میں واپس رکھ دی تھیں۔ ریو اور اور گولیاں اس نے
اپنے کیبن میں بیڈ کے نیچے لکڑی کے فرش کا ایک ڈھیلٹا تختہ اٹھا کر
وہاں چھپا دی تھیں۔ سوٹ کیس لئے وہ سمندر میں دور تک تیرتا
چلا گیا پھر ایک گمراہ غوطہ لگایا۔ یہ تک پہنچا سوٹ کیس وہاں رکھ دیا۔
اس میں وزن اتنا تھا کہ دوبارہ ابھر کر سطح تک نہیں جاسکتا تھا۔ اس
طرف سے مطمئن ہو کر ہیبری تیرتے ہوئے واپس آیا۔ کیبن میں
گیا۔ جسم خشک کیا۔ کپڑے پہنے اور سگریٹ سٹیک کر سوچنے لگا۔
گزشتہ رات اس کے اور نینا کے درمیان جو کچھ ہوا وہ ایک
جنابی طوفان سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔ اسے اپنی مرحومہ بیوی جو آن
کا خیال آیا جو ازدواجی تعلق سے خوف زدہ رہتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا
کہ اس کے ساتھ زندگی گزارنا ناممکن ہو گیا۔ ایسے موقع پر جب
اس کے نام آری جو آن کرنے کا حکم نامہ آیا تو ہیبری نے اس زندگی
سے فرار حاصل کرنے کے اس موقع کو قیمت جانا اور فوراً چلا گیا۔
جب وہ بیگانہ پناہ گزین سے جو آن کا خط ملا۔ اس نے لکھا تھا:

”میرا خیال ہے کہ میں واحد عورت نہیں ہوں جو اس طرح
کے جذبات رکھتی ہے۔ یہ بات تمیں کہ میں کسی مرد سے محبت نہیں
کر سکتی۔ میں بلاشبہ تم سے محبت کرتی ہوں مگر میں کیا کہوں کہ شادی
شدہ زندگی کا ازدواجی پلوتینے پسند نہیں۔ مجھے ازدواجی تعلق سے
خوف آتا ہے اس کی کوئی خواہش میں اپنے اندر نہیں پاتی۔ لیکن
تم سے اتنی محبت ضرور کرتی ہوں کہ تمہیں تمہاری آزادی واپس
کر سکوں کوئی دوسری عورت تلاش کرلو جو میری طرح نہ ہو اور
اس کے ساتھ خوش رہو۔ میں موجودہ صورت حال زیادہ دن گوارا
نہیں کر سکتی۔ لوگ کہتے ہیں تم ایک دن واپس آؤ گے۔ ممکن ہے
برسوں کے بعد ہماری ملاقات ہو تو میں ایسی نہ ہوں جیسی اب
ہوں۔“

الوداع۔ جو آن
اس خط کے کئی دن بعد ہیبری کو اپنے والد کا ٹیلی گرام ملا جس
میں اسے اطلاع دی گئی تھی کہ ایک دن جو آن کو اس کے ہاتھ دوم
میں اس طرح پایا گیا کہ اس کی دونوں کھالیاں کٹی ہوئی تھیں اور
مسلح جریان خون سے اس کی موت واقع ہو چکی تھی۔ والد نے
لکھا تھا کہ وہ بیگامی رخصت پر گھر آنے کی کوشش کرے مگر اس
وقت ایک جنگ شروع ہونے والی تھی۔ ہیبری نے چھٹی کی
درخواست نہیں دی اور محاذ پر چلا گیا۔ جنگ کے دوران ہیبری نے
جس طرح موت و زندگی کا کھیل اپنی آنکھوں سے دیکھا اور خود کو کئی

گئے جیتا نے وعدہ کیا اور کہا کہ وہ کھائے پینے کا سامان بھی لیتی آئے گی۔

○●○

میامی ہوئی اسکواڈ کے لینڈینٹ الین لاسی کو جو چھوٹے قد چھوٹی آنکھوں کا ایک کینڈہ خصلت آدمی تھا جسے مجرم ہی نہیں میامی کی پوری پولیس فورس مدد یہ کہ اس کی بیوی بھی سخت ناپسند کرتی تھی۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ الین کو یہ بات پسند تھی اس کا خیال تھا کہ لوگوں کو خوف زدہ کر کے وہ کوئی فائدہ حاصل کر رہا ہے اس وقت اس کی عمر ستاون سال کی تھی۔ اسے اس بات کا شدید احساس تھا کہ مزید ترقی کرنا اس کے بس سے باہر ہے اس لیے وہ بطور لینڈینٹ ہی رٹائر ہو گا۔ یہ بات اسے سخت ناگوار تھی اس لیے وہ ہر اس آفیسر کا دشمن بن جاتا تھا جو پرجوش اور ترقی کرنے کا خواہش مند ہوتا تھا۔ وہ ایسے افراد کو بیان بوجھ کر پریشان کرتا اور ان کے لیے طرح طرح کی مشکلات کھڑی کرتا رہتا تھا۔ وہ اپنی شان جیسے گوارکار میں جو اس کی بیوی نے خریدی تھی دی گریب ریٹائرمنٹ کیا اس کے ساتھ سارجنٹ ویڈمین بھی تھا جو ایک موٹا اور احمق آدمی تھا اور صرف اس لیے اپنی جگہ پر برقرار تھا کہ الین کا بچہ تھا۔ یہ دونوں بچے تو اسی وقت ایک ایئر بیس بھی آگئی حشٹی پولیس کے چار کاوشیبل بھی بڑے بے زار بے زار سے کھڑے تھے اور ان کے ساتھ گارڈز بھی موجود تھا۔ جب کہ گارڈز لینڈینٹ الین کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ الین کے سوالات کے جواب میں وہ کم سے کم بات کرے گا اور اگر صورت حال زیادہ خطرناک ہوگی تو وہ ٹھیک کا حوالہ دے دے گا جو اس کے مقابلے میں الین کو کہیں زیادہ بہتر انداز میں سنبھال سکتا ہے۔ الین گارڈز کے قریب سے اسے بالکل نظر انداز کرتے ہوئے ریٹائرمنٹ میں چلا گیا۔ اس نے پہلے ڈوڈ کی لاش دیکھی اور پھر جا کر سے کی لاش کا جائزہ لیا اور بڑی دلچسپی سے اس کی نیم عیاں لاش کو محوئے نگاہ کر جب بھی حرکت ویڈمین کرنے لگا تو اسے ڈانٹ دیا۔

"کیا ابھی میں نے نیچے پیراڈائنز میں پولیس ہیڈ کوارٹر کے کسی احمق ڈھکیٹو کو کڑے دیکھا تھا۔" اس نے پوچھا۔
"میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا سر۔" ویڈمین بولا۔
"کوئی حیرت کی بات نہیں۔ تم کچھ دیکھتے ہی کب ہو۔" الین نے کہا "جاؤ اسے یہاں بلاؤ۔"

ویڈمین "گارڈز کو ساتھ لے کر آیا۔ الین اتنی دیر میں ایک کرسی پر سگاریں پگھلاتا تھا۔ گارڈز آیا تو خاموش کھڑا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ اس وقت وہ ایک خطرے سے دوچار ہے۔

"یہ آدمی کون ہے سارجنٹ۔" الین نے ویڈمین سے پوچھا۔
ویڈمین راستے میں گارڈز سے اس کے بارے میں پوچھ چکا تھا۔

"یہ پیراڈائنز میں کاؤٹیکوٹ کینڈ گریڈ گارڈز ہے سر۔" ویڈمین نے بتایا۔

انسانوں کو ہلاک کر چکا تو جو آن کی خودکشی کی رسی سہی اہمیت بھی جاتی رہی۔ پھر اسے نماں مل گئی۔ ایک دیت نامی لڑکی جس نے اپنی بھرپور توجہ اور محبت سے اس کے دل کے زخم بھروسے کر دیے خوشی زیادہ دن نہیں رہی۔ نماں کو ایک ہم نے ہلاک کر دیا اور بیری کے جذباتی زخم پھر سے برے ہو گئے۔

مگر رات کا تجربہ اس کے لیے قدرے نیا تھا اور اسے یوں لگ رہا تھا کہ یہ حقیقت اس کے لیے کوئی مصیبت کھڑی نہ کرے۔ بیری نے اسے خبردار کیا تھا کہ کوئی شخص سولو سے ٹکر لے بغیر نینا تک نہیں پہنچ سکتا لیکن بیری کو سولو کی فکر نہیں تھی۔

اسے یقین تھا کہ اگر کبھی سچ مقابلے کی فورت آجی تو وہ سولو کو زیر کر سکتا تھا۔ فکر کی بات یہ تھی کہ۔۔۔ سولو نینا کا باپ تھا۔ مگر وہ اس کے پاس خود آئی تھی۔ اپنی مرضی سے خود کو اس کے حوالے کر دیا تھا تو اس پر سولو کے پاس شکایت کا کیا موقع تھا۔ جیسا کہ نینا نے کہا تھا کہ کسی باپ کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اپنا غلام بنائے۔ مگر بہر حال یہ معاملہ ابجینٹس اور وینڈیکس پیداکرنے والا تھا۔

کچھ دیر کے بعد بیری کیم میں گیا تو سولو کافی لی رہا تھا۔ اس نے بیری کو بھی کافی دی۔ اس نے بتایا کہ آج بیری کی ضرورت نہیں ہوگی اس لیے وہ اپنا تمام وقت ڈائوبورڈ تیار کرنے میں صرف کرے۔ پھر اس نے کہا کہ وہ گزشتہ رات اس کے کیمین میں آیا تھا مگر بیری کیمین میں نہیں تھا۔ کیا اس نے کوئی لڑکی تلاش کر لی ہے۔ بیری نے جواب دیا کہ یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے جس میں وہ سولو کی مداخلت پسند نہیں کرتا۔ کچھ اور باتیں کرنے کے بعد سولو یوک کار لے کر چلا گیا اور کہہ گیا کہ وہ دس بجے واپس آئے گا۔ اور وہ رہ گیا اور نینا آگئی۔ وہ بیری کو اپنے کمرے میں لے گئی۔ وہ چاہتی تھی کہ بیری ایک مرتبہ پھر گزشتہ رات کا عمل دہرائے مگر بیری سولو کی باتوں سے ہوشیار ہو گیا تھا۔ اس نے کہا وہ دونوں سمندر میں تیرنے چلیں وہاں بات کریں گے۔ دونوں غسل کا لباس پہن کر سمندر میں اتر گئے اور دور تک تھرتے چلے گئے اور پھر بیری نے بتایا ایسا لگتا ہے کہ سولو کو کچھ ٹھک ہو گیا ہے اس لیے اب انہیں بہت احتیاط کرنا پڑے گی۔ پھر اس نے نینا سے کہا کہ ریڈی نے اسے شیلڈن آئی لینڈ کے بارے میں بتایا ہے اور یہ کہ نینا کبھی کبھی وہاں تھرنے جاتی ہے تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ اتوار کو شیلڈن آئی لینڈ چلیں وہاں بالکل تنہائی ہوگی۔ نینا کو یہ بات بہت پسند آئی اس نے بتایا کہ اتوار کے دن سولو دن کا بیش تر حصہ سوتا رہتا ہے اس لیے وہ اتوار کو ضرور شیلڈن آئی لینڈ جائیں گے جہاں وہ گھنٹوں تنہائی میں گزار سکتے ہیں۔ چنانچہ دونوں میں پروگرام طے ہو گیا۔ بیری نے کہا کہ وہ صبح کے چوبیس بجے بوٹ اسٹیشن پر مینا کا انتظار کرے گا۔ سولو تو سویا ہی رہتا ہے اس لیے نینا اس کی بوٹ میں اسٹیشن آئے گی اور بیری کو ساتھ لے لے گی وہاں سے دونوں شیلڈن آئی لینڈ چلیں

جھگڑا ہٹ کر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر آخر وہ موٹر اسٹارٹ کرنے لگا تو ایک نو عمر لمبے بال والے انتہائی گندے لڑکے نے کار کی کھڑکی میں سر ڈال کر کہا۔
 ”تم گارنر ہو۔“

”ہاں میں گارنر ہوں پھر کیا ہوا؟“

”وہ کہہ رہی تھی کہ جب میں تمہیں اس کا پیغام دوں گا تو تم مجھے ایک ڈالر دو گے تمہارے پاس ایک ڈالر ہے۔“
 ”کون کہہ رہی تھی۔“ گارنر نے پوچھا۔
 ”تمہارے پاس ایک ڈالر ہے۔“ لڑکے نے اپنا سوال

دہرایا۔

”تم مجھے کیا سمجھتے ہو کوئی آواز مرد فقیر۔“ گارنر نے غصے سے پوچھا۔

”تم پولیس والے ہو نا۔“ لڑکے نے کہا ”اور پولیس والوں کی جیب ہمیشہ خالی ہوتی ہے۔“

گارنر اس سچی بات سے اتنا جھٹایا کہ جلدی سے ایک ڈالر کا نوٹ نکال لیا۔

”یہ دیکھو میرے پاس ایک ڈالر ہے۔“ وہ بولا ”تم کس کے پیغام کی بات کر رہے تھے۔“

”گولڈی وہاں تھا تم سے بات کرنا چاہتی ہے۔“ مجھے ڈالر دو تمہیں تمہیں اس کا پتا بتا دوں۔“

”یہ گولڈی وہاں کون ہے۔“ گارنر نے پوچھا۔
 ”وہ مے پیکنگ کی دوست ہے۔ تم مجھے ڈالر دے رہے ہو یا نہیں۔“

گارنر نے جلدی سے دی کرب ریسٹورنٹ کی طرف دیکھا۔
 ایلین ابھی باہر نہیں آیا تھا اس نے ڈالر کا نوٹ لڑکے کو دے دیا۔

”گولڈی کہاں ہے۔“ اس نے پوچھا۔
 ”وہ نمبر 232 ٹرنس کراٹل میں رہتی ہے۔ تیسری منزل پر۔“

لڑکے نے جواب دیا اور ہلکا گیا۔

گارنر کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ ٹرنس کراٹل اسٹریٹ کہاں ہے۔ ریسٹورنٹ کے باہر کھڑے پولیس کانسٹیبل اسے گھور رہے تھے۔

اس نے کار اسٹارٹ کی اور آگے بڑھ گیا۔ کچھ آگے جا کر اس نے ایک راہ گیر سے پتا معلوم کیا۔ مطلوبہ اسٹریٹ پر اس نے گاڑی پارک کی اور جلدی بلڈنگ نمبر 232 تلاش کر لی۔ اسے اندازہ تھا کہ اگر

لیٹینینٹ ایلین کو معلوم ہو گیا کہ وہ مزید تحقیقات کر رہا ہے تو شامت اٹھانے کی گھبراہٹ وہ ایسے موڑ میں تھا کہ اسے کسی بات کی پروا نہیں رہ گئی تھی۔ وہ بلڈنگ کی تیسری منزل پر پہنچا۔ اس نے اندازہ

لایا تھا کہ وہ ایسے علاقے میں ہے جہاں پولیس کی سرپرستی میں نامزدی کا دوبارہ ہوتا ہے۔ تیسری منزل پر آخر اسے ایک ایسا

دو دروازہ نظر آیا جس پر گولڈی وہاں کا نام لکھا تھا۔ اس نے برقی کھٹی کا بٹن دبایا۔ چند لمحوں بعد ایک لمبے دھلے پٹنے آدی نے

دو دروازہ کھولا۔ گارنر نے اندازہ لگایا کہ وہ کوئی دلال ہے۔ آدی نے گارنر کا نام لے کر اسے اندر آنے کی دعوت دی اور اپنے بارے میں بتایا کہ اس کا نام جیک تھا۔ گارنر کو دلالوں سے سخت نفرت تھی۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہاں کوئی نظر نہیں آیا۔ اس نے گولڈی کے بارے میں پوچھا۔ جیک جو بڑی خود اعتمادی سے مسکراتے ہوئے باتیں کر رہا تھا کہ وہ ابھی آئی ہے، وہ یہ دیکھنے سے قاصر رہا کہ اس وقت گارنر انتہائی غصے میں ہے۔ وہ مسکراتے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کھڑے ہو جاؤ۔“ گارنر گرجا ”جب میں کھڑا ہوں تو کوئی دلال کا بیچہ بیٹھ نہیں سکتا۔“

جیک جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ اسے گارنر کے انداز اور لمبے

نے ڈرا دیا تھا۔
 ”گولڈی کو بلاؤ اور تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ ورنہ میں خود تمہیں اٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔“ گارنر نے تیزی سے کہا۔

اسی وقت دوسرے کمرے سے نکل کر ایک لڑکی اندر آئی۔ جیک سے کہا کہ وہ پتلا جائے اس معاملے کو وہ خود سنبھال لے گی۔

جیک کمرے سے باہر چلا گیا۔ گولڈی وہاں سرخ بالوں والی ایک خوب صورت لڑکی تھی اور اپنے انداز و لب لہجے سے خود اعتماد اور

ہوشیار معلوم ہوتی تھی۔ جیک کے جانے کے بعد گارنر نے دو دروازہ منتقل کر دیا۔ اب وہ کسی اور حملہ آور کو کامیاب ہونے کا موقع دینا

نہیں چاہتا تھا۔ پھر وہ گولڈی کی جانب متوجہ ہوا اور پوچھا کہ وہ اس سے کیوں ماننا چاہتی تھی۔ گولڈی نے اپنے شباب و حسن و جمال سے

گارنر کو مرعوب کرنا چاہا۔ اپنے آپ کو پیش کرنے لگی۔ جو اب میں گارنر نے آگے بڑھ کر اس کے سیدھے گال پر ایک زوردار تھپڑ

رسید کر دیا۔ گولڈی چیخے ہوئی تو ایک کرسی سے اٹھ کر فرش پر گر گئی۔ اٹھی تو اس کے منہ سے گالیوں کا سیلاب امینڈا پڑا۔ گارنر نے آگے

بڑھ کر ایک اور تھپڑ رسید کر دیا اور بولا کہ اس پر اپنے ناز و انداز آزمانے کے بجائے مطلب کی بات کرے ورنہ اس کی بدادرات کے

لیے اس کے پاس تھپڑوں کا بواؤ ذخیرہ ہے۔ گولڈی اٹھی۔ اپنے آپ پر ضبط کیا۔ ایک سگریٹ سٹاک کر دو تین کش لگائے پھر بولی۔

”جیک اپنی بوٹ واپس لینا چاہتا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر کوئی یہ کام کر سکتا ہے تو وہ تم ہو۔“

”اس طرح باتیں میں بات مت کرو۔“ گارنر نے کہا۔
 ”شروع سے بتاؤ کیا معاملہ ہے۔“

”بڈی نے جیک سے اس کی بوٹ کرائے پر لی تھی۔ مگر پھر بوٹ غائب ہو گئی۔“

”کب کرائے پر لی تھی۔“
 ”دو ماہ پہلے اور آج چنانچہ ہو تو 24 مارچ کو۔“
 ”کس مقدمہ کے لیے لی تھی۔“
 ”اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ بس اُس نے کرائے پر لی تھی۔“

سے باہر کھڑے ہوئے مجھے گرفتار کرنے کی ہمت نہیں کر سکتے یہاں کے پولیس چیف کو معلوم ہو گا تو تمہاری شامت آجائے گی۔"

گارنر جانتا تھا کہ گولڈی ٹھیک کہہ رہی ہے۔
"بحث سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہر شخص مجھ سے کہتا ہے کہ بالڈی خوف زدہ تھا اگر مجھے یہ نہ معلوم ہو کہ کس سے خوف زدہ تھا تو میں بوٹ تلاش نہیں کر سکتا۔"

"بلاشبہ وہ خوف زدہ تھا مگر کس سے تھا یہ نہ مجھے معلوم ہے نہ جیک کو۔ اس نے کوئی بڑا ہاتھ مارا تھا جو بگڑ گیا شاید اس کی وجہ سے ڈرا ہوا ہو۔ اب وہ کیا تھا اس نے ہمیں کچھ نہیں بتایا اور نہ ہم اسے اسحق سمجھتے کہ اس سے پوچھتے۔"

گارنر نے سوچا کہ وہ کچھ جی کہہ رہی ہے "اس نے گولڈی کو سے کی ہلاکت کے بارے میں بتایا۔ گولڈی نے کہا وہ یہ جانتی ہے اور یہ بات ایک دوست نے بتائی تھی جو اُن سے ملنے آیا تھا۔"

"یہ بڑی گندی زندگی ہے۔" اس نے کہا بھونکی سے جو لوگوں کے منہ بند کر رہا ہے مگر میں یا جیک اس بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ بالڈی بھی شاید اسی سے خوف زدہ تھا۔ مگر ہم یہ بھی یقین سے نہیں کر سکتے۔"

گارنر نے سوچا کہ وہ ضرورت سے زیادہ ٹھہر چکا ہے۔ اس نے چلنے کا ارادہ کیا۔ دواؤں کے طرف بڑھا "میں ایک بات تمہیں بتا دوں۔" وہ بولا "مے نے مرلے سے پہلے کہا تھا کہ جو بوٹ بالڈی نے کرائے پر لی تھی وہ ڈوب چکی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ مے کو اس کا پتہ کیسے چلا مگر اس کا کہنا یہی تھا کہ کسی نے بوٹ پر حملہ کر کے شدید فائرنگ کی جس سے وہ ڈوب گئی۔ اب تم سوچتی رہو کہ وہ کون ہو سکتا ہے۔ جیک سے کہنا کہ وہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی بات سمجھ میں آجائے تو مجھے ہیڈ کوارٹر فون کر کے بتا دو۔" اتنا کہہ کر گارنر عمارت سے باہر نکلا "اپنی کار میں بیٹھا اور تیزی سے بیراڈز نشی روانہ ہو گیا۔

○☆☆○

ہیری دن کے گیارہ بجے تک چارلی اور مانک کے ساتھ ڈانچو بورڈ کے مسئلے میں کام کرنے کے بعد ریڈیو سنٹ کی باریں واپس آیا تو بائیں جوڑے سے اٹھڑا کو کا کولا پینٹ کو مانگا۔ وہ کو کا کولا لی رہا تھا تو نوے بڑے پُر اسرار انداز میں اُدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہ کوئی اس کی بات سننے والا نہیں ہے آہستہ آہستہ ہیری کو بتایا کہ جب اس کے لئے مناسب نہیں ہے اس لیے کہیں اور چلا جائے۔

"کیا مطلب؟" ہیری نے تعجب سے پوچھا۔
"یہ ایک دوستانہ انتہاء ہے۔" جوڑے کہا "میں میرے اور ریڈیو کے ملاوہ تمہارا کوئی دوست نہیں ہے اور مصیبت تمہاری طرف بڑھ رہی ہے۔"

"گول مول باتیں مت کرو۔ اگر کچھ جانتے ہو تو بتا دو۔"

"مسٹر سولو میرا پاس ہے اور میں اپنی ملازمت کے لیے اس کا

اب سننے میں آ رہا ہے کہ بالڈی مر چکا ہے۔ جیک نے اپنا تمام سراپہ لگا کر وہ بوٹ خریدی تھی۔ اسے ہر حال میں وہ بوٹ ملنا چاہیے۔"

"میں نے تم سے پوچھا ہے کہ کس مقدمہ سے کرائے پر لی تھی۔"

"اس نے پانچ سو ڈالر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ ہوا نا جانا چاہتا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ تین ہفتوں میں واپس آجائے گا لیکن اب آٹھ ہفتے ہو چکے ہیں۔ ہم نے سنا کہ وہ گزشتہ مشکل کو بیراڈز نشی میں تھا مگر ہم سے ملنے نہیں آیا۔ اب افواہ ہے کہ وہ مر چکا ہے۔ جیک کو اپنی بوٹ کے علاوہ جی سی اور ہینز کی بھی فکر ہے۔ جو اس بوٹ پر کام کرتے تھے۔"

جھگڑا بوٹ کا عملہ اور بوٹ دونوں غائب ہیں۔"

"ہاں۔"

"وہ آدمی آٹھ ہفتوں سے غائب ہیں اور کسی نے اُن کے بارے میں رپورٹ نہیں کی۔"

"وہ دونوں مسلسل بھی تھے اور ہم جیض پرست بھی ایسے افراد کی کون پروا کرتا ہے۔"

"لیکن جیک جو اپنی بوٹ کے لیے بھی فکر مند تھا پولیس میں رپورٹ کر سکتا تھا۔ پھر کیوں نہیں کی۔"

"اگر جیک پولیس میں رپورٹ کرنا تو کیا پولیس بوٹ تلاش کرتی ہے سی اور ہینز کو ڈھونڈتی۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ انٹلیجنک کو پکڑ لینے کا بوٹ خریدنے کے لیے اس کے پاس رقم کہاں سے آئی۔"

گارنر نے سوچا کہ گولڈی ٹھیک کہہ رہی ہے "تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں میں صرف ایک پولیس ڈیٹیکٹو ہوں۔"

"ضرور۔ مگر تم اپنے علاقے میں نہیں ہو اسی لیے میں نے جیک سے کہا کہ شاید تم مدد کر سکو اور وہ بھی جیک کو لوٹ گئے بغیر۔"

گارنر نے کچھ سوچا اور پھر جب سے اپنی نوٹ بک نکالی۔
"مجھے بوٹ کے بارے میں بتاؤ۔" اس نے کہا "اور اس کے محلے کے بارے میں بھی۔"

"وہ چالیس فنٹ کی لانچ ہے۔ جس پر سفید رنگ کیا گیا ہے۔ مگر کہیں پر سرخ رنگ کیا گیا ہے۔ سرخ رنگ سے سی اس کا نام لکھو یا

11۔ ویرڈ لکھا گیا ہے۔ نوٹن ڈزل انجن ہے۔ ہینز کا پورا نام ہینز لارن ہے۔ مگر پچیس سال۔ سرخ بال، ڈنڈا رک کا رہنے والا۔

دوسرے کا نام ہے سی اسٹھ ہے اور وہ نیگرو ہے، چھوٹے قد کا دھلا چلا آدمی ہے۔"

"بالڈی کس سے خوف زدہ تھا۔" گارنر نے پوچھا۔
"ہر چیز سے ہر شخص سے۔"

"ہمیشہ بائیں مت کرو۔ ورنہ میں تمہارے لیے مصیبت کھڑی کر سکتا ہوں۔"

"کیا بات کرتے ہو۔ تم میرا کچھ نہیں گاڑ سکتے۔ اپنے علاقے

عمران مفت ہوں۔“ جو نے کہا ”کسی نے بھی سولو کو اس طرح گم نہ مار کر نہیں گرایا جس طرح تم نے اور سولو خطرناک آدمی ہے۔ اس لیے جلد سے جلد یہاں سے چلے جاؤ۔“

انسان کہہ کر چار کاؤنٹر کے دوسرے کنارے پر چلا گیا۔ ہیری نے سمجھ لیا کہ یہ نیگرو مزید کچھ کہنے پر آمادہ نہیں ہے۔ وہ کوکالو لاک کی طرف ٹم گرنے کے بعد اپنے کیبن کی طرف چل دیا۔ ریڈی نے اسے اپنے کیبن میں آنے کا اشارہ کیا۔ جب ہیری اس کے کیبن میں گیا تو ریڈی نے اسے ایک اخبار دکھایا۔ اخبار میں بالڈی کا فوٹو شائع ہوا تھا اور پبلک سے پوچھا گیا تھا کہ کیا کسی نے اس آدمی کو دیکھا ہے۔ خبریں لکھا تھا کہ اس آدمی کی لاش ریت میں دفن ہو گئی ہے۔ ہیری نے اس کی طرف سے ایک بارٹ انکسے سے سزا کرنے سے پہلے اس پر تشدد کیا گیا تھا۔ لکھا تھا کہ یہ آدمی ایک سزا یافتہ مجرم تھا جس کا نام بالڈی ریڈیڈ تھا۔ اسی نے اس آدمی کو دس اور تیار شدہ مٹی کے درمیان دیکھا ہو تو پورا ڈانز ہو گئے۔ ہیری کو اندازہ رہا کہ اسے پانچ سو روپے کی سزا دی جائے گی۔

”کیا تمہارے خیال میں پولیس اس کی ہلاکت کا الزام ہمارے سر زائل دے گی۔“ رینڈی نے پوچھا۔

”ہماری بد قسمتی سے ایسا ہو بھی سکتا ہے لیکن جب تک پولیس کو مستحکم کارنٹ ملے اس کا امکان نہیں۔ ہمارے لیے حیاتیاتی کارنٹ کے بعد سے شروع ہو سکتی ہے۔“

”کیا کسی نے ہمیں مستحکم کارنٹ دیکھ لیا ہو گا۔“

”اس کا تو بہر حال امکان رہتا ہے۔“ ہیری نے جواب دیا ”مگر کھبراؤ نہیں سردست ہم کچھ نہیں کریں گے۔“

”میں نہیں ٹھہر سکتا۔“ رینڈی بہت خوف زدہ نظر آ رہا تھا۔
 ”میں لاس انجلس چلا جاؤں گا وہاں میرا ایک کزن رہتا ہے۔“

”اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ اگر پولیس کو ہمارا تلاش ہو گی تو وہ ہر جگہ سے پکڑ لے گی۔ اپنی عقل استعمال کرو۔ مان لیا کسی نے نہیں دیکھ لیا ہو۔ پھر وہ پولیس کو کیا بتائے گا ہمارا حلیہ۔ مگر ہمارے لئے کئے نہ جانے کتنے افراد ہلائی وہ بے سنہ کرتے ہیں۔ ہماری ہمتی سے پولیس میاں پہنچ ہی جائے تو ہمارا بیان یہی ہو گا کہ ہم کچھ نہیں جانتے ہم میاں لفٹ لیتے ہوئے پہنچے ہیں۔ ہمیں کسی نامک کار کے بارے میں کچھ معلوم نہیں اور نہ ہی ہم بالائی کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔ پولیس ہم کوئی الزام عائد نہیں کر سکتی۔ اب ہم دونوں میں سے کوئی ایک گھبرا کر حقیقت نہ اگل دے۔ کچھ معلوم نہیں کر سکتی۔ دھمکے تم تو تم غور کرو۔“

مگر خود کرنے کے بعد ریڈی نے ہیری کے خیال سے اتفاق کیا۔ سوچتے سمجھتے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ دونوں باہر کی طرف چلے گئے۔ اچانک ہیری نے ریڈی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا: "اے خدا! سامنے ایک سفید سرسبز ریڈیوٹ کے پارکنگ سٹینڈ ہیں۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک بھاری جسم کا آدمی

بیٹھا تھا۔ جس کے بال کالے، آنکھیں چمکیں اور ہونٹ پتے تھے۔ اس نے ہنسا بہت پسند رکھا تھا۔ سبز کارلوس بڑے بیٹھنوں کا پٹہ لگائے بچھلی سیٹ پر بیٹھیں تھیں۔ آدمی اترا اور سبز کارلوس کے لیے کار کا دروازہ کھولا اور جب وہ اتر گئی تو کار نے کروانہ ہو گیا۔ سبز کارلوس ساحل کی طرف چل دی۔

”یہ موٹا آدمی کون تھا۔“ میری نے ریڈی سے پوچھا۔
 ”اس کا نام فرینڈو ہے۔ مسز کارلس کا شو فر ہے۔“ ریڈی نے بتایا۔

”جیسی اسے ایک ہنزو سفید شیور لیٹ چلاتے دیکھا ہے۔“
 ”وہ تو اس کی اپنی کار ہے۔ کبھی کبھی ڈرائیو کرتا ہے۔ مگر تم
 نے نہ کوا، ابھی۔“

بھیری کو وہ ہانڈر سفید شیورلٹ یاد آ رہی تھی جس نے اتر پورٹ سے اس کا قہقہہ کیا تھا جب وہ ہالڈی کا سوٹ کس لینے گیا تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اس کار کا ڈرائیور ہی فریڈرک تھا۔ ”تم اس کے بارے میں کیا جانتے ہو۔“ بھیری نے رینڈی سے پوچھا۔

”کچھ زیادہ نہیں۔“ رینڈی نے جواب دیا ”وہ کارلوں کے پاس دو سال سے ملازم ہے سولو کا دوست ہے۔ جب کبھی چٹنی لٹتی ہے تو رات کو میاں آتا ہے اور سولو کے ساتھ آتش کھیتا ہے۔ مگر یہ سب کیا ہے۔“

”میں بھی یہی معلوم کرتا چاہتا ہوں۔ اچھا ریڈی میں چلتا ہوں۔“

ہیری نے ان کے قریب سے گزرا تو نیٹا نے اس کی طرف دیکھا مگر ہیری اس پر نگاہ ڈالے بغیر آگے بڑھ گیا۔ وہ دانش سبز کارلوس کے سامنے سے گزرا تو سبز کارلوس نے اسے آواز دی۔ وہ قریب گیا تو اس جانب اشارہ کیا جہاں ہیری ڈائو بورڈ بنا رہا تھا۔ ہیری نے بتایا۔ یہ بھی بتایا کہ بورڈ دو پتے کے اندر تیار ہو جائے گا پھر سبز کارلوس نے پوچھا کہ یہاں کب تک ٹھہرے گا۔ ہیری نے بتایا کہ دو ماہ اس کے بعد اسے نیوا ورک جانا ہے جہاں ایک ملازمت اس کا انتظار کر رہی ہے۔ سبز کارلوس نے پوچھا کہ کیا ہیری اس کے شوق کی حیثیت سے ملازمت پسند کرے گا۔

”مگر تمہارے پاس ایک شو فر تو ہے مسز کارلوں۔“ ہیری نے کہا۔

”میں اسے الگ کر رہی ہوں۔ کام بہت آسان ہے۔ دو کا دوں کی دیکھ بھال۔ مجھے لانا لے جانا اور بس۔ رہنے کے لیے دو کمروں کا اپارٹمنٹ ملے گا اور پینڈھ سو ڈالر فی ہفتہ تنخواہ کیا کہتے ہو۔“

”مگر میں سولو کی ملازمت نہیں چھوڑ سکتا۔“
 ”میں بھی اسے چھوڑنے کے لیے نہیں کہہ رہی ہوں۔ میں
 نے پوچھا ہے آیا تم میرے لئے کام کرنا پسند کرو گے۔ میں انتظار

کر سکتی ہوں۔ فریڈو کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اسے جب چاہوں نکال سکتی ہوں۔“

”بہت بہتر میں سوچ کر جواب دوں گا۔“

”فیصلہ کرنے میں مدد دینے کے سلسلے میں تم کل سہ پہر مجھ سے ملنے آ سکتے ہو۔ میرا شو ہر تینوا رک جا رہا ہے۔ یہ تو تمہیں پتا ہی ہوگا کہ میں کہاں رہتی ہوں۔“

”ہاں معلوم ہے۔“ میری نے جواب دیا ”مگر مجھے افسوس ہے کل مجھے کسی سے ملنا ہے۔ ممکن ہوا تو اگلے اتوار کو آ سکتا ہوں۔“

”مگر میں کل آئے کو کہہ رہی ہوں۔“

”اور میں کہہ چکا ہوں کہ مجھے افسوس ہے۔“

”بے وقوف آدمی تم سمجھتے کیوں نہیں۔“ مسز کارلوس کے لیے میں جھلاہٹ تھی ”مجھے کل سہ پہر تمہاری ضرورت ہے۔ تین سو ڈالر دوں گی۔ یہ مت کہنا کہ دوسری عورتیں بھی تمہیں معاوضہ دیتی رہی ہیں۔“

میری نے چند لمبے مسز کارلوس کو محمو کر دیکھا اور کوئی جواب دے بغیر آگے بڑھ گیا۔

○●○

گارنر چیف آف پولیس ٹیل کے آفس میں داخل ہوا تو ایک دم خاموشی سی چھا گئی۔ دفتر میں اس وقت ٹیل کے علاوہ بیگلر اور فریڈ بھی موجود تھے۔ انہوں نے پات چروں سے گارنر کو دیکھا۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر ٹیل نے ناراض لہجے میں پوچھا کہ آخر وہ کیا کرتا پھر رہا ہے کہ سیای کے لینڈینٹ ایلن نے اس کے خلاف شکایت کی ہے اور اگر اس کی شکایت آدمی بھی جج ہے تو وہ مصیبت میں پسکنا ہے۔

”چیف میں نے کوئی کام غلط نہیں کیا۔“ گارنر نے جواب دیا۔

”کیوں جب ایلن نے کہا کہ ہم لوگ ساحلی ملاتے کی سب سے ناکام پولیس فورس ہیں تو میں ہر داشت نہیں کر سکا اور اس نے میری شکایت کر دی۔“

گارنر کو یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ اس کی بات سن کر ٹیل بیگلر اور فریڈ تینوں نے چوہن پر ہنس کے تاثرات نمایاں ہوئے۔

”ساحلی ملاتے کی سب سے ناکام پولیس۔“ بیگلر نے غصے سے دہرایا ”کیا اس خردماغ نے ایسا کیا تھا۔“

”ہاں۔“

”حق! اور وہ خود کو ٹیکو کہتا ہے۔“ فریڈ بولا ”وہ ہاتھ دوم میں خود اپنے آپ کو تلاش نہیں کر سکتا۔“

”جائے دو۔ ہر شخص اپنی رائے کا مانگ ہے۔“ ٹیل نے کہا۔

”اگر ایلن ایسا سمجھتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا خیال درست ہے۔ مگر اس نے ایسا کیوں کہا۔“

”مجھے احساس تھا کہ میں اپنے ملائے میں نہیں ہوں۔“ گارنر نے قدرے اطمینان محسوس کرتے ہوئے جواب دیا ”تم نے مجھ

سے ملنے کو تلاش کرنے کے لیے کہا تھا۔ میں نے سوچا کہ ویرج میں بھی ہو سکتی ہے جہاں بالڈی نے واردات کی تھی و میرا ایک تجربہ ہے۔ میں جانتا تھا کہ اگر میں ایلن سے رابطہ کر دوں گا تو وہ معاملہ بگاڑ دے گا۔ چنانچہ میں اپنے تجربے ملا نے بتایا کہ سہ اسی کے یہاں ٹھہری ہوئی ہے۔ میں نے سوچا کہ میں اطلاع دینے سے پہلے خود اس سے جا کر بات کرنے میں نقصان نہیں پہنچے۔ میں اس سے بات کر رہا تھا کہ ایک گن کرے میں کس آیا اور سہ کو شوٹ کر دیا۔ یہ میری بد قسمتی تھی واقعہ جو کچھ تھا میں نے بتایا۔“

”اس کے بعد کیا ہوا۔“ ٹیل نے پوچھا۔

گارنر نے مزید اطمینان محسوس کرتے ہوئے سب کچھ بتا دیا۔

”گولڈی سے ملاقات کے بارے میں بھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اب آپ کی رپورٹ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی گی۔ جب اس نے اپنا بیان کیا تو ٹیل نے کہا کہ اس نے ایک اچھا کام ذرا خراب انداز میں انجام دیا ہے۔ اگر آئندہ وہ سیای پولیس کو اطلاع دے بغیر ان علاقے میں گیا تو قرار واقعی سزا ملے گی۔ گارنر نے وعدہ کیا اور پھر کمری پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

”میرا خیال ہے کہ میں اس آدمی کو بھی جانتا ہوں جس نے بالڈی پر تشدد کیا تھا۔“

”تو بتاتے کیوں نہیں۔“ ٹیل نے کہا۔

”سو لوئے دو ماہ کے لیے ایک لاکھ گارڈ ملازم رکھا ہے۔ اس شخص سے مل چکا ہوں۔ وہ ایک سابق سارجنٹ ہے پھر اسٹرو اس کا نام میری چل چکا ہے۔ ابھی ویت نام سے واپس آیا ہے اور نیویارک میں ملازمت اختیار کرنے سے پہلے یہاں چھٹیاں گزار رہا ہے۔

وہ دو دن پہلے وہ مجھے اتفاقاً آئر پورٹ پر مل گیا۔ اس کے پاس سفید رنگ کا سوٹ تھا جس پر سرخ حاشیہ تھا۔ جب میں نے اس سے بات کر لی تو اس نے بتایا کہ بالڈی نے اپنا سوٹ کیس آئر پورٹ کے چیک رووم میں رکھ دیا تھا۔ وہ سوٹ کیس سفید پلانٹک تھا اور اس پر بھی سرخ رنگ کا حاشیہ پڑا ہوا تھا۔“

”تمہاری بات میں وزن معلوم ہوتا ہے۔ آگے بتاؤ۔“ ٹیل نے کہا۔

”میں نے میری سے پوچھا تو اس نے کہا یہ اس کا سوٹ کیس ہے۔ ملازمت ملنے کے بعد اسے اس کی ضرورت پڑے گی اس لئے جا رہا ہے۔ میں نے اس کے کانڈاٹ چیک کئے اور جب دیکھا کہ وہ سارجنٹ ہے اور ویت نام کی جنگ میں لڑ چکا ہے تب...

میں نے اسے جانے دیا۔“

”تمہارا مطلب ہے تم نے سوٹ کیس کھول کر نہیں دیکھا۔“ فریڈ نے اعتراض کیا۔

”بے کا باجی مت کرو۔ گارنر کو سوٹ کیس کھول کر دیکھنے کوئی اختیار نہیں تھا۔“ ٹیل نے کہا ”مگر پراخت یہ ہے کہ کیا سزا

ہاں تک سوٹ کیس سرخ حاشیہ کے ساتھ کیا ایسا ہی کمباب ہے۔
تسارا کیا خیال ہے بیگلر۔“

”میرا خیال ہے کہ یہ معاملہ تحقیق طلب ضرور ہے۔“ بیگلر نے جواب دیا ”خاصی میں بالڈی اور سولو قریبی دوست تھے۔ بالڈی کے پاس سرخ حاشیہ کا سفید سوٹ کیس تھا جو اس نے گلیچ دوم میں بچ کر لیا۔“ بیہری بالکل ویسے ہی سوٹ کیس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے اور وہ سولو کے پاس کام کر رہا ہے۔ بے شک اس بات کی تحقیقات ضروری ہے۔“

”میرا بھی یہی خیال تھا۔“ گارنر جوش سے بولا ”چفٹ کیا میں سولو کے ریسٹورنٹ جا کر بیہری سے پوچھ کچھ کروں۔“

”نہیں“ اس سے قبل جیسے کسی ثبوت کی ضرورت ہے۔“ نیل نے کہا اور پھر فریڈ کو ہدایت کی کہ وہ بیہری چل کے بارے میں آری ہیڈ کو اور ڈوائشن میں ٹیکس کر کے معلوم کرے۔ اس کی تفصیلات گارنر سے پوچھ لے، دیکھیں وہاں سے کیا رپورٹ آئی ہے۔ اس کے بعد نیل نے گارنر کی مناسب مدت افزائی کا ساتھ ہی تاکید کی کہ وہ جوش اور گلیٹ میں کوئی قدم نہ اٹھایا کرے۔

گارنر چلا گیا تو کچھ دیر کے بعد بیجکونی نے نیل کو بتایا کہ رشنگ نے رپورٹ دی ہے کہ وہ ہائی دے پر بینکنگ کر رہا تھا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ تو میوں کو مستانگ کار چلائے دیکھا گیا تھا۔ مستانگ کار کے ساتھ ایک کاروان بھی لگا تھا۔ اس نے ان دونوں کا علیہ بھی معلوم کر لیا ہے۔ نیل نے تاکید کی کہ وہ ٹینک کو فوراً آنے کے لیے کہہ دو۔ نیل کا خیال تھا کہ اب صورت حال کچھ واضح ہوتی جا رہی ہے۔ پہلے بالڈی کی لاش ملی پھر اس کی مستانگ کار ملی۔ اب ایک کاروان کا علم ہوا۔ عین ممکن ہے کہ اس کاروان میں ہی بالڈی کی لاش لائی گئی ہو۔ مگر اس کے باوجود اس کا خیال تھا کہ یہ ایک ایسا کیس ہے جو بالآخر سی آئی اے کو دنیا دے گا۔ لیکن جیسا کہ اس نے پہلے کہا تھا کہ ایک دو دن مزید دیکھ کر اگر تب تک حالات اتنے واضح ہو گئے جس سے یقین ہو جائے کہ یہ پولیس کیس ہی ہے تب تو ”سری بات ہے ورنہ پھر وہ یہ کیس سی آئی اے کے سپرد کر دے گا۔ نصف گھنٹے کے بعد ڈسٹیکٹو ٹھہر کر گئے رشنگ آگیا۔ اس نے جو رپورٹ دی اس کا خلاصہ یہ تھا کہ مشگل کی رات کو وہ آدمی جو ایک ”تاک کار میں کاروان کے ساتھ سفر کر رہے تھے جیکسن کے شینڈل پینڈ پر کانی پینے کے لئے رکے ایک ٹرک ڈرائیور نے جس نے ان ”آدمیوں کو دیکھا تھا ان کا علیہ بیان کیا ہے (اس موقع پر نیل نے گارنر کو بھی بلایا تاکہ وہ بھی علیہ سن سکے) ان میں سے جو عمر میں باہر تھا طویل القامت۔۔۔۔ کسرتی طاقت ور جسم کا مالک۔ نیلی انہوں سرخ بالوں والا۔ اس کی ناک قدرے بھگی ہوئی ہے جیسے ”ا“ ول کی ہوئی ہے۔ گارنر نے یہ علیہ سننے ہی کہہ دیا کہ یہ سولہ کی بیہری کا ہے۔ رشنگ نے دوسرے آدمی کا علیہ بتایا کہ وہ نو عمر تھا۔ ”دلا پتلا جسم“ کالے لمبے بال کندھوں تک آتے ہوئے۔

گارنر نے اس طے پر غور کیا اور بتایا کہ ممکن ہے یہ سولو کا پارٹنر ہو۔ وہ بیزن شروع ہونے پر کام کرنے آتا ہے۔ اس کا نام ریڈی ہے۔ گارنر نے ایک بار پھر نیل سے اجازت طلب کی کہ وہ سولو کے ریسٹورنٹ جا کر بیہری اور ریڈی سے پوچھ کچھ کرے۔ نیل نے اجازت دے دی مگر تاکید کی کہ وہ سختی نہ کرے کیوں کہ جب تک واٹکشن سے بیہری کے بارے میں رپورٹ نہ مل جائے نیل کوئی قدم اٹھانا نہیں چاہتا۔

○●○

گارنر کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا تھا اور یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ ان کی شادی کو تین سال ہو گئے تھے اور گارنر کے بقول وہ دونوں دن میں کم سے کم دو بار ضرور لڑتے تھے۔ اس نے باقاعدہ اعداد و شمار جمع کئے تھے جن کے مطابق اب تک 2190 جھگڑے ہو چکے تھے جن میں بے مشکل 180 ایسے تھے جن میں اس کی جیت ہوئی تھی۔ اس دن وہ خلاف معمول چھ بجے گھر آگیا تھا۔ ورنہ وہ عام طور پر رات کے نو بجے تک آتا تھا۔ اس کی بیوی کی رات کا کھانا تیار کر رہی تھی۔ کیڑوں کی عمر 26 سال تھی۔ خوب صورت تھی، اپنی مرضی اور ایک انگ سوچ کی مالک۔ شادی سے قبل وہ امریکن ایکسپریس کمپنی میں کلرک تھی۔ اس کا کام دولت مند سیاحوں کے سفر کا انتظام کرنا اور انہیں مناسب مشورے دینا تھا۔ اس کام نے اسے شاید ضرورت سے زیادہ خود اعتماد بنادیا تھا۔ دفتری کام میں وہ شہر ہونے کے باوجود گھمیلو ڈسے داریوں کی اور ان کی ”خاص طور پر کھانا پکانے میں اناڑی تھی اور جتنی اناڑی تھی اتنی ہی پکانے پر بعد بھی تھی۔ سینڈویچ اور ہم برگر بنانے کے علاوہ جب بھی وہ کچھ پکاتی تھی تو کچن کی حالت دیکھنے کے قابل ہوتی تھی۔ ایک کی جگہ چار چار برتن استعمال کرنے کی عادی تھی۔ جو کچھ پکانے کا ارادہ کر لیتی تھی پھر چاہے اوپر کی دنیا اُڑھو ہو جائے وہ چیز کچر کر رہتی تھی اور جیسی بھی کچلے گارنر کو ذہن پر کرنا پڑتی تھی۔ اس دن وہ کچھ موڈ میں بھی نہیں تھی جب گارنر نے اسے بتایا کہ وہ آج رات کا کھانا ہر کھانیں گے کیڑوں پہلے تو اس بات پر ہلکی کہ ایسی بات تھی تو گارنر نے صبح کیوں نہیں بتادیا۔ اب تو وہ ڈنر کے لیے کولاش پک رہی ہے اور گولا ش پک کر رہے گا۔

”گولا ش کو روہنے دو۔ ہم آج کھانا ہر کھانیں گے۔“ گارنر نے کہا ”اور خدا کے لیے جھگڑا شروع نہ کرنا۔“

یہ ایک عجیب غلطی تھی جس کا احساس گارنر کو الفاظ منہ سے نکالنے ہی ہو گیا۔ کیڑوں تن کر کھڑی ہو گئی ”تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ میں جھگڑا شروع کرتی ہوں۔“ اس نے تیزی سے کہا۔

”میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔“

”نہیں“ تم نے کہی ہے۔ تم نے کہا جھگڑا شروع مت کرنا۔“

”اگر کہا تھا تو اسے مذاق سمجھ کر بھول جاؤ۔ آج رات ہم ڈولی نیگور ریسٹورنٹ میں ڈنر کریں گے جو شہر کا تیسرا بڑا ریسٹورنٹ

ہے۔

”ہم وہاں کیوں جا رہے ہیں۔“ کیرول نے مشکوک لہجے میں پوچھا ”کیا تم نے کوئی ایسی دیکھی حرکت کی ہے جو نہیں کرنا چاہیے تھی اور اس طرح مجھے رشوت دینے کی کوشش کر رہے ہو۔“
”ہمیں مدعو کیا گیا ہے۔ ریسورٹ کا مالک مجھے پسند کرتا ہے چنانچہ اس نے دعوت دے دی۔“
”تو پھر کیا اس کے مالک نے کوئی حرکت کی ہے۔“
”اس نے کچھ نہیں کیا۔“ گارنر کو غصہ آیا ”ہمیں وہ مجھے پسند کرتا ہے۔“

”کیوں پسند کرتا ہے۔“

”مجھے کیا معلوم۔“ گارنر چیخا۔

”چلاؤ مت۔“ کیرول بولی ”مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی بد معاش ہے اور تم سے کوئی رعایت چاہتا ہے۔“

بد معاش ہے تو بولے دو۔“ یہ گفتگو کچن میں ہو رہی تھی۔ بات کرتے کرتے گارنر کا ہاتھ گرم فرانی بین سے لگ کر جل گیا اور وہ عمل میں گارنر کے منہ سے گالیاں ابل پڑیں۔

”گارنر۔“ کیرول نے تیزی سے کہا ”تمہاری گالیاں سن کر میں شرمندہ ہو جاتی ہوں مگر تمہیں ندامت نہیں ہوتی۔“

”اچھا۔ اچھا۔“ گارنر نے بات ختم کرنا چاہی ”اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ کیا میری کچھ دہلی قیغیں ہیں۔“

”کتنی قیغیں پھنس گئے۔“
”میرا مطلب ہے کوئی دہلی قیغ ہے۔“ گارنر نے بڑے ضبط سے کہا۔

”ضرور ہے۔ دیکھتے کیرول نہیں۔“ عمر میں کیا ہوں گی۔“
یہ سوال بیش گارنر کو پاگل بنا دیتا تھا۔ کیرول بیش اس سے پوچھتی تھی۔ وہ کچھ بتاتا تھا تو بھڑا شروع ہو جاتا جو کمنوں تک جاری رہتا۔

”جو چاہو پکن لو۔“ گارنر نے سیاست سے کام لیا ”تم ہر لباس میں اچھی لگتی ہو۔“

ایک گھنٹہ بعد گارنر صحن میں بیٹھا اپنی بے تابی پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اگرچہ ان کی شادی کو تین سال ہو گئے تھے مگر گارنر ابھی تک اپنی بیوی کے لباس پہننے کے طریقے کا عادی نہیں ہو سکا تھا۔ وہ الماری سے اپنے تمام جوڑے نکال کر بینہ پر ڈال دیتی تھی۔ پھر ہر جوڑے کا پوسٹ مارٹم کرتی اور پھر کہتی کہ وہ ان میں سے کسی لباس کو بھی پہن کر جانے میں شرم محسوس کرتی ہے اور خود گارنر کو بھی ابھی تک ڈیٹیکٹو سینڈ گریڈ رہنے پر شرم سے ڈوب مرنے کا ہے جب کہ وہ بڑی آسانی سے ذرا سی کوشش سے سارجنٹ بن کر ایک سارجنٹ کی خاتون کا سکا ہے۔ یہ باتیں گارنر کو اتنی مرتبہ سننا پڑی تھیں کہ اب وہ انہیں ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتا تھا۔

آخر خدا خدا کر کے کیرول ایک سرخ و سفید لباس میں بیٹھ روم سے برآمد ہوئی۔ اس وقت سو سات بج چکے تھے۔ مگر دکانی اب بھی نہ ہوئی۔ کیرول نے ناقدانہ نظروں سے گارنر کو دیکھا۔ گارنر نے جیکٹ کے اندر آرم وہولسر پہنا ہوا تھا جس میں ریو الوور بھی موجود تھا۔ ریو الوور کا ابعاد اوپر سے بھی محسوس ہو رہا تھا۔
”کوئی اندھا بھی دیکھ سکتا ہے۔“ وہ بولی ”کہ تم نے جیکٹ کے اندر ریو الوور چھپا رکھا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ لوگ مجھے تمہارے ساتھ دیکھ کر یہ سمجھیں کہ میں کسی پولیس والے کی بیوی ہوں۔“
”مگر تم ایک پولیس والے کی بیوی ہو۔“

”ٹھیک ہے مگر اس کا اشتہار دینے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں ریو الوور گھر چھوڑنا پڑے گا۔“

”مجھے قانون کے تحت ریو الوور ساتھ رکھنا پڑتا ہے۔“ گارنر نے بے جا ہارکی سے کہا ”تم اسے نظر انداز کر دو مجھ لو کہ ریو الوور میرے پاس نہیں ہے۔“

”اگر تم ریو الوور لے جانے پر اصرار کرو گے تو میں نہیں جاؤں گی۔“ کیرول نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

گارنر کو آرم وہولسر نکالنا پڑا جسے اس نے غصے سے صوفی پر پھینک دیا اور یوں وہ خدا خدا کر کے آخر کار ڈوی نیگور ریسورٹ روانہ ہو گئے۔

○☆☆○

ہفتے کی رات کو ڈوی نیگور ریسورٹ میں عموگاکاؤں کا جہیز ہوتا تھا۔ چنانچہ اس رات کو بھی تھا۔ رش کی وجہ سے سولہ گھنٹہ پہلے سے ہی جہیز کا کام کر رہے۔ سارا ایشاف ہی گاؤں کی پڑ برائی میں مصروف تھا۔ گارنر ریسورٹ میں کیرول کے ساتھ داخل ہوا تو سینوکل نے اسے فوراً پہچان لیا۔ مسکراتے ہوئے ان کا استقبال کیا۔ ایسے مواقع کے لیے تین چار میزیں الگ محفوظ رکھی جاتی تھیں۔ ایسی ہی ایک مخصوص میز پر انہیں لے جا کر بٹھا دیا۔ سولو کو اطلاع دی اور سولو نے ہدایت کی کہ اس پولیس والے کو بہترن کھانا اور شراب دی جائے اور یہ سب کچھ فری ہو گا۔

اتفاق سے گارنر جس میز پر بیٹھا تھا اس پر بھیری کی ڈیوٹی تھی۔ وہ آرڈر لینے آیا۔ ظاہر ہے دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔

بھیری کا چہرہ تاثرات سے خالی رہا۔ وہ پہلے کیرول کی طرف متوجہ ہوا جو اس کی روانہ وجہات سے متاثر نظر آ رہی تھی۔ اس نے ایسی مسکراہٹ سے بھیری کی طرف دیکھا جو گارنر نے شادی کے بعد سے اس کے ہونٹوں پر نہیں دیکھی تھی۔ کیرول نے ایک ہلکی شراب کا آرڈر دیا۔ جب کہ گارنر نے کیرول کو گھورتے ہوئے ذیل اسکاچ لائے کو کہا۔

”یہ تمہارے لیے زیادہ ہو گی۔“ کیرول نے بھی محسوس کر لیا کہ اس وقت گارنر حاسدانہ جذبات محسوس کر رہا ہے ”تم گھر سے شراب پیتے آ رہے ہو؟ پھر بھیری سے خطاب ہوئی ”میرے شوہر

نے لے تھوڑی سی اسکاچ زیادہ پانی ملا کر لاؤ۔"

"دیکھو ڈرائنگ" بھیری کے جانے پر گارنر نے کہا "مجھے اپنی مدد ملے گی۔"

"میں نہیں چاہتی کہ تم میرا ضرورت سے زیادہ شراب پیو۔" بھیری نے بات کاٹ دی۔ گارنر نے ہانک سے ایسی آواز نکالی جیسے کوئی آجرا ہل رہا ہو۔

"تم بوش میں رہنا چاہو تو رہو۔" اس نے کہا "میں تو آج دل بھر کر پیوں گا۔"

بھیری شراب لینے گیا تو اس نے ریڈی کو گارنر کے بارے میں بتا دیا۔ ریڈی گھبرا گیا۔ بھیری نے تسلی دی کہ وہ یہاں صرف مفت کی شراب پینے اور مفت کھانا کھانے آیا ہے اس لیے بلاوجہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ آئرن کی شراب لے کر واپس گیا تو مینوکل گارنر سے کھانے کا آئرن لے رہا تھا اور جتنی سے جتنی کھانے تجویز کر رہا تھا۔ کیڑول نے آمادگی ظاہر کر دی مگر گارنر نے اسٹیک کا آئرن دیا۔ کیڑول کو برا لگا۔ اس نے پوچھا کیا وہ اسٹیک کے علاوہ اور کچھ نہیں کھا سکتا۔ گارنر کا جواب تھا کہ اس کی مرضی۔ اس نے اسٹیک کا آئرن دیا ہے اور اسٹیک ہی کھائے گا۔ کیڑول نے غصے سے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

ایک گھنٹے میں منٹ کے بعد دونوں کسی نہ کسی طرح کھانے سے فارغ ہو گئے۔ کافی کے آنے کا انتظار تھا، گارنر نے سوچا کہ اب اسے تھوڑا کام بھی کرنا چاہیے۔ لیکن کیڑول کو یہ بات بتانا خطرناک تھی کہ وہ یہاں بھی اپنی ڈیوٹی کے سلسلے میں ہی آیا ہے۔ چنانچہ اس نے بھانہ بنایا کہ وہ چٹا پک کر رہ گیا ہے۔ کیڑول کو بہت برا لگا کہ کیا گارنر پبلک مقامات پر بھی منہ باندھ سکتا نہیں کر سکتا۔ کیا وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ نواکٹ جا رہا ہے۔ جواب دینے کا مطلب بات کو مزید بڑھانا تھا۔ گارنر خاموشی سے مردانہ نواکٹ کی جانب چل دیا۔ نواکٹ میں داخل ہو کر دوسرے دروازے سے باہر نکل آیا۔ یہ پختہ روشن کچن کی طرف جاتی تھی۔ مینوکل نے اسے جاتے دیکھا تو ایک خفیہ برقی گھنٹی کا بھن دیا جو کچن میں گئی تھی۔ یہ گویا سولہ گاہ گرنے کے لیے تھا۔ سولہ گھنٹی کی بجلی آواز سی اور منہ سی منہ میں بڑبڑانے لگا۔ گارنر نے کچن کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کی بجلی گھنٹی سے اندر گھڑاؤ ڈالی۔ سولہ بج رہے گئیں کے چلے پے مصروف تھا۔ اسی وقت ایک کار کے رکنے کی آواز آئی۔ گارنر نے کار پانکٹ میں ایک سفید مریدز کو ٹھہرتے دیکھا۔ کار سے ایک عورت اتری۔ گارنر نے اسے سبز کارلوں کی عینیت سے پہچان لیا۔ مگر اس کی توجہ اس آدمی پر مرکوز تھی جس نے سبز کارلوں کے اتارنے کے لیے کار کا دروازہ کھولا تھا۔ اس کی مانی ساخت دیکھتے ہی گارنر کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی آدمی ہے جس نے سیٹنگ کو شٹ کیا تھا۔ اس نے اپنے جیکٹ کے اندر دھالور کے لیے ہاتھ ڈالا مگر فوراً ہی یاد آیا کہ ریڈی وہ کیڑول کی

خند سے مجبور ہو کر گھر چھوڑ آیا ہے۔ اب ریڈی اور کے بھیرہ واپس قاتل سے کیسے بچنے اس کے سامنے دو راستے تھے۔ اول یہ کہ وہ ہیڈ کوارٹر فون کر کے مدد طلب کرے۔ اس صورت میں اسے بتانا پڑا کہ وہ غیر مسلح ہے اور کیوں ہے۔ دوم یہ کہ وہ خود خطرہ مول لے کر اس کو قابو میں کرنے کی کوشش کرے اور توقع کرے کہ یہ قاتل اس وقت غیر مسلح ہو گا اور فائرنگ کی نوبت نہیں آئے گی۔ اسے یہ بھی اندیشہ تھا کہ اس موقع پر کوئی غلطی ہو سکتی تو ترقی کا خواب پورا نہیں ہو گا۔ وہ ایک پرجوش پولیس آفیسر تھا۔ صرف چند لمحوں کی ہچکچاہٹ کے بعد وہ آگے بڑھا اور مریدز کار کے قریب پہنچ گیا۔ آدمی نے اسے دیکھا اور چونک گیا۔ غیر ارادی طور پر اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور جیکٹ کا بھن کھول دیا۔ اس حرکت سے گارنر نے سمجھ لیا کہ اس آدمی کے پاس ریڈی ہے۔

"میرا تعلق پولیس سے ہے۔" اس نے کہا۔ "تم کون ہو؟"

"میں سبز کارلوں کا شو فر ہوں۔" اس آدمی نے جواب دیا۔

"تمہارا نام کیا ہے۔" گارنر نے پوچھا۔ وہ اس خیال سے آگے بڑھا کہ گھونسا مارنے کا موقع مل جائے۔ مگر آدمی پیچھے ہٹ گیا۔

"میرا نام فرینڈز کوڈر ہے۔ مگر میں سمجھ نہیں سکا کہ ان سوالات کا کیا مقصد ہے۔"

"اچھا فرینڈز اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔" گارنر نے سخت لہجے میں کہا۔

مگر یہ بلف فرینڈز پر کارگر نہیں ہوا۔ وہ بدستور اپنی جگہ کھڑا گارنر کو گھور رہا تھا۔

"پناہ ریڈی اور میرے حوالے کر دو۔" گارنر نے کہا اور ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"ضرور۔" یہ لہجہ فرینڈز نے جواب دیا اور بڑی بھرتی سے اپنا ریڈی اور نکالا جس کی نال گارنر کی جانب اٹھی ہوئی تھی۔

گارنر نے ایک ہی نظر ڈالی تھی مگر پہچان لیا کہ وہ ایک ڈاکٹر 7.65 کا ریڈی اور ہے اسی قسم کا ریڈی اور جس سے بے سیٹنگ کو شٹ کیا گیا تھا۔ گارنر خود کو گولی سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کے سر پر ایک شدید ضرب لگی۔ دماغ میں ایک دھماکا ہوا۔ آنکھوں کے سامنے تیز روشنی چمکی اور خود اندر جھڑپوں میں ڈوبنا چاہا۔

○●○

کیڑول کافی بھی غم کر رہی تھی اور بڑھتے ہوئے فیس کے ساتھ گارنر کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی کہ مینوکل نے اس کے پاس آکر سرگرمی میں بتایا کہ اس کا شوہر غالباً زیادہ شراب پی جانے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے۔ اسے اس کی کار میں لانا دیا گیا ہے اور یہ کہ ریڈی اور نے ایک آدمی ان کے ساتھ جانے کا کہا کہ گھر پہنچنے پر گارنر کو گھر کے اندر لے جانے میں مدد دے سکے۔ افسوس ہے کہ ایسا ہوا مگر کبھی کبھی لوگ اپنی مدد سے زیادہ شراب پی جاتے

ہیں۔ کیول نے غصے کے ساتھ اپنا بیگ اٹھایا اور میزوں کے ساتھ چل دی۔ باہر کار پارکنگ میں گاڑز اپنی کار کی پچھلی سیٹ پر بڑا ہوا تھا۔ کار کے پاس بیہری کھڑا تھا۔ کار کے اندر سے شراب کی بو بھی آ رہی تھی۔ کیول کو حیرت ہوئی۔ اس نے گاڑز کو ایسی حالت میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اسے کم وقت میں اس نے اتنی شراب کیسے پی لی۔ سولونے یہ ڈیڑی بیہری کے سپرد کی تھی کہ وہ مزے گاڑنے کے ساتھ اس کے گھر جائے اور پھر اس کے شوہر کو گھر میں لے جانے میں مدد دے۔ وہ شکایت کر رہا تھا کہ اس نے تو اس پولیس آفیسر کو دعوت دے کر بلایا۔ ہرچیز مفت فراہم کی اور اس نے ضرورت سے زیادہ شراب پی کر یہ پریشانی کھڑی کر دی۔ بیہری اپنی کار میں گاڑز کی کار کے پیچھے روانہ ہوا جسے غصے میں بھری ہوئی کیول ڈرائیور کر رہی تھی اور اتنی تیز رفتاری سے کہ بیہری کو تعاقب میں مشکل پیش آ رہی تھی۔ آخر کیول نے کار اپنے دو منزلہ مکان کے سامنے روک لی۔

”میں بتا نہیں سکتی کہ میں کتنی شرمندہ ہوں۔“ کیول نے کار سے اتر کر کہا۔

”شرمندہ؟ اس میں شرمندگی کی کیا بات ہے۔“ بیہری نے کہا۔

”مجھے اتنا غصہ آ رہا ہے کہ کبھی چاہتا ہے اسے قسم کر دوں۔“

بیہری نے گاڑز کو کھینٹ کر کار سے باہر نکالا پھر اسے اپنے کندھے پر ڈال لیا اور کیول کے پیچھے چلے ہوئے گھر میں داخل ہوا۔ کیول زینہ طے کر کے بیہری کو اس چھوٹے بندہ میں داخل مچتی جو مسافروں کے لیے مخصوص تھا۔ بیڈ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ گاڑز کو یہاں ڈال دو پھر خود اتر کر رہائی کمرے میں مچتی اور لاش جلا کر اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔ اس نے سوچا کہ اگر گاڑز شراب پی کر مدہوش ہو سکتا ہے تو وہ بھی ہو سکتی ہے۔ الماری سے شراب کی بوتل نکالی نکالاس اوپر تک بھرا اور ایک ہی سانس میں چڑھا گئی۔ پھر لڑکھائے قدموں سے آگے بڑھ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ جب تک بیہری گاڑز کو آرام سے بستہ نہ لانا کر واپس لوٹا وہ دو گلاس اور پی چکی تھی۔ یہ اتنی مقدار تھی کہ اس نے اتنی شراب پیلے بھی نہیں پی تھی۔ نہ تیزی سے چڑھ رہا تھا۔ اس نے بیہری کو دیکھا تو غصے میں ڈوبے ذہن کے ساتھ سوچا کہ میں گاڑز کے ساتھ بے وفائی کیوں کی۔ وہ اسی قابل ہے اور آج میں اس خوب صورت جوان کو اپنے بندہ میں لے جاؤں گی۔ اس نے تو اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی۔ الفاظ کے ساتھ بھی اور اپنے ناز و انداز دکھا کر بھی۔ یہاں تک کہ اس کے سامنے نیم عریاں حالت میں فرش پر دراز ہو گئی۔ بیہری نے کمرے کی لاش بند کی تو وہ یہ سمجھی کہ وہ اس کے پاس آ رہا ہے۔ تب پہلی مرتبہ اسے کچھ خوف محسوس ہوا کہ وہ کیا کرنے جا رہی ہے۔ وہ تو اس وقت جب اس نے باہر کار اشارت ہونے اور پھر جانے کی آواز سنی تب احساس ہوا

کہ بیہری اس کی دعوت ٹھکرا کر چلا گیا ہے شرمندگی اور غصے کی حالت میں وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

○●○

دوسرے دن صبح بیہری کی آنکھ ساڑھے پانچ بجے کھل گئی۔ آج اسے سینا کے ساتھ شیلٹن آئی لینڈ جانا تھا۔ اس نے بچن میں جا کر اپنے لے گئی تیار کی۔ غسل کیا۔ شید بنایا۔ کافی کی پیالی لے کر اپنے کیمپن میں آیا۔ کھڑی دیکھی اس کے پاس پلوٹ جاکر کینا سے ملاقات کرنے میں پندرہ منٹ تھے۔ وہ پچھلی رات کے بارے میں سوچنے لگا۔ اسے بالکل یقین نہیں آیا تھا کہ گاڑز شراب پی کر اتنا مدہوش ہو سکتا تھا۔ اس سے کھلا کھلا صلہ یہ تھا کہ کسی نے غالباً سولونے سرے ضرب مار کر اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ مگر ایسا کیوں ہوا۔ گاڑز کو اس کے گھر چھوڑ کر وہ واپس آیا تو سولو بے حد مصروف تھا۔ بیہری کو اس سے بات کرنے کا کوئی موقع نہیں مل سکا یہاں تک کہ ایک بچے سولو سونے بھی چلا گیا۔ جب بیہری اور ریڈی بھی اپنے کیمپن میں آئے تو بیہری ریڈی کے کیمپن میں روک گیا۔ ریڈی اس سے پوچھنے لگا کہ کیا بات ہوئی تھی۔ بیہری نے اس سے اپنے شک کا اظہار کیا کہ سولونے پہلے گاڑز کے سرے ضرب مار کر اسے بے ہوش کر دیا پھر اس کے کپڑوں پر دھنسی چمکڑ دی تاکہ ایسا مسموم ہو جیسے گاڑز شراب کے نشے میں مدہوش ہے۔ ریڈی کو یقین نہیں آیا کہ سولو ایک پولیس آفیسر کے ساتھ یہ سلوک کر سکتا ہے۔ پھر اس نے ایسا کیوں کیا ہو گا۔ بیہری نے خیال ظاہر کیا کہ ممکن ہے گاڑز نے کوئی بات دیکھ لی ہو۔ اس کے بعد اس نے ریڈی کو مشورہ دیا کہ اب وقت آیا ہے وہ یہ جگہ چھوڑ کر چلا جائے۔ ریڈی نے اعتراض کیا کہ پہلے تو اس نے جانے سے منع کیا تھا۔ اب کیوں کہہ رہا ہے۔ بیہری نے بتایا اب صورت حال بدل چکی ہے۔ گاڑز کو ہوش آیا تو وہ بیڈ کو اراڑر پورٹ کرے گا اور یہ جگہ پولیس سے بھر جائے گی اور وہ خود کو ان سے نہیں چھپا سکے گا۔ ریڈی نے بیہری سے پوچھا کہ وہ کیا کرے گا۔ بیہری نے بتا دیا کہ۔۔۔ علی الصبح وہ سینا کے ساتھ شیلٹن آئی لینڈ جا رہا ہے۔ ریڈی کو یقین نہیں آیا مگر بیہری کے پاس اسے سمجھانے کے لیے وقت نہیں تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک بیٹھ لیا جاتا تھا اس لیے وہ اسے خبردار کر کے کہ وہ صبح ہونے سے پہلے چلا جائے اپنے کیمپن میں آیا۔

یہ تمام باتیں سوچتے ہوئے بیہری نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ دو بجی کا وقت آیا تھا۔ اس نے اپنے بیڈ کے نیچے فرش کا تختہ اٹھا کر بالڈی کا رولر اور گولیوں کا ڈبا نکالا۔ یہ چیزیں ایک تھیلے میں رکھیں۔ اپنا غسل کا لباس رکھا۔ سگریٹ کے دو پیکٹ بھی رکھے اور پھر کیمپن سے نکل گیا۔ تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے وہ بوٹ پاؤں پہنچا تو سینا اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ سولو کی بوٹ بھی لائی تھی۔ یہ ایک چھوٹی سی بوٹ تھی جس میں ایک کیمپن بھی تھا۔ اسے دیکھتے ہی سینا بوٹ کو کنارے سے مزید قریب لے آئی۔ بیہری

اور ہاتھ کیا۔ نینا کبھی سوٹ پہنے تھی۔ بیری نے محسوس کیا کہ پھر کر بوٹ
 اٹھیں۔ بس اتنا بڑا تھا کہ اس میں چار ہتھ ہو سکتی تھیں مگر اس کا
 دائرہ منتقل تھا اور پورٹ ہول پر دے دے تھے۔ بیری نے
 اٹھائی تھیں جانا چاہی تو نینا ٹھانی لیکن بیری نے ٹوٹ کر لیا
 کہ اس لی آٹھوں میں خلی کا آٹھ ابھر آیا تھا۔ بیری نے جانے پر
 اصرار نہیں کیا اور شیڈن آئی لینڈ کے بارے میں پوچھنے لگا۔ اس
 نے کہا کہ اس نے شیڈن آئی لینڈ کے سلسلے میں کسی سے فعل کا ذکر
 نہ تھا (حقیقت میں فعل کا لفظ اس نے بلا تک کارڈ پر لکھا دیکھا تھا
 وہ ہانڈی کے سوٹ کیس سے ملتا تھا) یہ فعل کیا چیز ہے۔ نینا نے بتایا
 کہ فعل اس ننگ راستے کو کہتے ہیں جو دو بڑی جہانوں کے درمیان
 واقع ہے۔ جزیرے کے گرد دو جزیرہ رہتا ہے۔ تین ماہ میں ایک بار
 سمندر کا پانی اترتا ہے تو فصل میں پانی کم ہو جاتا ہے اور اس کے
 درمیان سے گزرا جاسکتا ہے۔ یہ راستہ ایک خوب صورت مقام پر
 ملتا ہے۔ اس صورت میں ایک بوٹ بھی فعل سے گزر سکتی
 ہے مگر ایک گھنٹے کی مدت کے بعد پانی بھر چھ جاتا ہے فعل کا راستہ
 بند ہو جاتا ہے اگر کوئی بوٹ اندر جا کر پھنس جائے تو تین ماہ سے
 پہلے باہر نہیں نکل سکتی۔

○●○

دوسرے دن صبح ساڑھے چھ بجے گاڑی آئی کہ کھلی تو اس کے
 سر میں شدید درد ہوا تھا۔ سر کے پیچھے جیسے میں جہاں ضرب ماری
 گئی تھی ایک گولہ ابھرا ہوا تھا اور بالوں کی چھچھاہٹ سے ظاہر تھا
 کہ کچھ خون بھی نکلا تھا۔ وہ اپنے آپ کو اپنے کمرے کے چھوٹے بیڈ
 روم میں پا کر خاموشی میں تھا۔ بڑے بیڈ روم میں اسے کیڑوں کی گئی
 جس کا اپنا سر بھی رات کی ضرورت سے زیادہ شراب نوشی سے درد
 کر رہا تھا اور یہ بھی بالکل ظاہر تھا کہ وہ ابھی تک شدید غصے میں تھی
 اور اس نے سوچا تھا کہ وہ گاڑی کو شراب پی کر ہوش ہونے کی
 غلطی پر بھی معاف نہیں کرسکتی۔ گاڑی نے کسی نہ کسی طرح اسے
 اپنی بات سننے پر آمادہ کر لیا اور پھر بتایا کہ اس نے ہرگز اتنی زیادہ
 شراب نہیں پی تھی کہ وہ بے ہوش ہو جائے بلکہ کسی نے اس کے
 سر پر ضرب مار کر بے ہوش کر دیا اور بعد میں اس کے کپڑوں پر
 خوب دھکیل چھڑک دی تاکہ اس کی بے ہوشی کو شراب کا نتیجہ
 سمجھا جائے کیڑوں کو یقین دلانے کے لیے گاڑی نے اسے اپنے سر
 کا گولہ بھی دکھایا کہ یہ چوتھ وا اپنے ہاتھ سے تو مار نہیں سکتا تھا۔
 اس کے بعد اس نے پولیس ایڈکوارٹر فون کیا۔ اگرچہ اسے اندازہ
 تھا کہ بیگلر کو فرار اس کا دفاع اڑائیں گے اور شاید اب ترقی بھی
 نہیں مل سکے گی۔ ظاہر تھا کہ وہ اس واقعے کی رپورٹ کرنے پر مجبور
 تھا۔ فون پر بات کرنے کے آدھے گھنٹے بعد وہ خود بھی تیار ہو کر بیڈ
 کو مارٹر پہنچ گیا۔ اسے یہ دیکھ کر حیرت بھی ہوئی کہ بیگلر نے اس کا
 دفاع نہیں اڑایا بلکہ اس کے سر کی چوٹ کے بارے میں غور مند
 بھی تھا۔ جب گاڑی نے کہا کہ وہ بالکل ٹھیک ہے تب بیگلر نے تادہ
 خبریں سنائیں۔ کہا کہ فرینڈز کی گرفتاری کے لیے پوری پولیس کو
 الٹ کر دیا گیا ہے۔ فرینڈز مسٹر اور مسز کارلوس سے پوچھ چکے تھے
 لیے کیا ہے اور وہ خود سولہ بات کرتے جا رہا ہے۔ گاڑی نے کہا
 وہ بھی ساتھ چلے گا۔ اسے پورا یقین ہے کہ رات سونے ہی اس پر
 حملہ کیا تھا اور اب اسے اس بد معاش سے اپنا حساب برابر کرنا
 ہے۔ اسی وقت جیکوئی وہ رپورٹ لے کر آیا جو بیری کے بارے
 میں دانشمن سے ٹیکس پر موصول ہوئی تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ
 بیری پگل۔ سارجنٹ۔ تھرو پیرا ٹروپ ورجنٹ۔ فرسٹ کینی
 12.3.67 کو رات نام کے محاذ پر بھیجا گیا۔ دوران جنگ
 2.4.67 کو مارا گیا۔ فاکس کی فوٹو کاپی روانہ کی جا رہی ہے۔

بیری نے کہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آج فعل کے دوسری
 طرف نہیں جاسکتے کیوں کہ پانی چڑھا ہوا ہوگا۔ نینا نے جواب دیا
 کہ بوٹ کے ساتھ تو نہیں جاسکتے مگر پانی کے اندر تیرتے ہوئے
 جانتے ہیں جہاں تک دو جزیرہ کا تعلق ہے تو ابھی بہت عرصہ تک پانی
 نہیں اترے گا۔ گویا اگلے اتوار کے بعد جو بدھ آئے گا اس دن۔
 بیری نے کہا ٹھیک ہے تو وہ پانی کے اندر تیرتے ہوئے چلیں گے۔
 نینا نے بتایا کہ پانی کے اندر ہواؤ میں بہت تیزی ہوتی ہے مگر یہ کہ
 اس کے پاس غوط خوری کی چیزیں ہیں اور پانی میں اترتے ہوئے وہ
 ایک دوسرے کو رتی سے منسلک کر لیں تو وہ بھی بیری کے ساتھ
 جاسکتی ہے۔ بیری نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر نینا مصری کہ
 وہ بھی ساتھ جائے گی۔ بیری کو آمادہ ہونا پڑا۔

اس کے بعد دونوں نے کاپی لی۔ نینا نے بتایا کہ غوط خوری کی
 چیزیں اور نیلون کی رسی لا کر میں دھکی ہے۔ بیری یہ چیزیں لینے گیا۔
 لا کر کھول کر اس نے اندر ہاتھ ڈالا۔ اس کے ہاتھ میں چلا سیک
 گیا۔ اس نے اسے نکال کر دیکھا تو اس میں بڑے شیڈوں کا ایک
 دمپ کا چشمہ۔ کان کی سیاہ فیض اور ایک سفید اسکارف رکھا تھا
 بیری کی پشت نینا کی طرف تھی اس لیے وہ نہیں دیکھ سکتی تھی کہ
 بیری کیا نکال رہا ہے۔ بیری کا ان چیزوں کو دیکھ کر کچھ غلط فہمی تھا۔
 وہ وہی چیزیں تھیں جو اس رات متناہک کار چلانے والی لڑکی نے
 من رکھی تھیں۔ اس نے حیلے کو واپس لا کر میں رکھ دیا اور پھر جو
 چیزیں وہ کار میں انہیں نکال لیا۔ نیلون کی رسی کے ساتھ دو نیٹ
 بھی تھیں۔ بیری نے رسی کو مناسب فاصلہ دے کر دونوں نیٹ سے
 ہاتھ دیا۔ اتنی دیر میں شیڈن آئی لینڈ نظر آنے لگا تھا۔ میں منٹ

پر لڑا۔ رپورٹ ملی کہ دوران جنگ کم ہو گیا 2.4.67۔ بعد میں اطلاع ملی کہ جنگی قیدی بنایا گیا 7.7.67 کو اسے رہائی ملی۔ 5.5.69 کو آری سے واپس کر دیا گیا۔ فٹوائٹ فاکس رونا کی جاری ہے۔

بیگلر نے ٹیکس پڑھ کر گارنر کو دے دیا۔

بھگیا انہوں نے اب اسے زندہ تسلیم کر لیا۔ "وہ بولا "میرے بچے نے کہا تھا کہ وہ واقعتاً سے بھی غلط ہو سکتی ہے۔"

○●○

بہری اور نینا فرط خوبی کا لباس پہن کر سمندر میں پانی کے اندر تیرتے ہوئے غسل سے گزر کر دوسری طرف پہنچے تو بہری نے ایک لالچ کو نصف سے زیادہ پانی میں ڈوبے دیکھا۔ نینا نے اسے دیکھ کر سرسری لیے میں خیال ظاہر کیا کہ شاید یہ کسی اسٹور کی بوسل ہے جو ساحل گارڈز کی نگاہوں سے بچنے کے لیے غسل میں داخل ہوئی۔ پانی کی سطح نیچی تھی "وہ یہاں تک آگئی مگر بعد میں پانی چڑھ گیا۔ راستہ بند ہو گیا اور بوٹ راست تلاش کرنے کی کوشش میں چٹانوں سے ٹکرا کر ڈوب گئی۔

مگر جب بہری نے لالچ کے چاروں طرف تیرتے ہوئے چکر لگا کر تو اسے معلوم ہوا کہ لالچ کا تعلق دروچ سے تھا اور یہ کہ وہ چٹانوں سے ٹکرا کر نہیں ڈوبی بلکہ راتفل کی گولیوں کی بوچھاڑ اسے اس میں سوراخ کر دے اور وہ پانی بھر جانے کی وجہ سے ڈوبی ہے۔ دونوں رتی کی مدد سے لالچ کے ڈیک پر چڑھ گئے۔ وہاں جگہ جگہ خون کے دھبے نظر آ رہے تھے جو اب خشک ہو چکے تھے۔ بہری بوٹ کے ٹینکین کے ٹینکین کی طرف چلا تو نینا بھی ساتھ چلی۔ بہری نے اسے روک دیا۔

"میں بھی ٹینکین کا ٹینکین دیکھنا چاہتی ہوں۔" نینا نے کہا "دیکھنا چاہتی ہوں وہاں کیا ہے۔"

"کیا تم پہلے سے نہیں جانتیں۔" بہری نے عجیب سے لیے میں کہا "ذرا یہ تو بتاؤ کہ جب فریڈز اور سولوا بالڈی کا پر جلا رہے تھے تو کیا تم بھی موجود تھیں۔"

نینا چونک گئی ایک پل کے لیے یوں لگا جیسے اسے فصد آ گیا ہو مگر دوسرے لمبے سے آخر ختم ہو گیا "تم کیا کہہ رہے ہو میں بالکل نہیں سمجھی۔" اس نے کہا۔

"تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔" بہری نے خندیدگی سے کہا "جب بالڈی جلنے کی اذیت برداشت نہیں کر سکا تو اس نے بتا دیا کہ اس کی بوٹ پر شیڈن آئی لینڈ کے قریب حملہ کیا گیا تھا۔ وہ بچنے کے لیے بوٹ کو قتل کے اندر لے گیا مگر وہاں وہ ڈوب گئی۔"

"اس معاملے سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔" نینا نے سہلے لیے میں کہا۔

"یقیناً میرا کوئی تعلق نہ ہوتا اگر تم نے مجھے اس میں نہ الجھایا

اس رپورٹ کا مطلب تھا کہ بہری مرچکا ہے اور اس وقت جو آدمی اس کا نام اختیار کر کے ہوئے ہے وہ ضرور کوئی فراڈ ہے۔ گارنر یہ سوچ کر اچھل پڑا اور بیگلر سے جلد از جلد ریسٹورنٹ پہنچنے پر اصرار کیا تاکہ سولو کے ساتھ اس آدمی سے بھی باز پرس کی جاسکے۔ مگر بیگلر اس بجلت میں فیصلہ کرنے کا قائل نہیں تھا۔ اسے پہلے بھی واقعتاً سے رپورٹ نہیں ملتی رہی تھیں اور وہ جانتا تھا کہ وہ واقعتاً سے بھی رپورٹ پیچھے میں غلطی ہو سکتی ہے چنانچہ اس نے جیکوبی کو حکم دیا کہ وہ واقعتاً سے رابطہ کرے اور یہی رپورٹ دوبارہ بھیجنے کے لیے اور جب دوسری رپورٹ مل جائے تو چیف ٹیل کو اطلاع دے اور اسے یہ بھی بتا دے کہ وہ گارنر سولو کے ریسٹورنٹ گئے ہیں۔ وہ دونوں گھر سے نکلے گئے تھے کہ ریڈی آفس میں داخل ہوا۔ گارنر نے اسے فوراً پہچان لیا کہ یہ سولو کے ریسٹورنٹ میں گزار رہا ہے اور حسب ضرورت بار میں بھی کام کرتا ہے۔ ریڈی نے کہا کہ اس کے ذہن پر بہت سی باتوں کا بوجھ ہے اور اس نے غور کرنے کے بعد یہ بہتر سمجھا کہ وہ باتیں پولیس کو بتادی جائیں۔ گارنر اور بیگلر اسے آفس میں لے گئے جہاں ریڈی نے اپنے آدمی میں شمولیت کے آڈیو کی قیلم نہ کرنے سے لے کر بہری سے ملنے اور بعد میں ہونے والے تمام واقعات بیان کر دیے اس کا بیان سننے کے بعد بیگلر نے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس پر سراسر عورت کا جو تمہارے کئے کے مطابق مستانک کار چلا رہی تھی کوئی وجود نہ ہو فرض کرو عورت کے بجائے خود بالڈی نے تمہیں لٹ دے دی ہو اور پھر تم دونوں نے اسے مار دیا ہو۔"

"بہری کا خیال تھا کہ تم بالکل سچی بات کہو گے۔" ریڈی بولا۔ "میرا حال تم نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ واقعات جس طرح پیش آئے تھے بتاؤ گے تم اس پر یقین نہیں کرنا چاہتے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"

"پلو میں یقین کر لیتا ہوں۔" بیگلر مسکرایا "میں سمجھتا ہوں بالڈی ایسا آدمی نہیں تھا کہ رات میں کہیں راستے میں دو آدمیوں کو دیکھ کر روک جاتا اور انہیں لٹ دینے کی زحمت کرتا۔ میں صرف تمہارا رد عمل دیکھنا چاہتا تھا۔ اب یہ بتاؤ کہ بالڈی کے سوٹ کیس میں جیسے جو پلاسٹک کا ڈالا تھا اس پر کیا لکھا تھا کوشش کرو کہ جو کچھ لکھا تھا ان ہی الفاظ میں بتا سکو۔"

"مجھے ٹھیک سے یاد نہیں۔ شیڈن اور قتل دو الفاظ مجھے یاد ہیں کوئی تاریخ بھی کہی تھی مگر وہ مجھے یاد نہیں۔"

اس دوران جب کہ بیگلر ریڈی سے بات کر رہا تھا جیکوبی واقعتاً سے سمجھا ہوا دوسرا ٹیکس لے کر آیا تھا۔ بیگلر نے ٹیکس دیکھا "اس پر لکھا تھا "واقعتاً 07.38 ہمارا ٹیکس نمبر 3488769 منسوخ سمجھا جائے۔ بہری چل سار جٹ، محرم ہوا ٹوپ رجسٹر فرسٹ کئی دہشت نام کی جنگ میں شامل ہوا۔ کاؤ

ہوتا۔ تم اس سلسلے میں کچھ بتانا پسند کرو گی۔"

"بتانے والی کوئی بات نہیں ہے۔"

"جب ریڈیو نے سولو کو فون کیا کہ اس کی ملاقات ایسے آدمی سے ہو گئی ہے جو بہترین تیراک اور غوط خور ہے اور یہ سولو اس کے ساتھ پانی دے سے سفر کرتے ہوئے پیرا ڈائز مشی آرہا ہے تو سولونے جلدی سے ایک پلان سوچ لیا۔ کیوں میں غلط تو نہیں کہہ رہا ہوں۔"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔" نینا کے لیے میں سختی آگئی۔

"تم ابھی طرح سمجھ رہی ہو۔" میری نے کہا "تم نے اور سولو نے مل کر مجھے چھانسنے کی کوشش کی۔ وہ تمھیں جو سیاہ شیشوں کا چشمہ لگا کر سفید دیوال سر پہ باندھ کر ہمیں پانی دے پر ایک مستحکم کارڈ رائج کرتے ہوئے ملیں۔ ایک فرضی داستان خانی کہ تمھیں وہ کار میابی کے ایک گاہک کو پہنچاتا ہے۔ مگر کارڈوں میں بالڈی کی لاش تھی جو تم میرے اور ریڈیو کے سر ڈال کر درمیان میں غائب ہو گئیں۔ تمہارا وہ بھیج بدلنے کا سامان ابھی تک سولو کی بوٹ کے لاکر میں رکھا ہے۔ تمھیں اس سے چھٹکارا حاصل کر لینا چاہیے تھا۔ پھر تم نے خود کو بڑی آسانی سے میرے حوالے کر دیا کیوں کہ تمہارے خیال میں یہ سب سے موثر لالچ تھا جس کے ذریعے تم مجھے یہاں شیلڈن آئی لینڈ لائے گئی تھیں۔"

نینا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میری دوبارہ کہیں کی طرف چل دیا۔ ایک لمحے ہچکچاہٹ کے بعد نینا بھی اس کے پیچھے چل دی۔ میری نے کہیں کا دروازہ کھول دیا۔ جب اس کی آنکھیں تاریکی میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو اسے ایک برتھ پر لکڑی کے چار کس نظر آئے ہر کس ایک فٹ چوڑا اور فٹ لمبا تھا اور دھڑکی سے بندھا ہوا تھا۔ میری نے آگے بڑھ کر اس کو چاقو سے کاٹنا چاہا تو نینا نے روک دیا۔

"انہیں کھولو نہیں۔" وہ بولی "یہ جس طرح بندھے ہیں اس سے ان میں پانی داخل نہیں ہو سکتا اور ہم انہیں سمندر میں ڈال کر کھینچتے ہوئے لے جاسکتے ہیں۔"

"مگر کیا تم جانتی تھیں کہ یہ کس یہاں موجود ہیں۔"

"ہاں جانتی تھی۔"

"کیا یہ بات بالڈی نے بتائی تھی۔"

"ہاں۔"

"ان کے اندر کیا ہے۔"

"دولت۔"

"کتنی۔"

"مجھے معلوم نہیں۔ شاید بہت زیادہ۔" نینا نے جواب دیا۔

"مگر تم کھرت کرو۔ سولو اس میں سے تمہارا حصہ بھی نکالے گا۔"

"سچ بچ۔ اس سے اس ایمان داری کی امید تو نہیں۔" میری

نے ایک کس اٹھا کر دیکھا وہ کافی وزن تھا "یہ ہمیں پانی دے گا۔ اس سے کتنے ڈوب جائیں گے۔"

"اس الماری میں۔" نینا نے اشارے سے بتایا "لا۔"

جینٹ رکھے ہیں۔ ہر کس کے ساتھ ایک لائف جینٹ باندھ دیا جائے تو یہ نہیں ڈوبیں گے۔ ہم انہیں جس طرف لے جانا چاہتے ہیں پانی کا باؤ بھی اسی طرف ہے۔"

"تو تم نے یہ حل پہلے سے سوچ رکھا تھا۔"

"سوچ بھی رکھا تھا تو کیا ہوا۔ تو انہیں نکالنے کی کوشش کریں۔"

"ابھی نہیں۔" میری نینا کی طرف بڑھا "پہلے میں کچھ جانا چاہتا ہوں۔ ہمارے ساتھ بوٹ میں کوئی اور بھی سفر کر رہا تھا۔ میرا مطلب ہے اس کہیں میں۔ وہ کون ہے سولو یا فرنیڈو۔"

○●○

سولو کو بتایا گیا کہ پولیس نے ریسنورنٹ کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ اس کے لیے یہ اطلاع غیر حتمی تھی بلکہ اسے حیرت تھی کہ پولیس اس سے پہلے کیوں نہیں آئی۔ اتوار کی دوپہر تک بہترین گزارنے کے بعد وہ اٹھا اور تقریباً ایک گھنٹے سے پولیس کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ پریشان بھی نہیں تھا۔ اسے یقین تھا کہ گارز کو یہ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ اس کے سر پر ضرب مارنے والا کون تھا۔ وہ بہت آہستگی سے کسی بھوت کی طرح گارز کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اسے اندازہ تھا کہ پولیس آئے گی اور فرنیڈو کے بارے میں طرح طرح کے سوالات کرے گی۔

سنگر اور گارز اس کے آفس میں داخل ہوئے تو اس نے مسکراتے ہوئے ان کا استقبال کیا۔

"ہیلو سیر گارز۔ اب تمہاری طبیعت کیسی ہے۔" اس نے پوچھا "رات کے واقعات کے بارے میں مجھے افسوس ہے۔ میں نے میری کے ساتھ تمھیں گھر بھیج دیا تھا۔"

"مجھے معلوم ہو چکا ہے۔" گارز اس کی طرف بڑھا۔ بیگلر دانستہ پیچھے رہا۔ راستے میں طے ہو چکا تھا کہ سولو سے سوالات وہ کرے گا۔

"اور جہاں تک تمہارے افسوس کا تعلق ہے۔" گارز کی بات جاری تھی "تو ابھی تمھیں اور بھی افسوس ہو گا۔"

"تم جانتے ہو اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔" سولو کی مسکراہٹ کم ہو گئی "میں نے تو تمھیں زیادہ شراب۔۔۔"

"شٹ اپ" گارز نے بات کاٹ دی۔ "میری کہاں ہے؟"

سولو نے حیرت سے چلیکس چھپکائیں اسے اس سوال کی توقع نہیں تھی۔

"اے کہیں میں ہو گا یا سمندر میں تیر رہا ہو گا۔ مجھے معلوم نہیں۔ آج اس کی جھجکی ہے۔"

"مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ تمہاری بیٹی کے ساتھ شیڈن آئی

لینڈ گیا ہے۔
 "تمہیں کسی نے غلط بتایا ہے۔" سولو نے کہا "یہنا اگر بھی
 شیڈن آئی لینڈ جاتی ہے تو اکیلی جاتی ہے۔ میں نے اسے اپنی بوٹ
 استعمال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔"

"گھبرا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس وقت میری اس کے ساتھ
 شیڈن آئی لینڈ پر موجود نہیں ہے۔"
 "بے شک وہ اس کے ساتھ نہیں ہے۔"
 "لیکن تمہاری بیٹی وہاں گئی ہے۔"

"وہ بوت لے گئی ہے ممکن ہے وہیں گئی ہو۔"
 "تمہیں کیسے معلوم کہ میری اس کے ساتھ نہیں گیا ہے۔"
 "میں نے یہنا کو جانتے دیکھا تھا۔ اس کے علاوہ وہ ایسی لڑکی
 نہیں ہے کہ میری یا کسی بھی مرد کے ساتھ اس ششمان غیر آباد
 جزیرے پر جائے۔"

"تمہیں پورا یقین ہے۔" گارنر عجیب انداز سے مسکرایا۔
 "اپنے الفاظ کا خیال رکھو مسٹر گارنر۔" سولو نے غصے کا اظہار
 کیا "میں اپنی بیٹی کے سلسلے میں غلط بات سننے کے لیے تیار نہیں
 ہوں۔"

"بہت خوب۔ پھر تو ہمیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں
 ہے۔"

"کیا مطلب۔" سولو چٹکا "کیسی فکر مندی۔"

"ہم تمہاری بیٹی کے بارے میں پریشان ہو رہے تھے۔ ہمیں
 کسی نے بتایا تھا کہ وہ میری کے ساتھ شیڈن آئی لینڈ گئی ہے لیکن
 جب تم اتنے یقین سے کہہ رہے ہو کہ ایسی کوئی بات نہیں تو ہم
 ناحق ہی پریشان ہوئے۔ یہ بات پہلے معلوم ہو جاتی تو میں یہاں دوڑا
 نہ آتا۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔" سولو نے کچھ بے چینی سے پوچھا۔
 گارنر نے ہنگامی طرف دیکھا۔

"کیا خیال ہے سارنڈنٹ۔ کیا ہم سولو کو بتادیں۔"

"کیا ضرورت ہے۔ اگر میری یہنا کے ساتھ نہیں ہے تو
 پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔" میگلر نے جواب دیا۔

"آخر یہ سب کیا ہے۔" سولو نے میز پر گھونسا مارے ہوئے کہا۔

"تم بتاتے کیوں نہیں۔"

"لیکن اگر سولو جوت بول رہا ہے۔" گارنر نے سولو کی بات
 نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "اور میری وہاں اس کی بیٹی کے ساتھ
 اکیلا موجود ہے تب اس بے چاری کی تو شامت آجائے گی۔"

"لیکن اسے جوت بولنے کی کیا ضرورت ہے۔" میگلر نے
 سولو کی طرف دیکھا "کیوں سولو۔"

"میں۔۔۔ میں کچھ نہیں سمجھا سارنڈنٹ۔" سولو نے دو مال

سے پریشانی کا پتہ پوچھا۔

"ہم وقت ضائع کر رہے ہیں۔" گارنر نے ناگوار سی سے کہا اور

سولو سے مخاطب ہوا "میری کا کہیں کہاں ہے؟"

"تم اسے کیوں پوچھ رہے ہو۔" سولو نے سوال کیا۔

"تم میری کے بارے میں کیا جانتے ہو؟" گارنر نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں سوائے اس کے کہ وہ بہترین تیراک ہے اور
 دیکھنے میں شریف معلوم ہوتا ہے۔"

"تم نے اسے ملازم رکھنے سے پہلے اس کے بارے میں کچھ
 تحقیقات کی تھیں۔"

"نہیں تو۔ کیسی تحقیقات۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ تم نے کسی چھان بین کے بغیر اس آدمی
 کو لا نف کارڈ کی ملازمت دے دی۔"

"آخر تم لوگ کہنا کیا چاہتے ہو۔" سولو کا اضطراب بڑھتا
 جا رہا تھا۔

گارنر نے اپنی جیب سے پہلا ٹیلیکس جس کی تردید کر دی گئی
 تھی، نکال کر سولو کے سامنے ڈال دیا "ہم نے ڈائیکشن سے معلوم

کیا تھا۔" وہ بولا "اور ان لوگوں کا کہنا ہے کہ میری جگہ ۱۲ اپریل سن

سز سنھ کو میدان جنگ میں مارا گیا۔ تم خود پڑھ لو۔ یہ سرکاری
 ٹیلیکس ہے۔"

میگلر کو ہنسی آنے لگی تھی جسے اس نے منہ بھیر کر ضبط کر لیا۔

سولو نے ٹیلیکس پڑھا اور پھر گارنر کی طرف دیکھا۔

"مگر میری تو زندہ ہے۔" وہ بولا۔

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ آدمی میری ہے۔"

"اگر وہ میری نہیں ہے تو پھر کون ہے۔"

"اب تم نے درست سوال پوچھا ہے کہ آخر وہ کون ہے۔ اگر
 تم نے اس کے بارے میں تحقیقات کی ہوئی تو یہ سوال کرنے کی

فوت نہیں آتی۔ تم نے کبھی ڈوناہو کا نام سنا ہے۔"

"نہیں۔" سولو نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیا تم اخبار نہیں پڑھتے۔ کیا تمہیں یونٹن کے امس قاتل
 کے بارے میں نہیں معلوم جو اپنے شکار کو گلا گھونٹ کر مارتا

ہے۔"

"قاتل۔۔۔"

"ہاں ایک جنسی قاتل۔ وہ تین بیٹے قتل خروٹن کے اسپتال
 سے بھاگ نکلا جہاں وہ مجرم رکھے جاتے ہیں جن کا ذہنی توازن

درست نہ ہو۔ اس کے فرار کی خبر اخبارات کے پہلے صفحے پر شائع
 ہوئی تھی۔ اس کا حلیہ بھی لکھا گیا تھا۔ لمبا قد، سرخی مائل بال، نیلی

آنکھیں، کچھ مڑی ہوئی ناک، عمر تیس سال، وہ پیشہ ور دبا کر وہ چکا
 ہے۔ بہترین تیراک بھی ہے، تیراکی میں کانسی کا تمغا جیت

چکا ہے۔"

"یہ تو بالکل میری کا حلیہ ہے۔" سولو نے کانچے آواز میں کہا۔

"میری کا نہیں۔ اس شخص کا جسے تم میری خیال کر رہے ہو۔
 میری تو میدان جنگ میں کام آچکا ہے اب جو آدمی میری بنا ہوا ہے

وہ دانا ہو ہے، خطرناک جیسی دیوانہ قاتل۔ وہ اب تک تین لڑکیوں کو ہلاک کر چکا ہے۔ جب کوئی لڑکی اس کے ہاتھ آجاتی ہے تو پہلے وہ اپنی ہیبتانہ جیسی جذبات کی تسکین کرتا ہے پھر اسے گلا گھونٹ کر مار دیتا ہے۔

سولویک دم کھڑا ہو گیا۔ وہ دروازے کی طرف لپکا۔ بیگلر اور گارنر نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر یہ ایسا ہی تھا جیسے کسی بھرے ہوئے تیل کو روکنا۔ اس نے انہیں ایک طرف دھکا دیا اور باہر نکل گیا جہاں بیگلر کے چار طاقت ور پولیس میں موجود تھے۔ انہوں نے سولو کو دوبارہ آفس میں دھکیل دیا مگر اس کے لیے انہیں سولو کو گھونسنے مار مار کر بے دم کرنا پڑا۔ وہ خود بھی بری طرح ہانپنے لگے تھے۔ گارنر نے پہلے بیگلر کی طرف اور پھر سولو کی جانب دیکھا جو اپنا سر اٹھوں سے پکڑے کرا رہا تھا۔

”تم یہ کیا تماشہ کر رہے ہو۔“ گارنر نے پوچھا۔
”مجھے اپنی بیٹی کے پاس جانے دو۔“ سولو نے التجائیہ لہجے میں کہا۔ ”وہ میری کے ساتھ گئی ہے، میں اسحق تھا کہ اب تک تم سے جھوٹ بولا رہا۔“

”لیکن تم ٹیڈن آئی لینڈ جاؤ گے کیسے۔ سمندر میں تیر کر۔“
”میں ایک موٹر بوٹ کرائے پر لے لوں گا۔۔۔۔۔۔“ سولو کہتے کہتے رک گیا۔ اسے احساس ہو گیا کہ بوٹ کرائے پر لینے میں کچھ وقت لگے گا۔

”ہمارے پاس بوٹ ہے۔“ گارنر نے بتایا ”تم جاہو تو چل سکتے ہو۔“

”تو چلے کیوں نہیں۔“ سولو دوبارہ کھڑا ہو گیا ”اتنی دیر میں تو وہ دیوانہ نہ جانے کیا کر بیٹھ گا۔“

”تم اس وقت تک ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے جب تک بالڈی کے متعلق پوری بات نہیں بتاتے۔ میں جانا چاہتا ہوں کہ میری بیٹا کے ساتھ کیوں گیا ہے۔“

”مجھے بالڈی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ یہ میں جنس پہلے ہی جانچا ہوں۔“

”پھر تو تم بری بات ہے۔“ بیگلر نے کہا اور گارنر سے غائب ہوا۔ ”کافی پینے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آخر یہ ریٹورنٹ ہے کافی ضرور ملتی ہوگی۔“

”اچھا خیال ہے۔“ گارنر نے پولیس کے جوانوں کی طرف دیکھا ”کافی لے آؤ۔ یہاں کچھ دیر لگ سکتی ہے۔“

”ہم وقت ضائع کر رہے ہیں۔“ سولو نے بے قراری سے کہا۔
”تو کیا کریں۔ کچھ ہو گیا تو تمہاری وجہ سے ہو گا۔“ گارنر بولا۔

”ہم تب تک نہیں جائیں گے جب تک تم ساری حقیقت بیان نہیں کر دیتے۔“

”میں۔۔۔ میں جنس سب کچھ بتا دوں گا۔ مگر یہاں نہیں۔ راستے میں۔ بوٹ پر۔ اب تو چلو۔“

پھر جب پولیس کی تیز رفتار لالچ ٹیلن آئی لینڈ کی طرف۔ جاری تھی تو سولو نے کتنا شروع کیا ”سٹر کارلوس کی بات۔ کارلوس کی بہت بڑی مقدار انگوٹھا چاہتے تھے۔ وہ سٹر کارلوس کی ہی طاقت تھے مگر بد قسمتی سے ہوائ میں سٹر کارلوس پر پابندی لگادی گئی۔ مگر بہت جیتی تھے سٹر کارلوس نے انہیں اس عمل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے بالڈی کی خدمات حاصل کیں۔ بالڈی کے بارے میں خیال تھا کہ وہ کاسٹرو کے آدمیوں سے مل کر تمام سٹر کارلوس لاسکتا ہے۔ چنانچہ کارلوس نے کاسٹرو اور اس کے آدمیوں کو رشوت دینے کے لیے تین لاکھ ڈالر دے۔ اتفاق سے کارلوس اور بالڈی کے درمیان ہونے والی جھگڑا فرینڈز نے سہل۔ وہ میرے پاس آیا۔ ساری بات مجھے بتائی۔ میں کیڑا نہیں ہوں اس لیے میں نے قومی مفاد کے پیش نظر یہ ارادہ کیا کہ جب بالڈی رقم لے کر کیوبا روانہ ہو تو راستے میں اس سے رقم چھین لی جائے میری نیت تھی کہ یہ رقم بالڈی سے چھین کر کسم کھام کے حوالے کر دوں گا۔“

”ہاں کیوں نہیں۔ میں بھی تمہارے ظلم میں نیت کی گواہی دے سکتا ہوں۔“ گارنر نے کہا ”تم آگے بیان کرو۔“

”میں نے اور فرینڈز نے بالڈی کی بوٹ روکنے کی کوشش کی۔“ سولو نے بات جاری رکھی ”اس وقت بہت اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بالڈی نے روکنے کے بجائے فرار ہونا چاہا۔ فرینڈز کو غصہ آگیا۔ اس کے پاس ایک مشین گن تھی۔ اس نے فائرنگ شروع کردی۔ اس نے فائرنگ میری مرضی کے خلاف کی تھی۔“ سولو نے

بیگلر کی طرف دیکھا جو اس کا بیان شارت ہنڈ میں لکھتا بارہا تھا۔

”میرا مقصد رقم حاصل کرنا تھا اور میں اس کے لیے جبر و تشدد کرنا نہیں چاہتا تھا۔ بہر حال بالڈی آماری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

بھاگ نکلے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر بوٹ گولیوں سے پھٹی ہو چکی تھی۔ کافی دیر تلاش کرنے کے باوجود جب ہم اسے نہیں پاسکے تو ہمیں یقین ہو گیا کہ بوٹ ڈوب گئی ہوگی اور ہم واپس چلے آئے۔

لیکن اس واقعے کے دو ماہ بعد بالڈی اچانک واپس آیا۔ اسے اپنے ریٹورنٹ میں دیکھ کر مجھے بہت حیرت ہوئی۔ میں سمجھ رہا تھا کہ بوٹ

کے ساتھ وہ بھی ڈوب چکا ہے۔ وہ میری بوٹ کرائے پر لینا چاہتا

تھا۔ اس کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ اسے ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ اس کی بوٹ روکنے کی کوشش کرنے والا میں تھا۔ میں نے اسے اپنی

بوٹ دینے سے انکار کر دیا مگر ساتھ ہی مشورہ دیا کہ شاید اسے ویدو بیچ میں کسی سے بوٹ مل جائے۔ اس کے جانے کے بعد میں نے

فرینڈز کو فون کیا اور اسے ویدو بیچ میں ملاقات کے لیے بلایا۔ میں

اور تینا اپنی کار میں وہاں گئے اور بالڈی کو بلایا۔ فرینڈز سٹر کارلوس کی کار میں آیا کیوں کہ اس کی کار خراب تھی۔ پھر اس نے

بالڈی کو مجبور کر دیا کہ وہ ہمیں بتائے اس کی بوٹ کہاں ہے اور وہ کیسے بچا تھا۔“

”تمہارا مطلب ہے بالڈی کا پیر فرینڈز نے آگ سے جلایا

تھا۔ "گارنر نے پوچھا۔

"ہاں اور تم یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اُس کی یہ حرکت مجھے ہرگز پسند نہیں تھی۔"

"مجھے یقین ہے کہ اسے بالڈی نے بھی پسند نہیں کیا ہوگا۔"

"ظاہر ہے لیکن بد قسمتی یہ ہوئی کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ

دل کا مریض ہے۔ ورنہ میں ہرگز فرینڈ کو اس حرکت کی اجازت

نہیں دیتا۔ بہر حال بٹلے کی اذیت سے بالڈی پر دل کا درد بڑھ گیا اور وہ

مر گیا۔ لیکن اس کے مرنے سے پہلے فرینڈ اس کی زبان کھلوانے

میں کامیاب ہو گیا تھا۔ بالڈی نے بتایا کہ جب اس کی بوٹ پر حملہ

ہوا تو بوٹ کا عملہ جو دو آدمیوں پر مشتمل تھا۔ مارا گیا۔ بالڈی ہم

سے بچنے کے لیے بوٹ کو قتل کے دوسری طرف لے گیا۔ اس کا

ادراہ تھا کہ جب تک حملہ آور اس کی تلاش میں ناکام ہو کر واپس

نہیں چلے جاتے وہ وہاں پھنسا رہے گا۔ مگر اسے جزیرے کے مد جزر

کا پتا نہیں تھا۔ جب اس نے قتل سے لٹکانا چاہا تو دیکھا کہ پانی چڑھ

گیا ہے اور قتل کا راستہ بند ہو گیا ہے۔ وہ ہاتھ تین ہفتے تک

گھبرا۔ جب کھانے پینے کا ذخیرہ ختم ہو گیا تو بالڈی نے ہمت کر کے

قتل سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے ایک لائف جیکٹ پہنی اور

ایک ربڑ کی کشتی پر بیٹھ کر چل دیا۔ حسن اتفاق سے اسی وقت ایک

زور کی لہر اٹھی جو ہم سے پانی کو ہمارے ملنے جیل میں اتار چھوڑا

راستہ پیدا ہو گیا جس سے وہ نکل سکے۔ یہ چند لمحوں کے لیے تھا مگر

اسے قتل سے نکلنے کے لیے چند لمبے ہی دور کا تھوہہ دکھل آیا۔ کسی

نہ کسی طرح ہیرا ڈانڈ نہی آیا۔ کارلوس سے مل کر پورا حال سنایا۔

کارلوس اس قتل اور اس کے مد جزر کے بارے میں اچھی طرح

جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس ماہ کی ستائیس تاریخ کو سمندر کا

پانی اتر جائے گا اور قتل کا راستہ ایک گھنٹے کے لیے کھل جائے گا۔

اس نے بالڈی سے کہا کہ وہ ایک بوٹ حاصل کرے اور اس ماہ کی

ستائیس تاریخ ۔۔۔ کو شیڈن آئی لینڈ جائے اور ڈوبی ہوئی بوٹ

سے ہمیں لاکھ ڈالر نکال لائے۔ ہمیں فرینڈو کے ذریعے یہ بات

بھی معلوم ہو گئی۔ جب ہم نے دیکھا کہ کارلوس ستائیس تاریخ کو

رقم واپس لے لے کی توقع کر رہا ہے تو ہمیں وقت کی کمی کی وجہ سے

تیزی سے عمل کرنا پڑا۔ ریڈی نے مجھے فون کر کے ہماری بارے

میں بتایا کہ وہ اولہک کا انعام یافتہ تیراک ہے۔ نینا کا خیال تھا کہ

ایک ماہر تیراک ستائیس تاریخ سے پہلے بھی پانی کے اندر تیرتے

ہوئے قتل کے دوسری طرف جا سکتا ہے اور اگر ہماری واقعی اولہک

معیار کا تیراک ہے تو وہ اس کی مدد سے رقم نکال کر لاسکتی ہے۔ ہم

نے سوچا کہ اگر بالڈی کی لاش ہماری کے سر ڈال دیں تو فطری طور پر

وہ گھبرا کر اسے کہیں نہ کہیں ٹھکانے لگانے کی کوشش کرے گا اور

اس کی یہ حرکت ہمیں اس پر ایک طرح کا قابو دے دے گی۔ اس

نے مدد کرنے سے انکار کیا تو ہم پولیس کی دھمکی دے کر کام لے

سکیں گے چنانچہ ہم نے ایک کامدان حاصل کیا۔ نینا نے بالڈی

کی کار میں کامدان جو ڈوبا۔ اس میں بالڈی کی لاش رکھی اور ریڈی

اور ہماری کو پانی دے پر جایا۔ وہ لٹ کے لے کر ہی سڑ کر رہے تھے۔

کاران کے حوالے کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔ ہمارا پلان

بہت اچھی طرح کامیاب ہوا۔"

جیگھو نے بیان مکمل کر کے سولو کے سامنے رکھ دیا کہ اس کے

ہر حصے پر اپنے دستخط کر دے۔ سولو نے دستخط کر دئے۔ گارنر نے

ایک کانٹیل کو اٹھا دیا۔ جس نے ہڈی ہوشیاری سے سخت زور کا

ڈنڈا نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

"تم اطمینان کی سانس لے سکتے ہو سولو۔" گارنر نے کہا۔

"ہمیری جمل موت کی وادی سے دوبارہ زندوں کی دنیا میں واپس آیا

ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے واضح طور سے آیا ہوا دوسرا

لیٹیکس سولو کے ہاتھ میں دے دیا۔ سولو نے اسے بڑھا اور پھر جیسے

ی اس کا مطلب واضح ہوا اتنی جوش اور غصے میں لیٹیکس مسٹے

ہوئے اس نے گارنر کی طرف دیکھا۔

"ایک چوٹ تم نے مجھے دی تھی۔" گارنر نے کہا "جو اب میں

ایک چوٹ میں نے ماری۔ ہمارا حساب برابر ہو گیا۔"

سولو غراتے ہوئے اٹھا۔ گارنر پر جھپٹایا چاہتا تھا کہ اُس

کانٹیل کا ہاتھ چل گیا۔ زور کا ڈنڈا سولو کی گڈی پر چڑا اور وہ کوئی

آواز نکالے بغیر بوٹ کے ڈیک پر ڈھیر ہو گیا۔

○☆☆○

"کوئی سڑ کر رہا تھا۔" نینا نے ہماری کی بات دہرائی "مجھے نہیں

معلوم تھا کہ وہ ہے۔"

"ہیرا اندازہ ہے کہ اس متقل کہیں میں سولویا فرینڈو میں

سے کوئی موجود ہے۔" ہماری نے کہا۔

"کہیں میں کوئی نہیں ہے۔" نینا نے جواب دیا "ہم وقت

ضائع کر رہے ہیں۔" پلو انہوں کو ڈیک پر لے چلو۔"

ہماری نے غور سے نینا کو دیکھا اور پھر کندھے جھٹک کر کہیں

کو ایک ایک کر کے ڈیک پر رکھ دیا۔ نینا لائف جیکٹ نکال لائی۔

ہر بکس کے ساتھ ایک لائف جیکٹ باندھ دی گئی۔ ایک مضبوط

رستی کی مدد سے ان بکسوں کو کچھ فاصلہ دے کر ایک دوسرے سے

باندھ دیا گیا۔ بکسوں کو پانی میں پھینک کر وہ خود بھی سمندر میں کود

گئے۔ لائف جیکٹ کی وجہ سے بکس پانی پر تیرنے لگے۔ ہماری نے

رستی کا اگلا سڑا کھڑا اور قتل کی طرف بڑھا۔ نینا اس کے ساتھ

تھی۔ دونوں ان بکسوں کو قتل سے باہر لے آئے۔

دوسری جانب فرینڈو بوٹ سے اتر کر کنارے کی چٹان پر چڑھ

گیا تھا اور ان دونوں کے مسلح آپ پر نمودار ہونے کا انتظار کر رہا

تھا۔ سب سے پہلے اُسے کلڑی کے چار بکس تیرتے نظر آئے اور

اس نے سمجھ لیا کہ ان کا پلان کامیاب ہو گیا ہے۔ اعشاریہ بائیس

یور کی رات نقل اس کے ہاتھ میں تھی۔ کندا کندھے سے لگا تھا۔ اس

نے رات نقل کی ٹال سیدھی کرتے ہوئے بکسوں کو نشانے پر لیا

فرینڈز نے گردن سمھا کر دیکھا۔ ایک اوپری ہٹان ۽ گارڈز کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ بیگلر بھی تھا۔ دونوں کے ہاتھ میں رولز آف لاء تھے جن کی ٹال فرینڈز کی جانب اٹھی ہوئی تھی۔ کسی گھرے ہوئے خوف ناک درندہ کی طرح فرینڈز غرا کر تیزی سے گھوما اور گولی چلا دی مگر گارڈز کا رولز اس سے پہلے اپنا کام کر چکا تھا۔ گولی ٹھیک اس کی پیشانی پر لگی اور فرینڈز اچھل کر سمندر میں گر گیا۔

”اب ہمیں سمندر سے دولا شیٹ نکالنا پڑیں گی۔“ گارڈز بولا۔

”مگر میری کہاں ہے۔“

اور سمندر میں کافی فاصلے سے یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے میری نے فیصلہ کیا کہ اب اس کی روانگی کا وقت آگیا ہے۔ وہ بہت ہوشیار ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ گولی بولنے کی طرف بڑھنے لگا۔ پولیس کے جوان لکڑی کے بکس سمندر سے نکالنے لگے۔ گارڈز ابھی تک میری کو تلاش کر رہا تھا۔

”آخر وہ کہاں غائب ہو گیا۔“ اس نے کہا۔

”کون۔“ بیگلر نے پوچھا۔

”میری اور کون۔“

”مجھے کیا معلوم اور تم کھڑے باتیں ہی بناتے رہو گے یا ان بکسوں کو اوپر لانے میں مدد بھی کرو گے۔“

گارڈز منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے پانی میں اترا۔ ابھی وہ

اور انکی زیر پر بنادی۔ اب وہ میری کے سر اجمارنے کا شکر تھا۔ وہ سولو اور نینا اس فیصلے پر متفق تھے کہ میری قتل سے باہر نکل کر جیسے ہی سر اجمارے اسے گولی مار دی جائے۔ اس سے جو کام لیا جانا تھا۔ لیا جا چکا ہو گا۔ اس کی جانب سے آئندہ مشکلات کے پیش نظر ضروری تھا کہ اسے ختم کر دیا جائے۔ پانچ یہ تھا کہ اس کے بعد نینا ان بکسوں کو تھرتاتی ہوئی اس جگہ لائے جہاں فرینڈز چھپا بیٹھا تھا۔ بکسوں کو اس کے سپرد کر کے خود بوٹ پر جائے اسے فرینڈز سے قریب لائے۔ فرینڈز ان بکسوں کو بوٹ میں رکھے پھر دونوں بیڑا اڑاؤ سٹی واپس آجائیں۔ فرینڈز اپنا تیسرا حصہ وصول کرے۔ پھر ای بوٹ میں روک ٹوک چلا جائے جو اس سے کافی فاصلے پر تھا۔

سولو اپنی حد تک اس پلان سے مطمئن نہیں تھا۔ اسے پورا اندیشہ تھا کہ فرینڈز خود ساری دولت پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس نے نینا کو تاکید کی کہ وہ فرینڈز کو بھی گولی مار دے مگر نینا نے سولو کو یقین دلایا کہ فرینڈز اس سے محبت کرتا ہے۔ اگرچہ وہ اسے نہیں چاہتی۔ اس لیے وہ کبھی دھوکا نہیں دے گا۔ اس نے اس طرح باتیں بنائیں کہ سولو کو یقین آگیا جب کہ حقیقت یہ تھی کہ خود نینا بھی فرینڈز کی محبت میں بری طرح گرفتار تھی اور اس کے ساتھ ہی بوکائنہ جانے کا ارادہ کر چکی تھی۔ وہ تو یہاں تک تیار تھی کہ سولو کو اس کا حصہ دے بغیر وہ اور فرینڈز ہمیں لاکھ ڈالر لے کر بوکائنہ چلے جائیں۔ لیکن اسے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ فرینڈز پہلے ہی سے شادی شدہ اور کئی بچوں کا باپ ہے۔ وہ نینا سے شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ اس کا منصوبہ تھا کہ نینا کے ساتھ کچھ دن عیش کشی کرنے کے بعد وہ ساری رقم پر خود قبضہ کر کے نوادہ کیا رہا ہو جائے۔

فرینڈز کے ماتھے پر الجھن کی شکنیں نمودار ہوئیں۔ وہ بکسوں کو تھرتے دیکھ رہا تھا مگر میری ابھی تک نظر نہیں آیا تھا۔ اسے اطمینان دلایا گیا تھا کہ پانی سے سب سے پہلے سر اجمارنے والا میری ہو گا اور وہ بے آبی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ پھر اچانک ہی پانی سے ایک سر نمودار ہوئے لگا۔ اس نے جلدی سے سر کا نشانہ لیتے ہوئے گولی چلا دی۔ لیکن فوراً ہی حیرت و صدمہ کے احساس کے ساتھ اس نے دیکھا کہ وہ سر میری کا نہیں نینا کا تھا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ گولی ٹھیک نینا کی پیشانی پر لگی تھی۔ وہ اچھلی اور بھرپے جان سی سطح سمندر پر تھرنے لگی۔ خون نے اس کے پورے چہرے کو سرخ کر دیا تھا۔ فرینڈز نے خود کو گالیاں دیتے ہوئے بے آبی سے ہاروں طرف میری کو تلاش کیا مگر وہ اسے کہیں نظر نہیں آیا۔ اس نے سمندر میں دیکھا قریب ترین بکس بھی اس کی دسترس سے دور تھا۔ اب اسے خودی بوٹ لاکر ان بکسوں کو نکالنا تھا مگر وہ پہلے میری کو لہکانے لگا تاہا تھا۔ آخر وہ شیطان کہاں چلا گیا۔ وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک توازن نے چونکا دیا۔ ”رائٹل پیچیک دو“ کسی نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

بکس کی رسی کھینچ ہی رہا تھا کہ بوٹ کا انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی اور چونک کر بولا۔

”یہ سولو کی بوٹ ہے۔ ہماری بھاگا جا رہا ہے۔“

”تو پھر کیا ہوا۔“ جھنگر نے جواب دیا ”ہم نہیں جانتے کہ وہ یہاں تھا بھی یا نہیں۔ صرف سولو کا کہنا ہے کہ وہ بھی آیا تھا لیکن سولو سب سے بڑا جوجہ ہے۔ ہم تو اب بھی یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ ہماری میدان جنگ میں مارا گیا تھا یا نہیں۔“

کارنر اعتراض کرنے لگا تھا کہ میٹنگر کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر دیکھ کر رک گیا۔

”میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا سار جنت۔“ اس نے کہا۔

”اے یوں سمجھو کہ میں اور تم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہمیں پکڑ کر دیت نام کی جنگ میں نہیں بھیج دیا گیا۔ لیکن میرا ایک بھائی اس جنگ میں کام آچکا ہے۔ ایک آدمی جو فوج میں تین سال اپنی ڈیوٹی پوری کر کے واپس آیا ہو، ہماری طرف سے کچھ رعایت اور ہمدردی کا مستحق ہے۔ یوں بھی ہماری اس کیس سے کوئی تعلق نہیں۔ اس نے کوئی جرم نہیں کیا ہے اگر ہم اسے گرفتار کر لیں تو وہ اس وقت تک جیل میں رہے گا جب تک قانون اس کی آزادی کا فیصلہ نہ دے دے۔ یہ بات اس کی چھٹی برادری کو دے گی۔ وہ تفریح کرنے آیا تھا۔ ہم کیوں اس کی تفریح میں خلل انداز ہوں۔ کیا تم ایسے شخص کو ہمدردی کا مستحق نہیں سمجھتے جو تین سال تک جنگ کی صعوبتیں برداشت کر چکا ہے۔“

”ٹھیک کہتے ہو۔“ کارنر نے سنجیدگی سے تائید کی ”میں نے اس انداز سے نہیں سوچا تھا۔“

○●○

ہمیری کی توقع کے برعکس پولیس نے اس کا تعاقب نہیں کیا۔ وہ سیدھا ڈیوٹی سٹیشن پر رپورٹ کیا۔ جلدی جلدی اپنا سامان سمیٹا ہولڈال میں رکھا اور ہائی وے کی جانب روانہ ہو گیا۔ شام کے سات بجے تک وہ اس کینے میں پہنچ گیا جہاں ریڈی نے کاڈوان میں ہالڈی کی لاش دیکھی تھی۔ مگر اب یہ سب کچھ اس کے ماضی کا حصہ بن چکا تھا۔ وہ لاپرواہی سے اندر داخل ہوا اور ایک گھاس و ہنسی کا آمڈوہا۔ یہاں اس کی ملاقات ڈیوڈ نام کے ایک ٹرک ڈرائیور سے ہو گئی جو پھل لے کر نیوارک جا رہا تھا۔ ڈیوڈ نے ہمیری کو ساتھ چلنے کی پیشکش کی۔ ہمیری نے جواب دیا کہ وہ بھی نیوارک جا رہا ہے مگر ابھی اسے راستے میں بلو ایکسپریس ٹرک سے اپنے کچھ دوستوں سے ملنا ہے۔ ڈیوڈ خود بھی وہیں کارہنہ والا تھا اس نے ہمیری کے دوستوں کے بارے میں پوچھا کہ شاید وہ انہیں جانتا ہو۔ ہمیری نے مورلی اور اس کی بیٹی مارا کا نام لیا۔ ڈیوڈ نام سن کر افسردہ ہو گیا۔

”کیا تمہیں ان دونوں کے بارے میں کوئی خبر نہیں ملی۔“ اس نے پوچھا۔

”نہیں خبر۔“ ہمیری چونکا۔

”مورلی اور مارا دونوں ایک حادثے کا شکار ہو گئے ہیں۔“ ڈیوڈ نے جواب دیا ”مورلی جا رونا پہلے انتقال کر گیا۔ مارا اسپتال میں داخل ہے۔ کچھ ہسپتالوں نے انہیں مارہیت کر ان کے ریسٹورنٹ میں آگ لگا دی۔ اس آگ میں ان کا سب کچھ تباہ ہو گیا۔“

”پہلی۔“ ہمیری نے تنزی سے پوچھا ”چار لڑکوں اور ایک لڑکی کا گردہ تو نہیں تھا۔“

”وہی تھا۔ ان میں سے ایک کا بازو بھی ٹوٹا ہوا تھا۔“ ڈیوڈ نے بتایا ”سننا ہے کہ یہ حرکت انہوں نے انتقام کی تھی۔ آج کل ان بد معاشوں نے ایک قیامت انہیں رکھی ہے۔ رات کے وقت سڑک پر انتقامی خطرناک ہو گیا ہے۔ ابھی کل رات کی بات ہے کہ میرا ایک دوست سام پیٹرن ہائی وے سے گزر رہا تھا۔ اچانک اس کا ایک ٹائر پھٹ کر ہو گیا۔ اسی وہ غریب دوسرا ٹائر لگانے بھی نہیں پایا تھا کہ ہسپتال کے ایک گردہ نے اسے گھیر لیا۔ وہ اس کا ٹرک لوٹنا چاہتے تھے سام نے ان کا ٹرک مقابلہ کیا۔ دو کو جان سے مار دیا۔ مگر ہسپتالوں کے غول بیابانی سے کون جیت سکتا ہے۔ آخر زخمی ہو کر گر پڑا۔ ہسپتالوں نے اس کے ٹرک کو آگ لگا دی۔ اب وہ جیل کے اسپتال میں ہے۔“

ہمیری کے لیے یہ دوسری افسوس ناک خبر تھی۔

”میں نے سام کے ٹرک میں آج کل تک سڑک کیا تھا۔“ اس نے جھکین لیے میں بتایا ”اور اب واپسی میں بھی اسی کے ساتھ جانے کا ارادہ تھا۔“

ٹرک روانہ ہوا تو ہمیری گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اسے معلوم ہو کہ فوج سے دوچار ہونے کے بعد اسے ایسے واقعات سے دوچار ہونا پڑے گا تو وہ ہیں رہنے کو ترجیح دیتا۔ انسانی تہذیب کہاں سے چلی تھی اور کہاں جا رہی تھی۔ بچے پھر کا زمانہ، پھر وحاشوں کا دور اس کے بعد علمی اور سائنسی ترقی کا عہد اور اب اس وحشت و بربریت اور درنگی کا زمانہ آچکا ہے۔ آخر کوئی اس سے بچ کر کہاں بھاگ سکتا ہے۔ اس نے کھڑکی سے باہر جھانک کر ہائی وے کے دونوں طرف کھڑے ہوئے ہسپتالوں کو دیکھا جو انکھٹے اٹھا اٹھا گرفت مانگ رہے تھے۔ کیا واقعی انسانیت کا مستقبل یہ گندے بدو اور درجہ سی اور بیرونی ہیں۔

سولو پولیس کی حراست میں تھا۔ نینالا لاش بن چکی تھی۔ ریڈی خدا جانے کہاں ہو گا۔ مورلی مر گیا تھا اور مارا اسپتال میں تھی۔ مارا..... ہاں مارا۔ وہ بھولی بھالی سیدھی سادی لڑکی جس نے نہاں کے بعد اس کے دل کو پھٹا تھا۔ اب وہ بھی اس کی طرح دنیا میں اکیلی رہ گئی ہے۔ اس کے باپ کی موت اور ریسٹورنٹ کی تباہی بالواسطہ اس پر بھی آتی ہے۔ وہ نیوارک جانے سے پہلے اسپتال میں مارا سے ملنے جانے کا اور مارا نے قبول کر لیا تو اس کی رفاقت میں ایک نئے سڑک اتارنا خوش گوار ثابت ہو سکتا ہے کہ ماضی کے زخموں کو جھلانہ سکے تو مندر ضرور کو دے۔

